مسنون پردہ

احکام و مسائل

ہر دیندار شخص کے ذہن میں یہ سوال رہتا ہے کہ شرعی پردہ کیسے زندہ کیا جائے اس سلسلے کے تمام مسائل وفضائل، درجات واقسام، احادیث وواقعات، سماج میں پیش آنے والی دشواریاں ساتھ ہی تمرینات لکھی جارہی ہیں تاکہ یہ کتاب بطور نصاب کے استعمال کی جائے اور چند مضامین کے ختم پر دئے جانے والے سوالات پڑھ کر قارئین وناظرین مضمون کو ذہن نشین کرسکیں، اور اپنے مطالعہ کی پختگی کا امتحان لیں۔

امید ہے کہ یہ کتاب طالبات اور دینی تحریکات کے شعبۂ خواتین میں قبولیت کی نظر سے دیکھی جائے گی، عوام الناس کو مختصر کورس کے طور پر پڑھانے میں مدد حاصل کی جائے گی ان شاءاللہ۔

ترتیب

حضرت مولانا مفتی ابوبکر جابر قاسمی دامت برکاتہم

(ناظم کہف الایمان ٹرسٹ، صفدر نگر، بورابنڈہ، حیدرآباد)

جملہ حقوق بحق مرتب محفوظ

طبع اول ۱۴۴۳ھ، ۲۰۲۲ء

نام کتاب : مسنون پردہ، احکام ومسائل

ترتیب : مفتی ابوبکر صاحب جابر قاسمی (خادم کہف الایمان ٹرسٹ، حیدرآباد)

رابطہ : 9885052592

کمپیوٹر کتابت : گرافک سولیوشن (9634990960)

سرورق : گرافک سولیوشن (9634990960)

سن اشاعت : ۱۴۴۳ھ مطابق ۲۰۲۱ء

تعداد : ۱۱۰۰ (گیارہ سو)

صفحات : ۱۱۸

زیر اہتمام : کہف الایمان ٹرسٹ، بورابنڈہ، حیدرآباد (تلنگانہ)

فہرس

صفحہ نمبر	عناوین
۷	● پہلی بات
۹	۞ **حیاء حیاتِ انسانی کا جوہر**
۱۸	● شرعی پردہ کے درجات
۱۹	● پردہ کا پہلا درجہ
۲۲	● پردہ کا دوسرا درجہ
۲۴	● پردہ کا تیسرا درجہ
۳۵	● **تمرینی سوالات**
۳۶	۞ **ستر اور حجاب کا فرق**
۳۶	● مرد کا ستر
۳۷	● نابالغ بچہ کا ستر
۳۷	● اَمرد (بے ڈاڑھی) کا ستر
۳۸	● عورت کا ستر مرد سے

- عورت کاستر عورت سے ۳۸
- عورت کا پردہ ۳۹
- لڑکی کتنی عمر سے پردہ کرے؟ ۴۱
- کن بچوں سے پردہ کروانا چاہیے؟ ۴۱
- کافر عورتوں سے مردوں کی طرح پردہ ۴۲
- عورت کی آواز کا پردہ ۴۵
- دل ودماغ کا پردہ ۴۸
- خواتین کو سلام کرنا یا اس کا جواب دینا ۴۹
- خواتین سے مصافحہ اور معانقہ ۴۹
- **تمرینی سوالات** ۵۱
- پازیب کی جھنکار کی آواز کا پردہ ۵۲
- جسم سے مہکنے والی خوشبو کا پردہ ۵۲
- سوئمنگ اور غسل خانوں میں پردہ ۵۲
- آج کل کے بھڑکیلے اور شوخی برقعوں سے پردہ نہیں ہوتا ۵۳
- عورت کا مرد سے پردہ تین طرح کا ہے ۵۴
- **تمرینی سوالات** ۵۶

❁ **محارم وغیر محارم کی فہرست** ۵۷

- مرد احباب کے لیے ان عورتوں سے پردہ کرنا ضروری ہے ۵۸
- عورتوں کے لیے ان مردوں سے پردہ کرنا ضروری ہے ۵۸

● حلال وحرام رشتوں کی پہچان	۶۳
● نقشہ	۶۳
● **تمرینی سوالات**	۶۵
❁ **بے پردگی کے نقصانات**	۶۶
● بے غیرتی اور دیوثیت	۶۸
● موت کے بعد پردہ	۶۸
● دفن کرتے وقت پردہ	۶۹
● مُردوں سے پردہ	۷۰
❁ **برقع، احکام ومسائل**	۷۱
● اجازت کے احکام	۷۴
● حرمت مصاہرت	۷۸
● احتیاطی تدابیر	۷۸
❁ **حیاء اور عفت کے واقعات**	۸۱
● سخت بیماری میں پردہ کی فکر	۹۰
● دل ونگاہ کی پاکی پردہ کے بغیر ممکن نہیں	۹۱
● دور فتن میں عمل پر زیادہ ثواب	۹۱
● غیرت، حقیقت واہمیت	۹۲
● آزاد اور باندی کا فرق	۹۷
● اجنبی عورتوں کے ساتھ اختلاط	۹۷

❁ **عورتوں کا موٹرسائیکل چلانا**	۱۰۱
● **تمرینی سوالات**	۱۰۳
❁ **مخلوط تعلیم اور عورتوں کی ملازمت**	۱۰۴
❁ **کچھ ضروری مسائل وتنبیہات**	۱۰۶
● نامحرم کو قصداً اور ارادہ سے دیکھنا	۱۰۷
● عورتیں مردوں کو دیکھ سکتی ہیں یا نہیں؟	۱۰۸
● نابالغ لڑکوں سے پردہ	۱۰۸
● چھوٹے گھر میں پردہ	۱۱۰
● **تمرینی سوالات**	۱۱۱
❁ **تتمہ**	۱۱۲
کہف الایمان ٹرسٹ اور ہماری تصنیفات وتالیفات	۱۱۳

⊙ ⊙ ⊙

پہلی بات

نَحْمَدُہ وَنُصَلِّيْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم، أمّا بَعد

اس زمانے میں اسلامی احکام کومختصرکورس کے انداز میں سوالات و جوابات کی مشق کے ساتھ مرتب کرنے کے فائدے سامنے آرہے ہیں، اس سلسلے میں مختصررسائل مرتب کرنے کا رجحان عام ہورہا ہے، راقم کوبھی اپنے متعلقین اور مدارس کے لیے اس قسم کےمختلف کتابچے کےمرتب کرنے کا خیال ہے،اسی سلسلے میں یہ کورس مرتب کیا گیا۔

اصل میں یہ مضمون ہماری کتاب''مسنون معاشرت دوجلدیں'' کاایک حصہ ہے،اس میں اتنے اضافے ہوچکے ہیں کہ یہ مستقل کتابچہ کہلائے جانے کے قابل ہو چکا،اچھے خاصے مسائل ودلائل کو بڑھا دیا گیا،تمرینی سوالات ترتیب دیے گئے، عام فہم انداز میں محارم وغیرمحارم کی تفصیلات لکھنے کی کوشش کی گئی،ترغیبی موادبھی ہےتا کہ عوام وخواص کی عمل پر ہمت ہو،ضروری وجوہات کی وجہ سے بعض مضامین مکررآچکے ہیں، مضمون کو ذہن نشیں کرنا بہت ضروری سمجھا گیا،سوائے اس کے کوئی مقصودنہیں کہ میرا ربّ کریم راضی ہوجائے واللہ ھوالموفق والمستعان

۱۲/ربیع الاول ۱۴۴۳ھ
۱۹/اکتوبر ۲۰۲۱ء
ابوبکرجابرقاسمی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حیاءحیاتِ انسانی کاجوہر

شرم وحیاء ایک اہم فطری اور بنیادی وصف ہے جس کو انسان کی سیرت سازی میں بہت زیادہ دخل ہے، یہی وہ وصف اور خلق ہے جو آدمی کو بہت سے برے کاموں اور بری باتوں سے روکتا اور فواحش ومنکرات سے اس کو بچاتا ہے اور اچھے اور شریفانہ کاموں کے لیے آمادہ کرتا ہے، الغرض شرم وحیاء انسان کی بہت سی خوبیوں کی جڑ بنیاد اور فواحش ومنکرات سے اس کی حفاظت کرتا ہے، اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی تعلیم وتربیت میں اس پر بہت زیادہ زور دیا ہے۔

عَنْ جَرْهَدٍ قَالَ: جَلَسَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَنَا وَفَخِذِي مُنْكَشِفَةٌ فَقَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الْفَخِذَ عَوْرَةٌ.(۱)

''حضرت جرہدؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (ایک روز) ہمارے پاس تشریف فرماتھے اور میری ران کھلی ہوئی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (دیکھ کر) فرمایا: کیا تمہیں نہیں معلوم کہ ران بھی سترعورت کا حصہ ہے۔''

چنانچہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کھجور کے درخت کی طرح لمبے اور سر کے زیادہ بال والے تھے جب ان سے چوک ہوگئی اور وہ بےلباس ہوگئے اور وہ اپنا ستر نہیں دیکھتے تھے، وہ جنت میں بھاگنے لگے ان کے سر سے جنت کا ایک درخت لپٹ گیا آدم علیہ السلام نے فرمایا مجھے چھوڑ دو، درخت نے کہا میں نہیں چھوڑوں گا، تو اللہ جل جلالہ نے فرمایا مجھ سے بھاگتے ہو؟ تو حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا اے

(۱) سنن ابوداؤد، حدیث نمبر: ۴۰۱۴، باب النهی عن التعری

میرے رب مجھے آپ سے شرم آتی ہے۔

يَا آدَمُ أَمِنِّي تَفِرُّ؟ قَالَ: يَا رَبِّ إِنِّي اسْتَحَيْتُكَ.(۱)

حضرت یعلی بن شداد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ اللهَ حَيِيٌّ سَتِيْرٌ يُحِبُّ الْحَيَاءَ وَالسِّتْرَ.(۲)

''بے شک اللہ عزوجل حیاء والے اور پردہ پوشی کرنے والے ہیں اور حیاء و پردہ پوشی کو پسند کرتے ہیں۔''

اسی لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

إِنَّ لِكُلِّ دِينٍ خُلُقًا، وَخُلُقُ الْإِسْلَامِ الْحَيَاءُ. (۳)

''زید بن طلحہ سے روایت ہے وہ نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: ہر دین کا کوئی امتیازی وصف ہوتا ہے اور دین اسلام کا امتیازی وصف حیاء ہے۔''

اور ایک روایت میں حیاء کی اہمیت وافادیت کو بیان کرتے ہوئے یوں کہا گیا ہے:

''حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک انصاری صحابیؓ کے پاس سے گذرے جو اپنے بھائی کو حیا کے بارے میں نصیحت کرر ہا تھا تو رسول اللہ نے اس سے فرمایا کہ اس کو کچھ مت کہو؛ کیوں کہ حیا ایک شاخ ہے ایمان کی۔ دَعْهُ فَإِنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الْإِيمَانِ.(۴)

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حیاء کو داخلہ جنت کا سبب اور بے حیائی کو جہنم میں جانے کی وجہ سے بتلایا ہے:

''حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا: حیاء ایمان کی ایک شاخ ہے

---

(۱) مستدرک حاکم، حدیث نمبر: ۳۰۳۸، بسم الله الرحمٰن الرحيم من سورة البقرة

(۲) جامع المسانید والسنن، حدیث نمبر: ۱۰۷۴۳، عطاء عنه

(۳) سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۴۱۸۱، باب الحیاء

(۴) صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۶۱۱۸/ ۲۴، باب الحیاء، باب الحیاء من الایمان

(یا ایمان کا ثمرہ ہے)اور ایمان کا مقام جنت ہے اور بے حیائی و بے شرمی بدکاری میں سے ہے اور ابدی دوزخ میں لے جانے والی ہے۔

الحَيَاءُ مِنَ الإِيمَانِ، وَالإِيمَانُ فِي الجَنَّةِ، وَالبَذَاءُ مِنَ الجَفَاءِ، وَالجَفَاءُ فِي النَّارِ.(۱)

اور ایک روایت میں ایمان اور حیاء میں آپس کے گہرے تعلق کو بیان کرتے ہوئے فرمایا: اگر کسی آدمی یا کسی قوم میں سے ان دونوں میں سے ایک اٹھالیا جائے تو دوسرا بھی اٹھ جائے گا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حیاء اور ایمان یہ دونوں ہمیشہ ساتھ اور اکٹھے ہی رہتے ہیں، جب ان میں سے کوئی ایک اٹھالیا جاتا ہے تو دوسرا بھی اٹھالیا جاتا ہے۔

إِنَّ الْحَيَاءَ وَالْإِيمَانَ قُرِنَا جَمِيعًا، فَإِذَا رُفِعَ أَحَدُهُمَا رُفِعَ الْآخَرُ.(۲)

اور ایک روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: الحَيَاءُ لاَ يَأْتِي إِلَّا بِخَيْرٍ. (۳)

''حیاء تو بس خیر ہی کو لاتی ہے۔''

حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ سے اس طرح حیا کرو جیسے حیا کرنے کا حق ہے، ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! الحمد للہ، ہم اللہ سے حیا کرتے ہیں، فرمایا یہ مطلب نہیں، بلکہ جو شخص اللہ سے اس طرح حیا کرتا ہے جیسے حیا کرنے کا حق ہے تو اسے چاہیے کہ اپنے سر اور اس میں آنے والے خیالات اپنے پیٹ اور اس میں بھرنے والی چیزوں کا خیال رکھے، موت کو اور بوسیدگی کو یاد رکھے، جو شخص آخرت کا طلب گار رہتا ہے وہ دنیا کی زیب وزینت چھوڑ دیتا ہے اور جو شخص یہ کام کرلے درحقیقت اس نے صحیح معنی میں اللہ سے حیا کرنے کا حق ادا کردیا۔

فَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ فَقَدْ اسْتَحْيَا مِنَ اللَّهِ حَقَّ الحَيَاءِ.(۴)

---

(۱) سنن ترمذی، حدیث نمبر:۲۰۰۹، باب ما جاء فی الحیاء

(۲) شعب الایمان، حدیث نمبر:۷۳۳۱، الحیاء

(۳) صحیح بخاری، حدیث نمبر:۶۱۱۷، باب الحیاء

(۴) سنن ترمذی، حدیث نمبر:۲۴۵۸

اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ستر کا حکم دیا ہے اور اس کو بڑے اہتمام سے بیان کیا ہے، ستر کو ''عورۃ'' کہتے ہیں جو ''عور'' سے مشتق ہے، جس کے معنی عیب، بری چیز کے ہیں، ستر کو عربی زبان میں عورت اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس کا ظاہر کرنا برا ہے۔

لفظ عورۃ کا اطلاق کئی معنوں میں ہوتا ہے:

۱۔ ستر عورت، جس کا چھپانا نماز میں ضروری ہو۔

۲۔ ستر جس کو دیکھنا حرام ہو۔

۳۔ ہر وہ چیز جس کو انسان حیاء کی وجہ سے چھپاتا ہے۔

اصطلاح شرع میں جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے دوسروں کے سامنے کھولنے سے منع فرمایا ہے وہ ستر عورت ہے، اسلام نے ستر پر سخت حکم لگائے ہیں؛ کیوں کہ بے پردگی ہر خرابی اور فاسد کی جڑ ہے اور پردہ سے رہنے کو اللہ تعالیٰ نے زینت بتلایا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَابَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا﴾(۱)

''اے اولادِ آدم! ہر نماز کے وقت اپنے لباس پہن لیا کرو، اور کھاؤ، پیو اور بے جا خرچ نہ کرو۔''

نبی کریم ﷺ نے ستر کا حکم دیا ہے اور بڑے اہتمام کے ساتھ اس کو بیان کیا ہے، علامہ سرخسیؒ نے فرمایا ہے کہ:

وَلَا يَحِلُّ النَّظرُ إلى الْعَورةِ، إلّا عِندَ الضَّرُورة؛قالَ سَلمانُ الْفارِسِي رضي الله عنه، لَأنْ أخِرَّ مِنَ السَّماءِ،فانْقَطِعُ نِصْفَين؛أحَبُّ إلَيَّ مِنْ أنْ أنْظُرَ إلى عَورةِ أحَدٍ،أو يَنْظُر أحدٌ إلى عَورتي.(۲)

''ستر کو دیکھنا حرام ہے؛ لیکن ضرورت کے وقت جائز ہے، حضرت سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا: میں آسمان سے گر کر دو ٹکڑے ہو جاؤں، یہ مجھے زیادہ پسند ہے اس سے کہ

(۱) الاعراف:۳۱

(۲) المحیط البرهانی، باب فیما یحل للرجل النظر الیه:۱۷۹/۵

میں کسی کے ستر کو دیکھوں یا کوئی میرے ستر کو دیکھے۔''

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ننگا ہونے سے تم پرہیز کرو، اس لیے کہ تمہارے ساتھ وہ مخلوق رہتی ہے جو تم سے جدا نہیں ہوتی ہے، ہاں جب کوئی بیت الخلاء جائے یا اپنی اہلیہ سے ہم بستری کرے، لہٰذا تم ان سے شرم کیا کرو، اور اس مخلوق (فرشتوں) کی عزت کیا کرو۔''

إِيَّاكُمْ وَالتَّعَرِّيَ فَإِنَّ مَعَكُمْ مَنْ لَا يُفَارِقُكُمْ إِلَّا عِنْدَ الغَائِطِ وَحِينَ يُفْضِي الرَّجُلُ إِلَى أَهْلِهِ، فَاسْتَحْيُوهُمْ وَأَكْرِمُوهُمْ.(۱)

بیوی کا شوہر سے کوئی پردہ نہیں ہے لیکن پھر بھی اسلام اس میں بھی حد سے زیادہ بھی بے لباسی کو پسند نہیں کرتا ہے یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بیوی شوہر کی تنہائی کی باتیں کسی اور کے سامنے سنانے والا بدترین شخص ہے۔

إِنَّ مِنْ أَشَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ،الرَّجُلَ يُفْضِي إِلَى امْرَأَتِهِ،وَتُفْضِي إِلَيْهِ،ثُمَّ يَنْشُرُ سِرَّهَا.(۲)

''قیامت کے روز مرتبہ کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے برا شخص وہ ہوگا جو اپنی عورت کے ساتھ تنہائی اختیار کرتا ہے (اور وہ عورت) جو اپنے شوہر کے ساتھ تنہائی اختیار کرتی ہے، پھر وہ ایک دوسرے کی تنہائی کی باتیں دوسروں کو بتاتے ہیں۔''

چھوٹے بچوں کو بھی قرآن میں تین اوقات فجر کی نماز سے پہلے، عشاء کی نماز کے بعد، اور قیلولہ کے وقت، بطورِ خاص اجازت لے کر داخل ہونے کا حکم اسی لئے دیا گیا کہ دوسرے کے ستر پر نظر نہ پڑ جائے۔

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنْكُمُ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مِنْ قَبْلِ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَحِينَ تَضَعُونَ ثِيَابَكُمْ مِنَ الظَّهِيرَةِ وَمِنْ بَعْدِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ ثَلَاثُ عَوْرَاتٍ لَكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ طَوَّافُونَ عَلَيْكُمْ

(۱) سنن ترمذی، حدیث نمبر: ۲۸۰۰، باب ما جاء فی الاستتار عند الجماع، حدیث غریب
(۲) صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۱۴۳۷، باب تحریم افشاء سر المرأة، حدیث صحیح

بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ﴾(۱)

''اے ایمان والو! تمہارے غلاموں اور تم میں سے ان لوگوں کو جو ابھی بالغ نہیں ہوئے ہیں، تین اوقات میں اجازت لے کر آنا چاہئے، فجر کی نماز سے پہلے، دوپہر کے وقت جب اپنے (زائد) کپڑے اُتار دیتے ہو، اور نماز عشاء کے بعد، یہ تین وقت تمہارے لئے پردہ کے ہیں، ان اوقات کے علاوہ تمہارے لئے اور اُن کے لئے (ایک دوسرے کے پاس بلا اجازت داخل ہونے میں) کوئی حرج نہیں ہے؛ (کیوں کہ) تم ایک دوسرے کے پاس بکثرت آتے جاتے رہتے ہو، اللہ تعالیٰ اسی طرح تمہارے سامنے احکام کو صاف صاف بیان فرمادیتے ہیں اور اللہ خوب جاننے والے اور خوب حکمت والے ہیں۔''

شوہر جب سفر سے آئے تو رات میں گھر آنے سے منع کرنے میں ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہوسکتا ہے کہ عورت ناپسندیدہ حالت میں ہو، صفائی وغیرہ کی ضرورت باقی ہو اور شوہر داخل ہوگا تو یہ نفرت کا ذریعہ ہوسکتا ہے۔

إِذَا أَطَالَ أَحَدُكُمُ الغَيْبَةَ فَلاَ يَطْرُقْ أَهْلَهُ لَيْلًا.(۲)

''جب تم میں سے کوئی شخص زیادہ دنوں تک اپنے گھر سے دور ہوتو یکایک رات کو اپنے گھر میں نہ آجائے۔''

حضرت عتبہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: جب کوئی اپنی اہلیہ سے ہمبستری کرے تو پردہ کے ساتھ کرے، دو وحشی گدھوں کی طرح برہنہ نہ ہوجائے۔

إِذَا أَتَى أَحَدُكُمْ أَهْلَهُ فَلْيَسْتَتِرْ، وَلَا يَتَجَرَّدْ تَجَرُّدَ الْعَيْرَيْنِ.(۳)

اسلام استنجاء وغیرہ کے موقع پر بھی ستر چھپانے کا حکم دیتا ہے، ہمارے نبی ﷺ استنجا کرنے

(۱) النور:۵۸
(۲) صحیح بخاری، حدیث نمبر:۵۲۴۴، باب لا یطرق اهله لیلا اذا اطال الغیبة، حدیث صحیح
(۳) سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر:۱۹۲۱، باب التستر عند الجماع، حدیث صحیح

کے لئے کسی اونچی جگہ یا کھجور کے درخت کی آڑ لیا کرتے تھے، حضرت عبداللہ بن جعفرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن مجھے اپنے پیچھے بٹھایا اور ایک بات مجھے بتلائی جو میں راز ہونے کی وجہ سے کسی کو نہیں بتاؤں گا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے وقت کسی اونچی جگہ یا کھجور کے درخت کی آڑ کو زیادہ پسند فرماتے تھے۔

كَانَ أَحَبَّ مَا اسْتَتَرَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَاجَتِهِ، هَدَفٌ، أَوْ حَائِشُ نَخْلٍ. (۱)

حضرت ام ہذیلؓ سے منقول ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زمین میں تشریف لے گیے، آپ نے چرواہے کو دیکھا کہ وہ ننگا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے فلاں! زمین میں کیا ہے دیکھو؟ اور انڈیل لو اور اپنی پوری اجرت لے لو اور اپنے گھر چلے جاؤ، اس نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میں نے اپنی ذمہ داری پوری نہیں کی اور زمین کی دیکھ بھال اچھی طرح نہیں کی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیوں نہیں؛ لیکن تنہائی میں جو اللہ سے نہ شرمائے اس کی ہمیں ضرورت نہیں۔

وَلَكِنْ لَا حَاجَةَ لَنَا فِيمَنْ إِذَا خَلَى لَمْ يَسْتَحِ مِنَ اللهِ. (۲)

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھ کو ننگا چلنے سے منع کیا گیا ہے۔ نُهِيت أَنْ أَمْشِيَ عَارِيًّا. (۳)

پردہ ایمان کے ثمرات ونتائج میں سے ہے:

حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ بغیر لنگی کے حمام میں داخل نہ ہو۔

---

(۱) سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۳۴۰، باب الارتیاد للغائط أو البول، حدیث صحیح

(۲) معرفة الصحابة لابی نعیم، حدیث نمبر: ۸۰۶۹، ام الهذیل غیر منسوبة

(۳) الزواجر عن اقتراف الكبائر، ۱/ ۲۱۲، الْكَبِيرَةُ الرَّابِعَةُ وَالسَّبْعُونَ كَشْفُ الْعَوْرَةِ لِغَيْرِ ضَرُورَةٍ

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلَا يَدْخُلِ الحَمَّامَ بِغَيْرِ إِزَارٍ.(۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تالاب، حوض، سمندر اور ندی نالوں میں بھی بغیر کپڑے کے داخل ہونے سے منع فرمایا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

لَا تَدْخُلُوْا الْماءَ إِلّا بِمِئْزَرٍ فَإِنَّ لِلْماءِ عَيْنَيْنِ.(۲)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں آتا ہے، حضرت ابو ہریرۃؓ راوی ہیں، کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک نہایت شرمیلے اور سخت پردہ کا اہتمام رکھنے والے آدمی تھے، ان پر شرم وحیا کا اتنا غلبہ تھا کہ (پورے بدن کو ہر وقت ڈھانپے رہتے تھے اور) ان کے جسم کی کھال کا کوئی بھی حصہ دکھائی نہ دیتا تھا۔

إِنَّ مُوسَى كَانَ رَجُلًا حَيِيًّا سِتِّيرًا، لاَ يُرَى مِنْ جِلْدِهِ شَيْءٌ اسْتِحْيَاءً مِنْهُ.(۳)

اتنا ہی نہیں بلکہ مردے کے ستر کے چھپانے کی بھی اسلام میں کافی اہمیت ہے حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کسی میت کو غسل دے اور اس کے عیبوں کمیوں کو چھپائے تو اللہ تعالیٰ نہلانے والے کے چالیس کبیرہ گناہوں کو معاف فرماتے ہیں۔

مَنْ غَسَّلَ مَيِّتًا فَكَتَمَ عَلَيْهِ غُفِرَ لَهُ أَرْبَعِينَ مَرَّةً.(۴)

ایک صحیح حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ہم اپنے ستر کا کون سا حصہ چھپائیں کون سا حصہ چھوڑ دیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی بیوی اور باندی کے علاوہ تمام لوگوں سے اپنا ستر چھپاؤ۔

احْفَظْ عَوْرَتَكَ إِلَّا مِنْ زَوْجَتِكَ أَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ صحابی نے پوچھا کہ اگر بھیڑ زیادہ

(۱) سنن ترمذی، حدیث نمبر: ۲۸۰۱، باب ما جاء فی دخول الحمام، حدیث حسن غریب
(۲) کنز العمال، حدیث نمبر: ۲۶۶۰۸، آداب الغسل
(۳) صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۳۴۰۴، باب حدیث الخضر مع موسیٰ علیہما السلام، حدیث صحیح
(۴) مستدرک حاکم، حدیث نمبر: ۱۳۰۷، کتاب الجنائز

ہو؟ فرمایا ہر ایک شخص سے اپنے ستر کو چھپا سکتے ہو تو ضرور چھپاؤ۔ إِنْ اسْتَطَعْتَ أَنْ لَا يَرَاهَا أَحَدٌ فَلَا تُرِيَنَّهَا. صحابی نے پوچھا کہ اگر ہم تنہا ہوں؟ فَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ يُسْتَحْيَا مِنْهُ مِنَ النَّاسِ.(١)

''اللہ تعالیٰ لوگوں سے زیادہ حقدار ہے کہ اس سے شرم کی جائے۔''

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا ان کی ران کھلی ہے تو ان سے فرمایا:

غَطِّ فَإِنَّ الْفَخْذَ عَوْرَةٌ. ''اپنی ران چھپاؤ ران ستر میں سے ہے۔''(٢)

قرآنِ کریم سے پتہ چلتا ہے کہ جب بھی کوئی معاشرہ شیطانی جال میں پھنس جاتا ہے تو سب سے پہلے لباس اتروا دیتا ہے۔

﴿يَابَنِي آدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ كَمَا أَخْرَجَ أَبَوَيْكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْآتِهِمَا﴾(٣)

''اے اولادِ آدم! شیطان تم کو بہکا نہ دے؛ جیسا کہ اس نے تمہارے ماں باپ کو جنت سے نکال دیا تھا، اس نے ان دونوں سے ان کے لباس اُتروا دیئے؛ تاکہ انھیں ایک دوسرے کی شرمگاہ دیکھائے۔''

دیکھا گیا کہ پہلے چھوٹے بچے بچیوں کے لباس چھوٹے کیے گئے پھر عورتوں نے کم آستین پھر بے آستین کے قمیص گھروں میں پہننا شروع کیا، اس کے بعد برقعہ اتر جاتا ہے پھر بازاروں میں بازارِ حسن سجایا جاتا ہے۔

ایک مرد کا دوسرے مرد سے ایک عورت کا دوسری عورت سے جسم نہیں لگنا چاہیے اس لئے ایک چادر میں دو مرد یا دو عورتوں کو آرام کرنے سے منع کیا گیا۔

لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ إِلَى عَوْرَةِ الرَّجُلِ،وَلَا الْمَرْأَةُ إِلَى عَوْرَةِ الْمَرْأَةِ،وَلَا يُفْضِي الرَّجُلُ إِلَى

---

(١) سنن ترمذی، حدیث نمبر: ٢٧٩٤، باب ما جاء فی حفظ العورة، حدیث حسن

(٢) مسند احمد، حدیث نمبر: ١٥٩٣٣، حديث جرهد الاسلمی

(٣) الاعراف: ٢٧

الرَّجُلِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ،وَلَا تُفْضِي الْمَرْأَةُ إِلَى الْمَرْأَةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ.(۱)

حمام میں بھی حتی الامکان مکمل بے لباس نہ ہوں۔

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَاليَوْمِ الآخِرِ فَلَا يَدْخُلِ الحَمَّامَ بِغَيْرِ إِزَارٍ.(۲)

مردے اور مرحوم کا ستر دیکھنا بھی حرام ہے جنازہ نہلاتے وقت کوشش کی جاتی ہے کہ نہلاتے ہوئے نہ میت کے ستر پر نظر پڑے نہ ہی نہلانے والا بغیر موٹے کپڑے کے نہلائے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تُبْرِزْ فَخِذَكَ وَلَا تَنْظُرَنَّ إِلَى فَخِذِ حَيٍّ وَلَا مَيِّتٍ.(۳)

مردوں اور عورتوں کے علاج کے وقت کھیل کود اور ورزش کے وقت ستر چھپانے کا اہتمام کرنا چاہیے، حضرت اسعد بن سہل بن حنیفؓ فرماتے ہیں کہ میں وزنی پتھر اٹھائے ہلکا پھلکا ازار پہنے ہوئے جا رہا تھا میرا ازار اتر گیا میں پتھر کے وزنی ہونے کی وجہ سے اسے اتارنے کی صلاحیت نہیں رکھتا تھا، رکھنے کی جگہ جا کر ہی میں نے پتھر اتارا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر فرمایا جاؤ اپنا ازار اٹھا کر لاؤ ننگے نہ چلا کرو۔ إرْجِعْ إلى إزارِكَ فَخُذْهُ وَلاتَمْشُوا عُراةً.(۴)

شرعی پردہ کے درجات

جس ''شرعی پردہ'' کا قرآن وحدیث میں حکم دیا گیا ہے اس کے تین دجات ہیں:

۱۔ اعلیٰ درجہ ۲۔ متوسط درجہ ۳۔ ادنیٰ درجہ

ان میں پردہ کا ہر درجہ دوسرے درجہ سے بلند تر اور عظیم تر ہے اور پردہ کے یہ تمام درجات قرآن وحدیث سے ثابت ہیں؛ البتہ مختلف احوال میں خواتین سے مختلف درجہ کا حکم متوجہ ہوتا ہے۔

(۱) صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۳۳۸، باب تحریم النظر الی العورات، حدیث صحیح

(۲) سنن ترمذی، حدیث نمبر: ۲۸۰۱، باب ما جاء فی دخول الحمام، حدیث حسن غریب

(۳) سنن ابوداؤد، حدیث نمبر: ۳۱۴۰، باب فی ستر المیت عند غسلہ، حدیث حسن صحیح

(۴) جامع المسانید، حدیث نمبر: ۹۴۳۰، ابو اسامۃ: اسعد بن سھل

⊙ پردہ کا پہلا درجہ

یہ ہے کہ خواتین اپنے جسم کو گھر کی چہار دیوار یا پردے یا ہودج (پالکی) وغیرہ میں اس طرح چھپائیں کہ ان کی ذات اوران کے لباس اوران کی ظاہری اورچھپی ہوئی زینت کا کوئی حصہ اوران کے جسم کا کوئی حصہ چہرہ، ہتھیلیاں وغیرہ کسی مرد کو نظر نہ آئیں۔

عورت اپنے گھر کے اندر رہے اور بلاضرورت گھر سے باہر نہ آئے، اس پردہ کا ثبوت ارشاد خداوندی میں ہے: ﴿وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ﴾(۱) ''اوراے بیویو! تم اپنے گھروں میں رہا کرو۔''

اور ایک جگہ ارشاد خداوندی ہے:

﴿وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ﴾(۲)

''اور جب تم عورتوں سے کوئی چیز استعمال کے لیے مانگو تو پردہ کی آڑ میں ہو کر مانگو۔''

اور ایک جگہ ارشاد خداوندی ہے:

﴿لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ﴾(۳)

''اور عورتوں کو ان کے گھروں سے باہر نہ نکالو، اور نہ خود نکلیں۔''

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''عورت چھپانے کی چیز ہے، جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کی تاک جھانک میں لگ جاتا ہے۔'' المرْأَةُ عَوْرَةٌ،فَإِذَا خَرَجَتْ اسْتَشْرَفَهَاالشَّيْطَانُ.(۴)

اور ایک روایت میں ہے کہ:

الْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ وَإِنَّهَا إِذَا خَرَجَتِ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ،وَإِنَّهَا أَقْرَبُ مَا تَكُونُ إِلَى اللَّهِ

---

(۱) الاحزاب:۳۳

(۲) الاحزاب:۵۳

(۳) الطلاق:۱

(۴) سنن ترمذی، حدیث نمبر:۱۱۷۳، باب ماجاء فی کراھیۃ الدخول علی المغیبات، حدیث حسن صحیح غریب

وَهِيَ فِي قَعْرِ بَيْتِهَا. (۱)

''عورت چھپانے کی چیز ہے، جب وہ گھر سے باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کی تانک جھانک میں لگ جاتا ہے، اور وہ جب تک اپنے گھر کے اندر ہوتی ہے تو اپنے رب سے زیادہ قریب ہوتی ہے۔''

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ پردہ کے احکام نازل ہوجانے کے بعد حضرت سودہؓ قضاء حاجت کے لیے گھر سے باہر نکلیں، چوں کہ حضرت سودہؓ جسیم (فربہ) تھیں اور عام خواتین کے مقابلہ میں دراز قد تھیں، اس لیے جو لوگ آپ کو پہچانتے تھے ان سے مخفی نہیں رہ سکتی تھیں؛ چنانچہ آپؓ باہر نکلیں تو حضرت عمر بن الخطابؓ نے آپؓ کو دیکھا اور فرمایا کہ: اے سودہ! اللہ کی قسم تم ہم سے مخفی نہیں رہ سکتی، لہذا سوچ لو تم کیسے نکلوگی، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت سودہؓ حضرت عمرؓ کے یہ الفاظ سن کر لوٹیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت میرے گھر میں تھے اور اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم شام کا کھانا تناول فرمارہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں گوشت کی ہڈی تھی، حضرت سودہؓ داخل ہوئیں اور عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں گھر سے نکلی تو حضرت عمرؓ نے مجھے ایسا ایسا کہا، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ: اللہ کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہونی شروع ہوگئی، پھر وحی کا سلسلہ بند ہوگیا اور وہ ہڈی اب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں تھی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اب تک نہیں رکھا تھا، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: تم سب عورتوں کو حاجت کے لیے گھروں سے باہر نکلنے کی اجازت دی گئی۔ إِنَّهُ قَدْ أُذِنَ لَكُنَّ أَنْ تَخْرُجْنَ لِحَاجَتِكُنَّ (۲)

اس حدیث کے الفاظ ''إِنَّهُ قَدْ أُذِنَ لَكُنَّ أَنْ تَخْرُجْنَ لِحَاجَتِكُنَّ'' اس پر دلالت کر رہے ہیں کہ خواتین کے لیے گھر سے نکلنے کی اجازت حاجت کے ساتھ محدود ہے، حاجت کے علاوہ خواتین اپنے گھروں ہی میں رہیں۔

حضرت ام حمید ساعدیہؓ سے روایت ہے وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور

(۱) مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، حدیث نمبر: ۲۱۱۶، باب خروج النساء الی المساجد

(۲) صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۲۱۷۰، بَابُ إِبَاحَةِ الْخُرُوجِ لِلنِّسَاءِ لِقَضَاءِ حَاجَةِ الْإِنْسَانِ

عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں چاہتی ہوں کہ آپ کے ساتھ (جماعت سے مسجد میں) نماز ادا کروں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں جانتا ہوں کہ تمہیں میرے ساتھ (میرے پیچھے جماعت کے ساتھ) نماز پڑھنے کی بڑی چاہت ہے، مگر تمہاری نماز جو تم اپنے گھر کے اندرونی حصہ میں پڑھو اس نماز سے افضل ہے جو تم گھر کے بیرونی دالان میں پڑھو اور دالان میں تمہارا نماز پڑھنا اس سے بہتر ہے کہ تم اپنے گھر کے صحن میں پڑھو، یہ اس سے افضل ہے جو تم گھر کے بیرونی دالان میں پڑھو، اور دالان میں تمہارا نماز پڑھنا اس سے بہتر ہے کہ تم اپنے گھر کے صحن میں پڑھو اور اپنے گھر کے صحن میں تمہارا نماز پڑھنا اس سے بہتر ہے کہ تم اپنے قبیلہ کی مسجد میں (جو کہ تمہارے گھر سے قریب ہو) نماز پڑھو، اور اپنے قبیلہ کی مسجد میں تمہارا نماز پڑھنا اس سے بہتر ہے کہ تم میری مسجد میں آکر نماز پڑھو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سن کر ام حمید ساعدیہؓ نے اپنے گھر کے اندرونی اور تاریک حصہ میں نماز کی جگہ بنوائی اور پھر موت تک اسی جگہ نماز پڑھتی رہیں۔

فَأَمَرَتْ فَبُنِيَ لَهَامَسْجِدٌ فِي أَقْصَى شَيْءٍ مِنْ بَيْتِهَا وَأَظْلَمِهِ،فَكَانَتْ تُصَلِّي فِيهِ حَتَّى لَقِيَتِ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ(۱)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ عورتوں کا گھر سے باہر نکلنے میں کوئی حصہ نہیں الا یہ کہ وہ نکلنے پر مجبور ہوں۔ لَيْسَ لِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ فِي الْخُرُوجِ إِلَّا مُضْطَرَّةً(۲)

ان مذکورہ بالا تمام آیات واحادیث سے پتہ چلا کہ عورتوں کے لیے اصل حکم یہ ہے کہ وہ گھر میں ہی رہیں اور گھر میں رہنا اور گھر ہی ان کا پردہ ہو اور اپنی ذات کو گھر میں محبوس رکھ کر اجنبی مردوں سے مخفی رہیں، ضرورت کے بغیر گھر سے باہر نہ نکلیں۔

---

(۱) مسند احمد، حدیث نمبر: ۲۷۰۹۰، حدیث ام حمید، حدیث حسن/مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، حدیث نمبر: ۲۱۰۷، باب خروج النساء إلى المساجد وغير ذلك وصلاتهن في بيوتهن وصلاتهن في المسجد

(۲) مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، حدیث نمبر: ۳۲۲۱، باب الخروج إلى العيدين في طريق والرجوع في غيره

⊙ پردہ کا دوسرا درجہ

یہ ہے کہ اگر کبھی عورت اپنی حوائج طبعیہ کی وجہ سے گھر سے باہر نکلے تو اس کا جواز ہے، بشرطیکہ وہ برقع سے اپنے آپ کو اس طرح چھپائے کہ اس کے بدن کا کوئی حصہ ظاہر نہ ہو، یہ حجاب کا دوسرا درجہ ہے۔

﴿يَاأَيُّهَاالنَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ﴾ (۱)

''اے پیغمبر! اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنے آپ پر گھونگٹ لٹکالیا کریں۔''

ظاہر ہے کہ عورت کے اوپر چادر لٹکانے سے مقصد یہ ہے کہ اس کا پورا بدن حتی کہ اس کا چہرہ بھی چھپ جائے اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق ''جلباب'' اس چادر کو کہا جاتا ہے جو اوپر سے نیچے تک پورے جسم کو چھپائے۔

علامہ ابن جریر رحمہ اللہ اور ابن المنذر رحمہ اللہ وغیرہ نے امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عبیدہ السلمانی سے آیت ''يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ'' کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے اپنی چادر اٹھائی اور اس کے اندر اپنے آپ کو لپیٹ لیا اور اپنا پورا سر پلکوں تک اس کے اندر چھپالیا اور اپنا چہرہ بھی ڈھانپ لیا، البتہ صرف اپنی بائیں آنکھ بائیں کنارے سے نکال لی۔

وأَخْرَجَ عَيْنَه الْيُسْرىٰ مِنْ شِقِّ وَجْهِه الْأَيْسَر (۲)

اس آیت کی تفسیر میں علامہ جریر طبری رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنین کی عورتوں کو یہ حکم فرمایا ہے کہ جب وہ کسی ضرورت سے اپنے گھروں سے باہر نکلیں تو چادروں کے ذریعہ چہروں کو اپنے سروں سے اوپر سے ڈھانپ لیں اور صرف ایک آنکھ کھولیں۔

---

(۱) الاحزاب:۵۹

(۲) تفسیر آلوسی روح المعانی:۱۱/ ۲۶۴، سورۃ الاحزاب، الآیات(55) الی(73)

﴿وَالْقَوَاعِدُمِنَ النِّسَاءِاللَّاتِي لَا يَرْجُونَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَنْ يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِينَةٍ وَأَنْ يَسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَهُنَّ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾(۱)

''اور بوڑھی عورتیں جن کو نکاح میں آنے کی اُمید باقی نہ ہو، ان کے لئے اس میں کوئی حرج نہیں کہ اپنے (ضروری کپڑوں سے زائد) کپڑے اُتار دیں؛ البتہ زیبائش وآرائش ظاہر نہ کریں اور اس سے بھی اجتناب کریں تو ان کے حق میں بہت ہی بہتر ہے، اللہ ساری باتیں جانتے اور سنتے ہیں۔''

اس آیت میں بوڑھی عورتوں کو یہ اجازت دی گئی ہے کہ وہ اپنے کپڑے اتار دیں، ظاہر ہے کہ ''وضع ثیاب'' سے جسم کے تمام کپڑے اتارنا مراد نہیں ہے، بلکہ ''وضع ثیاب'' سے مراد ''وضع جلباب اور وضع رداء'' ہے، یعنی وہ اوپری اور ظاہری کپڑے اتارنا مراد ہے جس کے اتارنے کے نتیجہ میں کشف عورت نہ ہو۔ ''وضع ثیاب'' کی تفسیر ''وضع جلباب'' حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ، حضرت عبد اللہ بن عباسؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت مجاہدؒ، حضرت سعید بن جبیرؒ، حضرت ابوالشعثاءؒ، حضرت ابراہیم نخعیؒ، حضرت حسنؒ، حضرت قتادہؒ، امام زہریؒ اور امام اوزاعیؒ نے کی ہے، لہذا ''وضع جلباب'' جس کی وجہ سے چہرے کا کشف ہوتا ہے کا حکم یہ ہے کہ یہ ان بوڑھی عورتوں کے لیے ہے جن کو آئندہ نکاح کی امید نہیں؛ لیکن جہاں تک جوان عورتوں کا تعلق ہے تو ان کے لیے اجانب کے سامنے جلباب، برقع کا اتارنا اور چہرہ کا کھولنا جائز نہیں ہے۔

حضرات صحابیات بھی جب اپنی کسی ضرورت سے باہر نکلتی تھیں تو جلباب اور رداء (چادر) سے مستور ہوکر نکلتی تھیں اور اجانب کے سامنے اپنا چہرہ نہیں کھولتی تھیں۔

حضرت قیس بن حازمؒ روایت کرتے ہیں کہ ایک خاتون جنہیں ام خلاد کہا جاتا تھا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اس طرح حاضر ہوئیں کہ ان کے چہرے پر نقاب تھا اور آکر اپنے مقتول بیٹے کے بارے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کرنے لگیں، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہؓ میں سے کسی صحابی نے ان خاتون سے کہا کہ تم اپنے مقتول بیٹے کے بارے میں پوچھنے آئی ہو، اس کے

(۱) النور: ٦٠

باوجودتم نے اپنے چہرے پر نقاب ڈال رکھا ہے؟ ان خاتون نے جواب دیا کہ اگر میرے بیٹے پر مصیبت آئی ہے تو میری حیاء پر تو مصیبت نہیں آئی۔ إِنْ أُرْزَأَ ابْنِي فَلَنْ أُرْزَأَ حَيَائِي اس کے بعد حضوراقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ: اس کو دو شہیدوں کا اجر ملے گا: ابْنُكِ لَهُ أَجْرُ شَهِيدَيْنِ(۱)

حضرت ام عطیہؓ روایت کرتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عیدین کے موقع پر کنواری اور دوشیزہ اور پردہ دار اور حیض والی عورتوں کو نکالتے تھے مگر حیض والی خواتین عیدگاہ سے علاحدہ رہتی تھیں؛ البتہ مسلمانوں کے ساتھ دعاء میں شریک ہوتی تھیں، ایک خاتون نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پوچھا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! اگر کسی کے پاس جلباب نہ ہو تو (وہ کس طرح عیدگاہ جائے؟) آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اس کی بہن اپنے جلباب سے اس کو ڈھانک لے۔

قَالَتْ إِحْدَاهُنَّ: يَارَسُولَ اللَّهِ،إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا جِلْبَابٌ،فَلْتُعِرْهَا أُخْتُهَامِنْ جَلَابِيبِهَا (۲)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ ہم حضوراقدسؐ کے ساتھ حالت احرام میں تھے، اس وقت ہمارے پاس سے لوگوں کی سواریاں گذر رہی تھیںؓ، جب وہ سواریاں ہمارے قریب آئیں تو ہم اپنی چادریں چہرے پر لٹکالیتی تھیں اور جب سواریاں آگے بڑھ جاتیں تو ہم اپنا چہرہ کھول لیا کرتی تھیں۔

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ الرُّكْبَانُ يَمُرُّونَ بِنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْرِمَاتٌ،فَإِذَا حَاذَوْا بِنَا سَدَلَتْ إِحْدَانَا جِلْبَابَهَا مِنْ رَأْسِهَا عَلَى وَجْهِهَا فَإِذَا جَاوَزُونَا كَشَفْنَاه (۳)

⊙ پردہ کا تیسرا درجہ

تیسرے درجہ کا پردہ یہ ہے کہ عورت جب اپنے گھر سے نکلے تو پورا بدن سر سے پاؤں تک ڈھکا

(۱) سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۲۴۸۸، باب فضل قتال الروم علی غیرھم من الامم، حدیث ضعیف (البانی)
(۲) سنن ترمذی، حدیث نمبر: ۵۳۹، باب فی خروج النساء فی العیدین، حدیث صحیح
(۳) سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۱۸۳۳، باب فی المحرمة تغطی وجهها، حدیث ضعیف (البانی)

ہوا رکھے، البتہ ضرورت کے وقت اپنا چہرہ، ہتھیلیاں کھول دے، بشرطیکہ فتنہ سے مامون ہو، حجاب کے اس تیسرے درجہ پر قرآن کریم کی یہ آیت دلالت کرتی ہے:

﴿وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾(۱)

''اور مسلمان عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ بھی اپنی نظریں نیچی رکھیں، اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زیبائش وآرائش کو ظاہر نہ کریں، سوائے اس کے جو کھلا رہتا ہے۔''

مَاظَهَرَ مِنْهَا کی تفسیر میں علماء مفسرین کا اختلاف ہے، حضرت عبداللہ بن عباس ؓ، حضرت عبد اللہ بن عمر ؓ، حضرت عائشہ ؓ، حضرت عطاؒ، حضرت عکرمہؒ، حضرت سعید بن جبیرؒ، حضرت ابوالشعثاءؒ، حضرت امام ضحاکؒ، اور حضرت ابراہیم نخعیؒ کے مطابق اس سے مراد ''وجہ اور کفین'' ہیں، یعنی چہرہ اور دونوں ہتھیلیاں۔

حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ اسماء بنت ابوبکر ؓ حضور ﷺ اقدس ﷺ کی خدمت میں اس طرح آئیں کہ ان کے اوپر باریک کپڑے تھے، حضور ﷺ نے ان سے اعراض فرمایا اور کہا: اے اسماء! جب عورت بالغ ہوجائے تو یہ مناسب نہیں کہ اس کے جسم کا کوئی حصہ نظر آئے سوائے اس کے اور اس کے، اور آپ ﷺ نے چہرہ اور ہتھیلیوں کی جانب اشارہ کیا۔

يَا أَسْمَاءُ، إِنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا بَلَغَتِ الْمَحِيضَ لَمْ تَصْلُحْ أَنْ يُرَى مِنْهَا إِلَّا هَذَا وَهَذَا وَأَشَارَ إِلَى وَجْهِهِ وَكَفَّيْهِ (۲)

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے یوم النحر (عیدالاضحیٰ) کے دن حضرت فضل بن عباس ؓ کو اپنی سواری پر بٹھایا اور حضرت فضل خوبصورت تھے، حضور اقدس ﷺ لوگوں کے سوالات کے جوابات دینے کے لیے رک گئے، اتنے میں قبیلہ خثعم کی ایک خوبصورت عورت

(۱) النور: ۳۱

(۲) سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۴۱۰۴، باب فیما تبدی المرأۃ من زینتھا، حدیث صحیح (البانی)/حدیث مرسل (ابوداؤد)

آ کر حضور ﷺ سے کوئی مسئلہ پوچھنے لگی، حضرت فضل نے اس عورت کی طرف دیکھنا شروع کر دیا اور اس عورت کے حسن نے ان کو تعجب میں ڈال دیا، جب حضور اقدس ﷺ ان کی طرف متوجہ ہوئے تو حضرت فضل اس عورت کو دیکھ رہے تھے، آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ کو پیچھے کیا اور پھر ان کی تھوڑی پکڑ کر ان کا چہرہ اس عورت کی طرف سے پھیر دیا۔

فَأَخَذَبِذَقَنِ الفَضْلِ،فَعَدَلَ وَجْهَهُ عَنِ النَّظَرِ إِلَيْهَا (۱)

اس حدیث میں اس کی صراحت ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت فضل کے چہرہ کو اس عورت کی طرف سے پھیر دیا؛ لیکن اس عورت کو چہرڈھانکنے کا حکم نہیں دیا، اس لیے کہ وہ حالت احرام میں تھیں، تو ضرورت شدیدہ کے وقت چہرہ اور ہتھیلیوں کو کھولنے کی اجازت ہے اور یہ اس حالت کا پردہ ہے۔

عورت کا مرد سے حجاب اور چہرہ کو چھپائے رکھنا واجب ہے، اس پر یہ نصوص دلالت کرتے ہیں، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْآبَاءِبُعُولَتِهِنَّ أَوْأَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْبَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْبَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِالتَّابِعِينَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَى عَوْرَاتِ النِّسَاءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾(۲)

''اور مسلمان عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ بھی اپنی نظریں نیچی رکھیں، اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زیبائش وآرائش کو ظاہر نہ کریں، سوائے اس کے جو کھلا رہتا ہے، اور اپنے گریبانوں پر دوپٹے ڈال لیا کریں، ہاں اپنے شوہر، والد، خسر، بیٹے، شوہر کے بیٹے، بھائیوں، بھتیجوں، بھانجوں، اپنی

(۱) صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۶۲۲۸، باب بدء السلام

(۲) النور: ۳۱

عورتوں، باندیوں، شہوت نہ رکھنے والے مرد خادم، یا عورتوں کے پردہ کی باتوں سے ناواقف بچوں کے سامنے اپنی زیب وزینت ظاہر کرسکتی ہیں، نیز (زمین پر) اس طرح زور سے پاؤں نہ ماریں کہ ان کا پوشیدہ بناؤ سنگار ظاہر ہوجائے اور اے ایمان والو! سب مل کر اللہ کے سامنے توبہ کرو؛ تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔''

اس آیت سے ایک تو یہ پتہ چلا کہ عورت کو اجنبی مردوں سے پردہ کرنا چاہیے۔

اللہ عزوجل نے عورتوں کو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کا حکم دیا ہے، شرمگاہوں کی حفاظت میں ان چیزوں کی حفاظت بھی شامل ہے جن پر شرمگاہوں کی حفاظت موقوف ہے، جن میں چہرے کا ڈھکنا بھی داخل ہے، چوں کہ چہرہ کے کھولنے سے بدنظری ہوگی، چہرہ کے محاسن پر غور وتدبر ہوگا، اس سے لذت آئے گی، پھر طبیعت ملاقات کا تقاضا کرے گی، اسی کو فرمایا: فَزِنَا العَيْنِ النَّظَرَ (آنکھیں زنا کرتی ہیں اور ان کا زنا دیکھنا ہے) پھر فرمایا: وَالفَرْجُ يُصَدِّقُ ذَلِكَ كُلَّهُ وَيُكَذِّبُهُ (شرمگاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے)(۱)

چوں کہ چہرہ کا ڈھکنا یہ حفظ فرج کا ذریعہ اور وسیلہ ہے اور ذرائع ووسائل کے احکام مقاصد کے تابع ہوتے ہیں۔

اور فرمایا: ''وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ''

خمار کہتے ہیں جس سے عورت اپنے سر کو چھپائے، جب عورت کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے گلے اور سینے پر اوڑھنی کا استعمال کرے تو اس کو چہرہ کا ڈھانکنا بدرجہ اولیٰ ضروری ہوگا، چوں کہ چہرہ مجمع المحاسن ہوتا ہے، حسن وخوبصورتی کا منبع اور سرچشمہ ہے اور خوبصورتی سے مراد چہرہ کی بناوٹ وساخت اور اس کی حسن ورعنائی ہوتی ہے، اس لیے یہ فتنہ کا زیادہ باعث ہے، اس لیے شریعت یہ حکم کیسے دے سکتی ہے کہ گلے اور سینہ کے تو پردہ کا حکم کرے اور چہرہ کے ڈھکنے کا حکم نہ دے؟

اللہ عزوجل نے زینت کے اظہار سے مطلقاً منع فرمایا ہے سوائے اس کے جو خود ظاہر ہوجاتا ہے،

(۱) صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۶۲۴۳، باب زنا الجوارح دون الفرج

جیسے ظاہری کپڑے وغیرہ،''إِلَّامَاظَهَرَ مِنْهَا'' کہا''إِلَّا مَا أظْهَرْنَ مِنْهَا''(جو وہ ظاہر کریں)نہیں کہا، پھر اسی آیت میں دوبارہ اللہ عزوجل نے ابدائے زینت کی ممانعت محارم کے استثناء کے ساتھ فرمائی،تو اس سے پتہ چلا کہ دوسری زنیت پہلی زینت سے مختلف ہے،پہلی زینت سے مراد وہ زینت جو ہر ایک کے لیے خود بخود ظاہر ہوجائے جس کا چھپانا اور اخفاء ممکن نہیں اور دوسری زینت سے مراد باطنی زینت ہے۔

ان احکام کا مقصود اصلی عورت کو فتنہ کے اندیشہ سے بچانا اور چہرہ تو مجمع المحاسن اور سب سے بڑے فتنہ کی جگہ ہے،اس لیے اس کا چھپانا بدرجہ اولیٰ ضروری ہوگا۔

پھر فرمایا:''وَلَايَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَايُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ''

یعنی عورت اپنے پیر کو نہ مارے کہ اس کی وجہ سے اس کے پیروں کی جھنکار سنائی دے گی، جب عورت کو مرد کے فتنہ میں مبتلا ہونے کے اندیشہ سے صرف پیر مارنے سے روکا گیا تو چہرہ کا کھولنا کس قدر فتنہ کا باعث ہوگا؟اس کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

آدمی جب عورت کی پازیب کی آواز کو سنتا ہے تو اسے یہ پتہ نہیں ہوتا ہے کہ آیا یہ عورت کی آواز ہے بھی کہ نہیں، یا جوان عورت ہے یا بوڑھی یا بدمنظر ہے یا حسین وجمیل، ایک خوبصورت بے پردہ عورت جو حسن وجمال کے بھی کمال کو پہنچی ہوئی ہے اس کی خوبصورتی اور رعنائی بھی پرکشش ہے، اس کے چہرہ کا دیکھنا کس قدر فتنہ کا باعث ہوسکتا ہے اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿وَالْقَوَاعِدُمِنَ النِّسَاءِاللَّاتِي لَايَرْجُونَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَنْ يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِينَةٍ وَأَنْ يَسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَهُنَّ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾(۱)

''اور بوڑھی عورتیں جن کو نکاح میں آنے کی اُمید باقی نہ ہو، ان کے لئے اس میں کوئی حرج نہیں کہ اپنے (ضروری کپڑوں سے زائد) کپڑے اُتار دیں؛ البتہ زیبائش وآرائش ظاہر نہ کریں اور اس

(۱) النور:۶۰

سے بھی اجتناب کریں تو ان کے حق میں بہت ہی بہتر ہے، اللہ ساری باتیں جانتے اور سنتے ہیں۔''

یعنی بوڑھی عورتیں جن میں کبرسن (بڑھاپے) کی وجہ سے مردوں کی ان میں رغبت کی امید نہیں تو ان عورتوں کے مواقع زینت (چہرہ، ہتھیلیاں) کے پردہ کو ضروری نہیں قرار دیا، البتہ مقصود ان کا اس بے پردگی سے زینت کا اظہار نہ ہو اور یہاں ان بوڑھی عورتوں کے وضع ثیاب میں جو گناہ کی نفی کی گئی ہے اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ بالکل ننگی ہو جائیں، یعنی ان کے لیے چہرہ اور ہتھیلیوں وغیرہ کا پردہ کرنا نہیں ہے، لہذا جن عورتوں میں نکاح کی امید ہے وہ جلباب اور خمار کے ذریعہ چہرہ اور ہتھیلیوں وغیرہ کا بھی پردہ کریں گی، جن سے بوڑھی، دراز عمر عورتوں کو مستثنیٰ کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ذَلِكَ أَدْنَىٰ أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا﴾(۱)

''اے پیغمبر! اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنے آپ پر گھونگٹ لٹکا لیا کریں، اس سے اُمید ہے کہ وہ پہچان لی جائیں گی، تو ان کو تکلیف نہیں پہنچائی جائے گی اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والے اور بڑے مہربان ہیں۔''

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ:

أَمَرَاللَّهُ نِسَاءَالْمُؤْمِنِينَ إِذاخَرَجْنَ مِنْ بُيوتِهِنَّ فِيْ حَاجَةٍ أَنْ يُغَطِّينَ وُجُوهَهُنَّ مِنْ فَوْقِ رُؤُوسِهِنَّ بِالْجَلَابِيبِ،وَيُبْدِينَ عَيْنًا وَاحِدَةً.(۲)

''اللہ تبارک وتعالیٰ نے مومن عورتوں کو حکم دیا ہے کہ جب وہ کسی ضرورت کی بناء پر اپنے گھروں سے باہر نکلیں تو اپنے سروں پر جلباب (چادر) ڈالیں اور ایک آنکھ ظاہر کریں۔''

یہ صحابی کا اثر مرفوع حدیث کے درجہ میں ہے۔

---

(۱) الاحزاب:۵۹

(۲) تفسیر ابن کثیر:۶/ ۴۸۲، الاحزاب:۵۹

بہر حال ایک آنکھ سے دیکھنے کی اجازت ضرورت اور راستہ دیکھنے کے لیے دی گئی ہے۔

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو انصاری عورتیں تو وہ کالے کپڑے پہن کر نکلتی تھیں، ایسے نظر آتا تھا کہ ان کے سر پر کوے بیٹھے ہیں۔

خَرَجَ نِسَاءُ الْأَنْصَارِ كَأَنَّ عَلَى رُءُوسِهِنَّ الْغِرْبَانَ مِنَ الأَكْسِيَةِ.(۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص کسی عورت کو نکاح کا پیغام دے تو اس عورت کو دیکھنے میں کوئی حرج نہیں جب کہ وہ اس کو پیغام نکاح دینے کے لیے دیکھ رہا ہو، گرچہ اس عورت کو اس کا علم ہو۔

إِذَا خَطَبَ أَحَدُكُمْ امْرَأَةً، فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَنْظُرَ إِلَيْهَا إِذَا كَانَ إِنَّمَا يَنْظُرُ إِلَيْهَا لِخِطْبَةٍ، وَإِنْ كَانَتْ لَا تَعْلَمُ. (۲)

اس روایت میں نکاح کا پیغام دینے والے کو اگر وہ عورت کو نکاح کا پیغام دینے کی غرض سے دیکھے تو اس سے گناہ اور حرج کی نفی کی گئی ہے، اس سے پتہ چلا کہ جس کا نکاح کا پیغام دینے کا ارادہ نہ ہو تو اس کا دیکھنا حرام ہے، اور نکاح کا پیغام دینے والا چہرہ کو خصوصا دیکھتا ہے؛ کیوں کہ حسن و جمال میں چہرہ کی خوبصورتی اور رونق اصل مقصود ہوتی ہے، اس لیے غیر مخاطب کو یا اجنبی شخص کو عورت کے چہرہ کو دیکھنا ممنوع ہوگا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے کپڑوں کو تکبر کے ساتھ لٹکائے ہوئے چلے تو اللہ عز وجل روز قیامت اس کی جانب نظر نہیں فرمائیں گے۔

حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا کہ عورت اپنے دامن کو کیسے کرے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس کو ایک بالشت نیچے کرے، تو انہوں نے کہا تب تو اس کے قدم ظاہر ہوں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک ہاتھ اور اس پر زیادہ نہ کرے۔

---

(۱) سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۴۱۰۱، باب فی قولہ تعالیٰ: یدنین علیهن من جلابیبهن، حدیث صحیح (البانی)

(۲) مسند احمد، حدیث نمبر: ۲۳۶۰۲، حدیث ابی حمید الساعدی، حدیث صحیح

مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللَّهُ إِلَيْهِ يَوْمَ القِيَامَةِ فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ:فَكَيْفَ يَصْنَعْنَ النِّسَاءُ بِذُيُولِهِنَّ؟قَالَ:يُرْخِينَ شِبْرًا، فَقَالَتْ:إِذًا تَنْكَشِفُ أَقْدَامُهُنَّ،قَالَ:فَيُرْخِينَهُ ذِرَاعًا،لَا يَزِدْنَ عَلَيْهِ.(۱)

یہاں پر عورت کے قدم کے ستر کو واجب قرار دیا گیا ہے اور پیر کے دیکھنے میں چہرہ اور ہتھیلیوں کے دیکھنے سے کم فتنہ کا اندیشہ ہے اور شریعت یہ کیسے حکم دے سکتی ہے کہ جو کم فتنہ کا باعث ہو اس کے ستر اور پردہ کا تو حکم کرے اور جس میں فتنہ کا اندیشہ زیادہ ہو اس کے ظاہر کرنے کی اجازت دے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ: ہم حالت احرام میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے، ہمارے یہاں سے قافلوں کا گذر ہوتا اور جب وہ قافلہ ہمارے قریب سے گذرتا تو ہم عورتیں اپنے جلباب (چادروں) کو سر پر سے چہرہ پر ڈال لیتیں، اور جب وہ گذر جاتے تو ہم چہرے کو کھول دیتے۔

كَانَ الرُّكْبَانُ يَمُرُّونَ بِنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْرِمَاتٌ،فَإِذَا حَاذَوْا بِنَا سَدَلَتْ إِحْدَانَا جِلْبَابَهَا مِنْ رَأْسِهَا عَلَى وَجْهِهَا فَإِذَا جَاوَزُونَا كَشَفْنَاهُ.(۲)

صحیحین وغیرہ کی روایت میں ہے کہ محرم عورتوں کو نقاب اور دستانے پہننے کو منع کیا جاتا تھا۔

وَنُهِيَ الْمُحْرِمَةُ عَنِ النِّقَابِ وَالْقُفَّازَيْنِ.(۳)

اس روایت کی تشریح میں علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ اس سے پتہ چلا کہ جو عورتیں حالت احرام میں نہ رہتی تھیں، ان میں نقاب اور دستانوں کے استعمال کا رواج تھا۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ ایک بیماری کی وجہ سے وہ پیدل طواف نہیں کرسکتی ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

---

(۱) سنن ترمذی، حدیث نمبر: ۱۷۳۱، باب ما جاء فی جر ذیول النساء، حدیث صحیح (البانی)

(۲) سنن ابوداؤد، حدیث نمبر: ۱۸۳۳، باب فی المحرمة تغطی وجهها، حدیث ضعیف (البانی)

(۳) مجموع الفتاویٰ: ۲۱/ ۱۹۷، مواقیت الحج

طُوفِي مِنْ وَرَاءِ النَّاسِ وَأَنْتِ رَاكِبَةٌ.(۱)

پتہ چلا کہ طواف کے دوران بھی مردوں سے اختلاط نہیں کرنا چاہیے اور سواری کے ساتھ طواف کرنے والا بھی پیدل طواف کرنے والوں سے دور رہے۔

مسجدوں میں جب زینت اور خوشبو کا استعمال عورتوں کے لیے جائز نہیں تو بازاروں میں، آفسوں میں، کالجوں میں، ان کے لیے کیا جائز ہوگا؟ جمعہ کے لیے حضرت امام الانبیاء کے ساتھ نماز پڑھنے کے لیے اُن کا گھر سے نکلنا غیر افضل اور ناپسندیدہ حرکت ہے تو اس زمانے میں مسجد آنا اور بلا ضرورت گھر سے نکلنا کیا درست ہوگا؟

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف رکھتے تھے ایک عورت قبیلہ مزینہ کی مزین لباس میں مٹکتی ہوئی آئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! اپنی عورتوں کو زیب و زینت کا لباس پہن کر مسجد وغیرہ میں مٹکنے سے روکو؛ کیونکہ بنی اسرائیل پر اس وقت تک لعنت نہیں کی گئی جب تک ان کی عورتوں نے زینت کا لباس پہن کر مسجد میں مٹکنا شروع نہیں کیا۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ انْهَوْا نِسَاءَكُمْ عَنْ لُبْسِ الزِّينَةِ،وَالتَّبَخْتُرِ فِي الْمَسْجِدِ،فَإِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَمْ يُلْعَنُوا حَتَّى لَبِسَ نِسَاؤُهُمُ الزِّينَةَ، وَتَبَخْتَرْنَ فِي الْمَسَاجِدِ.(۲)

حدیث افک میں ہے، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ صفوان بن معطل سلمٰی جو بعد کو ذکوانی کے نام سے مشہور ہوئے وہ لشکر کے پیچھے پیچھے رہا کرتے تھے تا کہ گری پڑی چیزیں اٹھاتے ہوئے آئیں، وہ صبح کو جب قریب پہنچے تو مجھے سوتا ہوا دیکھ کر پہچان لیا؛ کیوں کہ وہ پردہ سے پہلے مجھے دیکھ چکے تھے، انہوں نے زور سے اناللہ وانا الیہ راجعون پڑھا تو میری آنکھ کھل گئی اور میں نے اپنی چادر سے اپنا منہ چھپالیا۔

---

(۱) صحیح بخاری، حدیث نمبر:۱۶۱۹، باب طواف النساء مع الرجالس

(۲) سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر:۴۰۰۱، باب فتنة النساء، حدیث ضعیف (البانی)

وَكَانَ صَفْوَانُ بْنُ المعَطَّلِ السُّلَمِيُّ ثُمَّ الذَّكْوَانِيُّ مِنْ وَرَاءِ الجَيْشِ، فَأَصْبَحَ عِنْدَ مَنْزِلِي، فَرَأَى سَوَادَ إِنْسَانٍ نَائِمٍ فَعَرَفَنِي حِينَ رَآنِي، وَكَانَ رَآنِي قَبْلَ الحِجَابِ، فَاسْتَيْقَظْتُ بِاسْتِرْجَاعِهِ حِينَ عَرَفَنِي، فَخَمَّرْتُ وَجْهِي بِجِلْبَابِي.(۱)

اس روایت سے پتہ چلا کہ چہرے کو چھپانے کا رواج اس وقت تھا۔

حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں انہوں نے بیان کیا کہ پردہ کی آیت نازل ہونے کے بعد حضرت سودہؓ رفع حاجت کے لیے چادر اوڑھ کر باہر گئیں چوں کہ وہ بہت جسیم (موٹے جسم والی) تھیں اس لیے باوجود چادر کے پہچانی جاتی تھیں؛ چنانچہ ایک دن وہ باہر گئیں تو حضرت عمرؓ نے پہچان کر کہا کہ آپ باوجود چادر کے ہم سے چھپی ہوئی نہیں ہیں، حضرت سودہؓ حضرت عمرؓ کی باتیں سن کر واپس آئیں، آنحضرت ﷺ میرے گھر میں موجود تھے، کھانا کھا رہے تھے، ایک ہڈی آپ ﷺ کے ہاتھ میں تھی، حضرت سودہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں باہر گئی تھی تو حضرت عمرؓ نے مجھ سے یہ باتیں کہی ہیں، آپ ﷺ نے جب یہ سنا تو آپ ﷺ پر نزول وحی ہونے لگی، جب نازل ہو چکی تو ہڈی ہاتھ میں ہی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تم کو اجازت دیتا ہے کہ تم ضرورت کے لیے باہر جا سکتی ہو۔

إِنَّهُ قَدْ أُذِنَ لَكُنَّ أَنْ تَخْرُجْنَ لِحَاجَتِكُنَّ.(۲)

اس حدیث سے بھی پتہ چلا کہ حضرت سودہؓ مکمل باحجاب تھیں، جسم کا ہر حصہ چہرہ اور ہتھیلیوں سمیت چادر سے ڈھکا ہوا تھا، حضرت عمرؓ نے صرف ان کے جسم سے ان کو پہچان کر ان کو غیرت دلائی تھی اور ان کو حدیث میں مذکورہ جملہ فرمایا تھا۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے بارے میں بھی روایات میں ہے کہ جب وہ قیدیوں میں گرفتار ہو کر آئیں تو صحابہ کرام کے درمیان باتیں ہونے لگیں کہ یہ خاتون مسلمانوں کی ماوؤں میں سے

---

(۱) صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۴۱۴۱، باب غزوۃ انمار

(۲) صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۴۷۹۵، باب قولہ تعالی: لا تدخلوا بیوت النبی الا...

ہیں یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باندیوں میں سے ہیں؟ مسلمانوں نے کہا اگر وہ حجاب کرتی ہیں تو امہات المؤمنین میں سے ہیں، اور اگر حجاب نہ کریں تو باندیوں میں سے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سفر شروع کیا تو انہیں پیچھے بٹھایا اور ان کے اور لوگوں کے درمیان پردہ ڈال دیا۔

فَلَمَّا ارْتَحَلَ وَطَّأَ لَهَا خَلْفَهُ،وَمَدَّ الحِجَابَ.(۱)

عورت کے چہرے اور ہتھیلی کو دیکھنے کے سلسلہ میں فقہاء کے یہاں یہ تفصیل ہے کہ اگر لذت کی نیت سے دیکھنا ہو یا دیکھنے کے نتیجہ میں ایسے فتنہ کا اندیشہ ہو جو مفضی الی الخلوۃ (بے حیائی تک لے جاسکتا ہے) بن سکتا ہو تو چہرہ اور ہتھیلیوں کے دیکھنے کے حرام ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں؛ لیکن اگر مرد فتنہ میں مبتلا ہونے سے محفوظ ہو، اور دیکھنے سے لذت حاصل کرنا بھی مقصود نہ ہو تو اس کے جواز میں اختلاف ہے، حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک ایسی صورت میں چہرے اور ہتھیلیوں کی طرف نظر کرنا جائز ہے، اکثر شوافع اور بعض حنابلہ کا بھی یہی مذہب ہے؛ لیکن مختار مذہب مطلقاً عدم جواز کا ہے، اگرچہ شہوت اور فتنہ کا اندیشہ نہ ہو۔

علامہ شامیؒ فرماتے ہیں کہ: (وَتُمْنَعُ)الْمَرْأَةُ الشَّابَّةُ(مِنْ كَشْفِ الْوَجْهِ بَيْنَ رِجَالٍ)لَا لِأَنَّهُ عَوْرَةٌ بَلْ(لِخَوْفِ الْفِتْنَةِ)(۲)

''یعنی جوان عورت کو مردوں کے درمیان چہرہ کھولنے سے منع کیا جائے گا، یہ حکم اس لیے نہیں کہ وہ چہرہ ستر میں داخل ہے، بلکہ فتنہ کے خوف کی وجہ سے۔''

اور ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

(فَإِنْ خَافَ الشَّهْوَةَ) أَوْ شَكَّ (امْتَنَعَ نَظَرُهُ إلَى وَجْهِهَا) فَحِلُّ النَّظَرِ مُقَيَّدٌ بِعَدَمِ الشَّهْوَة وَإِلَّا فَحَرَامٌ وَهَذَا فِي زَمَانِهِمْ، وَأَمَّا فِي زَمَانِنَا فَمَنَعَ مِنْ الشَّابَّةِ قُهُسْتَانِيٌّ وَغَيْرُهُ (إلَّا) النَّظَرَ لَا

(۱) صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۴۲۱۳، باب غزوۃ خیبر

(۲) الدر المختار: ۱/۴۰۶، مطلب فی ستر العورۃ

الْمَسَّ (لِحَاجَةٍ) كَقَاضٍ وَشَاهِدٍ يَحْكُمُ (وَيَشْهَدُ عَلَيْهَا)(۱)

''یعنی اگر شہوت کا خوف ہو یا شہوت کا شک ہو تو اس صورت میں عورت کے چہرے کی طرف دیکھنا ممنوع ہے، لہذا عدم شہوت کی قید کے ساتھ عورت کی طرف نظر کرنا حلال ہے، ورنہ حرام ہے، اور یہ حکم ان فقہاء کے زمانہ کا ہے، اور جہاں تک ہمارے زمانہ کا تعلق ہے اس میں تو نوجوان عورت کی طرف نظر کا ناممنوع کہا گیا ہے، (قہستانی وغیرہ) البتہ ضرورت کے وقت دیکھنا جائز ہے، جیسے قاضی کا فیصلہ سنانے کے وقت دیکھنا یا شاہد کا گواہی دینے کے وقت دیکھنا۔''

تمرینی سوالات

۱) انسانی زندگی میں حیا کی کیا اہمیت ہے؟
۲) ستر کے کتنے معانی ہیں؟
۳) دوسرے کا ستر دیکھنا کتنا بڑا گناہ ہے؟
۴) اچانک بغیر اطلاع اپنے گھر میں آنا کیا اسلامی طرزعمل ہے؟
۵) تنہائی میں بے ضرورت بے لباس رہنے کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کیا ہدایات ہیں؟
۶) مختصراً پردہ کے تینوں درجات بتلایئے۔
۷) کیا اس زمانہ میں عورتیں مسجد میں جاسکتی ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیسا منشا تھا؟
۸) کیا چہرہ کا پردہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے؟
۹) کیا دستانے اور پیروں میں موزے پہننا ضروری ہے؟
۱۰) إلا ما ظهر منها کی تفسیر اچھی طرح لکھئے۔

---

(۱) الدرالمختار: ۶/۳۷۰، فصل فی النظر والمس

ستر اور حجاب کا فرق

یہ تو خدائی شریعت کا کرم ہے کہ اس نے اس قدر وضاحت سے ستر، حجاب اور حیاء کا فرق بتلایا، کپڑے پہننے کا سلیقہ سکھلایا؛ ورنہ مغربی طرز زندگی اور آج کا ہوس کا غلام انسان اب تک بھٹک رہا ہے، بنانے والی ذات ہی اچھی طرح جانتی ہے کہ کون سا حصہ جسم کا کس سے چھپایا جانا چاہیے اور کب دکھلایا جانا چاہیے، کس کے کہاں دیکھنے سے نگاہ ودل ناپاک نہیں ہوں گے اور کہاں کس کے دیکھنے سے ناپاک خیالات پیدا ہوں گے، اللہ تعالیٰ ہمیں نعمت اسلام کی قدردانی کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

مرد کا ستر

ناف کے نیچے سے گھٹنے تک عورت ہے (ستر ہے) ''گھٹنا'' نام ہے پنڈلی اور ران کے ملنے کی جگہ کا، حضرت عمرو بن شعیبؒ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مرد کا ستر اس کی ناف سے گھٹنے تک ہے۔

عَوْرَةَ الرَّجُلِ مَا بَيْنَ السُّرَّةِ وَالرُّكْبَةِ.(۱)

ایک مرد کا دوسرے مرد کے ناف سے لے کر گھٹنے تک دیکھنا حرام اور ناجائز ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا: اے علی! اپنی ران کو نہ کھولنا اور نہ کسی زندہ اور مردہ کی ران کو دیکھنا۔

لَا تَكْشِفْ فَخِذَكَ،وَلَا تَنْظُرْ إِلَى فَخِذِ حَيٍّ،وَلَا مَيِّتٍ.(۲)

---

(۱) سنن صغیر بیہقی، حدیث نمبر: ۳۲۲، باب ستر العورۃ

(۲) سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۴۰۱۵، باب النهی عن التعری، حدیث ضعیف جدا (البانی)

نابالغ بچے کا ستر

۱۔ اگر بچہ چار سال سے کم ہو تو اس وقت اس کے لیے شرعی ستر نہیں۔
۲۔ جب چار سال سے زائد ہو تو قُبُل اور دُبُر (اگلی پچھلی شرمگاہ) اور اس کے آس پاس کا حصہ چھپانا پڑے گا، یہ ستر دس سال تک ہے۔
۳۔ دس سال کے بعد بالغ مرد ہی کی طرح اس کا ستر ہے۔

علامہ شامیؒ فرماتے ہیں کہ دس سال کے بچہ کو ستر کا حکم دیا جائے گا؛ کیوں کہ اس کو نماز پڑھانے کا حکم دیا گیا ہے۔

عَنْ السِّرَاجِ أَنَّهُ لَا عَوْرَةَ لِلصَّغِيرِ جِدًّا، ثُمَّ مَا دَامَ لَمْ يُشْتَهَ فَقُبُلٌ وَدُبُرٌ ثُمَّ تَتَغَلَّظُ إلَى عَشْرِ سِنِينَ ثُمَّ كَبَالِغٍ.(۱)

''چھوٹے بچہ کا کوئی ستر نہیں جب تک کہ حد اشتہاء کو نہ پہنچے، پھر قُبُل ودُبُر (اگلی پچھلی شرمگاہ) ہے، اس کے بعد دس سال تک اس میں شدت ہوتی رہتی ہے، دس سال کے بعد بالغ کی طرح ہے۔''

اَمرد (بے ڈاڑھی) کا ستر

لڑکا اگر بالغ ہو بڑا ہو تو اس کے ستر کا حکم بالغ مرد کی طرح ہے، جب کہ وہ خوبصورت نہ ہو؛ لیکن اگر وہ خوبصورت ہو تو اس کا حکم لڑکی کی طرح ہے، اس کے سر سے پاؤں تک دیکھنا جائز نہیں ہے، اگر شہوت ہو تو دیکھنا ہرگز جائز نہیں، شامی میں ہے: لڑکا جب مردوں کے برابر ہو جائے اور اگر خوبصورت ہو تو اس کا حکم عورتوں کی طرح ہے، وہ سر سے پاؤں تک عورت ہے، شہوت سے اس کو دیکھنا حلال نہیں ہے، اگر شہوت نہ ہو تو اس کے ساتھ تنہا رہنا اور دیکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اسی وجہ سے اس کو نقاب ڈالنے کا حکم نہیں دیا گیا ہے۔

(قَوْلُهُ وَلَوْ أَمْرَدَ صَبِيحَ الْوَجْهِ) قَالَ فِي الْهِنْدِيَّةِ وَالْغُلَامُ إذَا بَلَغَ مَبْلَغَ الرِّجَالِ وَلَمْ

---

(۱) الدر المختار: ۶/۷۲۸، کتاب الخنثیٰ

يَكُنْ صَبِيحًا فَحُكْمُهُ حُكْمُ الرِّجَالِ وَإِنْ كَانَ صَبِيحًا فَحُكْمُهُ حُكْمُ النِّسَاءِ، وَهُوَ عَوْرَةٌ مِنْ قَرْنِهِ إِلَى قَدَمِهِ لَا يَحِلُّ النَّظَرُ إِلَيْهِ عَنْ شَهْوَةٍ، وَأَمَّا الْخَلْوَةُ وَالنَّظَرُ إِلَيْهِ لَا عَنْ شَهْوَةٍ فَلَا بَأْسَ بِهِ وَلِذَا لَمْ يُؤْمَرْ بِالنِّقَابِ.(۱)

عورت کا ستر مرد سے

عورت کا ستر یہ ہے کہ عورت اپنا چہرہ، دونوں ہتھیلیاں اور دونوں قدموں کے علاوہ باقی تمام بدن ہر وقت چھپائے رہے گی، یہ چھپانا واجب ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ چیزیں نماز میں کھلی رہ جائیں تو نماز ہو جائے گی، اس میں کوئی خلل نہ آئے گا، اس میں فقہاء نے قدموں کا بھی یہی حکم بتلایا ہے، اس کے علاوہ عورت کا سارا بدن ستر میں داخل ہے، اس میں سے کوئی عضو نماز میں کھلا رہا تو نماز نہ ہوگی، یہ مسئلہ تو ستر پوشی کا ہے۔

اس سے پتہ چلا کہ سر کے بال اجنبی مردوں اور دوران نماز چھپانا ضروری ہے، اس سلسلہ میں کوتاہی پائی جاتی ہے، اسی طرح جن علاقوں میں ساڑی، پلاوز یا کم آستین کے کپڑے پہنے جاتے ہیں انہیں بتلایا جانا چاہیے کہ اس طرح ان کی نماز ادا نہیں ہوگی، اور اس حال میں انہیں دیکھنا اور دکھانا (اجنبی مردوں) کو جائز نہیں ہے، محرم مرد میں بھی اپنی ماں، بیٹی، بہن کا پیٹ، پیٹھ یا کلائی کا اوپری حصہ نہیں دیکھ سکتا ہے۔

عورت کا ستر عورت سے

ایک عورت کا ستر دوسری عورت کے حق میں ناف سے گھٹنوں تک ہے، قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے:

﴿وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ

(۱) الدر المختار: ۶/ ۳۶۵، فصل فی النظر والمس

أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِينَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَى عَوْرَاتِ النِّسَاءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ وَتُوبُوا إِلَى اللّٰهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾(۱)

''اور مسلمان عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ بھی اپنی نظریں نیچی رکھیں، اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زیبائش وآرائش کو ظاہر نہ کریں، سوائے اس کے جو کھلا رہتا ہے، اور اپنے گریبانوں پر دوپٹے ڈال لیا کریں، ہاں اپنے شوہر، والد، خسر، بیٹے، شوہر کے بیٹے، بھائیوں، بھتیجوں، بھانجوں، اپنی عورتوں، باندیوں، شہوت نہ رکھنے والے مرد خادم، یا عورتوں کے پردہ کی باتوں سے ناواقف بچوں کے سامنے اپنی زیب وزینت ظاہر کرسکتی ہیں، نیز (زمین پر) اس طرح زور سے پاؤں نہ ماریں کہ ان کا پوشیدہ بناؤ سنگار ظاہر ہوجائے اور اے ایمان والو! سب مل کر اللہ کے سامنے توبہ کرو؛ تاکہ تم کامیاب ہوجاؤ۔''

عورت کا پردہ:

یہ ہے کہ تمام بدن کے ساتھ چہرہ اور دونوں ہتھیلیاں اور دونوں قدم بھی غیر محرم کے سامنے ظاہر نہ کرے، اس کا ظاہر کرنا ناجائز ہے، عورت کا پردہ یہ الگ مسئلہ ہے اور ستر کا مسئلہ الگ ہے، پردہ کا مدار فتنہ کے اندیشہ پر ہے اور ظاہر ہے کہ عورت کا چہرہ اس کے بدن کا ممتاز حصہ ہے، اس کے غیر محرم کے سامنے کھولنے میں بڑا فتنہ ہے، اس لیے حضرات فقہاء نے غیر محرم مردوں کے لیے عورت کو چہرہ کھولنے کی اجازت نہیں دی۔(۲)

عورت کے چہرہ کے پردہ کے واجب ہونے کی ایک دلیل تو وہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے ''يُدْنِينَ

---

(۱) النور:۳۱

(۲) مجالس حکیم الامت:۱۲۶

عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ''(وہ اپنے آپ پر گھونگٹ لٹکا لیا کریں) اس آیت کریمہ میں گھر سے باہر نکلنے کے ضابطہ کی تعلیم ہے کہ جو (نکلنا) کسی سفر وغیرہ کی ضرورت کے لیے ہو اس وقت بے حجاب مت ہو، بلکہ اپنی چادر کا پلہ اپنے چہرہ پر لٹکا لیں تا کہ چہرہ کسی کو نظر نہ آئے۔

اس آیت کی تفسیر میں ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ: اللہ عزوجل نے مومن عورتوں کو حکم کیا ہے کہ جب وہ گھر سے کسی ضرورت سے نکلیں تو اپنے چہروں کو اپنے سر کے اوپر سے چادروں سے ڈھانکے رکھیں اور صرف ایک آنکھ کو ظاہر کریں۔

أَمَرَ اللَّهُ نِسَاءَ الْمُؤْمِنِينَ إذا خَرَجْنَ مِنْ بُيُوتِهِنَّ فِيْ حَاجَةٍ أَنْ يُغَطِّينَ وُجُوهَهُنَّ مِنْ فَوْقِ رُؤُوسِهِنَّ بِالْجَلَابِيبِ،وَيُبْدِينَ عَيْنًا وَاحِدَةً.(۱)

''اللہ تبارک وتعالیٰ نے مومن عورتوں کو حکم دیا ہے کہ جب وہ کسی ضرورت کی بناء پر اپنے گھروں سے باہر نکلیں تو اپنے سروں پر جلباب (چادر) ڈالیں اور ایک آنکھ ظاہر کریں۔''

علامہ انور شاہ کشمیریؒ اس آیت کریمہ ''وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ'' میں فرماتے ہیں: مواقع زینت یعنی چہرہ اور ہتھیلیاں ہیں، فتنہ کا خوف نہ ہو تو ان کا اظہار کیا جا سکتا ہے؛ لیکن متاخرین علماء نے زمانہ کے بگاڑ اور لوگوں کے احوال کی خرابی کی وجہ سے ان کے بھی ستر اور پردہ کا حکم کیا ہے۔(۲)

عورت کے چہرہ کے پردہ کے ضروری ہونے کی دلیل یہ حدیث ہے:

إِحْرَامُ الرَّجُلِ فِي رَأْسِهِ،وَإِحْرَامُ الْمَرْأَةِ فِي وَجْهِهَا.(۳)

یعنی مرد کا احرام اس کے سر میں اور عورت کا احرام اس کے چہرہ میں ہے، مطلب یہ ہے کہ حج میں مردوں کو سر ڈھانکنا حرام ہے اور عورتوں کو چہرہ پر کپڑا اڈالنا ناجائز ہے، مگر اس سے یہ استنباط نہیں ہوتا کہ پردہ عورتوں کو نہ کرنا چاہیے، بلکہ اس سے تو اور پردہ کا تاکد (ضروری ہونے) پر استدلال ہوتا ہے کہ

(۱) تفسیر ابن کثیر: ۶/ ۴۸۲، الاحزاب: ۵۹

(۲) فیض الباری: ۱/ ۲۵۴

(۳) نصب الرایۃ: ۳/ ۲۷، باب الاحرام

عورت کو ساری عمر چہرہ ڈھانکنا ضروری ہے، صرف حج میں اس کو منہ کھولنا چاہیے۔(۱)

دورانِ حج چہرہ اس طور پر کھلا رہنا چاہیے کہ اس چہرہ سے کوئی کپڑا چمٹ نہ رہا ہو، اور سر پر ٹوپی کی طرح کوئی ٹوپی پہن کر اس پر نقاب ڈالے گی، اس طرح اس کا چہرہ دوسروں کو نظر نہیں آئے گا اور کپڑا چہرہ سے چمٹ بھی نہیں سکتا ہے۔

لڑکی کتنی عمر سے پردہ کرے؟

فقہاء کرام نے دلائل وتجربات کی روشنی میں یہ فیصلہ فرمایا ہے کہ لڑکی کو نو سال کی عمر کو حیض آسکتا ہے، اس لیے نو سال کی لڑکی پر پردہ فرض ہے، نو سال کی عمر میں لڑکی بالغ ہوسکتی ہے تو اس عمر میں قریب البلوغ بطریق اولیٰ ہوسکتی ہے اور قریب البلوغ پردہ کے حکم میں بالغہ کی طرح ہے۔

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے فرمایا ہے کہ اس زمانہ میں بچیوں کو غیر محارم رشتہ داروں سے سات سال کی عمر میں اور اجانب سے سات سال سے بھی پہلے پردہ شروع کرادینا چاہیے، یہ آج سے ۶۰۔۷۰ سال پہلے کہی ہوئی بات ہے، آج کے پرفتن دور میں تو اس کی اہمیت اور بھی زیادہ بڑھ گئی ہے؛ لہذا عادت ڈالنے کے لیے سات سال کی عمر سے پردہ کرادینا بہتر ہے، اس سے معلوم ہوا کہ نو سال کی لڑکی اور دس سال کا لڑکا احکام حجاب کے مکلف ہیں اگر وہ خود کوتاہی کریں تو ان کے سرپرستوں پر واجب ہے کہ ان کو ان احکام پر عمل کروائیں۔(۲)

کن بچوں سے پردہ کروانا چاہیے؟

قرآن نے کہا:

﴿أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَى عَوْرَاتِ النِّسَاءِ﴾(۳)

---

(۱) احکام پردہ عقل ونقل کی روشنی میں: ۵۸۔۵۹

(۲) پردہ: محمد اسحاق ملتانی: ۳۰۸

(۳) النور: ۳۱

''وہ بچہ جو ابھی عورتوں کی چھپی ہوئی چیزوں سے واقف نہیں ہوا۔''

مثلاً وہ عورتوں کے اوصاف دوسرے مردوں کے سامنے بولتا ہے، خوبصورت بدصورت عورت میں فرق کر لیتا ہے، عورتوں کو گھور کر دیکھتا ہے، ان چیزوں سے پتہ چل جاتا ہے کہ اس بچے سے زینت کو چھپانا چاہیے۔

حقیقت یہ ہے کہ جیسے نماز بالغ ہونے کے بعد فرض ہوتی ہے مگر انہیں اس کی عادت سات سال سے ڈالنا چاہیے دس سال میں نماز نہ پڑھنے پر مارنے کا حکم ہے اسی طرح پردے کی عادت سات آٹھ سال سے ڈالنا چاہیے تاکہ وہ سیانی ہونے تک پردہ کی عادی ہو جائے۔

عہدِ نبوت میں اُس مخنث (ہجڑے) کو گھر میں آنے سے منع کر دیا گیا جس میں عورتوں کی طرف میلان پایا جاتا تھا ایک خواجہ سرا حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا کرتا تھا وہ عبداللہ بن ابی اُمیّہ سے کہہ رہا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی بات سن رہے تھے اے عبداللہ اگر کل طائف فتح ہو گیا تو میں تجھے غیلان کی بیٹی کی طرف رہبری کروں گا، جب اسے سامنے سے دیکھا جائے تو چار حصے لگتے ہیں گوشت کے (موٹاپے کی وجہ سے) اور جب پیچھے سے دیکھا جائے تو آٹھ حصے محسوس ہوتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا یہ شخص آئندہ تمہارے پاس نہیں آنا چاہیے۔ لاَ يَدْخُلَنَّ هَؤُلاَءِ عَلَيْكُنَّ.(۱)

عبداللہ بن ابی اُمیہ حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں یہ خواجہ سرا اُنہیں کا غلام تھا، اب تک یہ لوگ اسے اُن لوگوں میں سمجھتے تھے جنہیں عورتوں میں دلچسپی نہیں ہوا کرتی ہے، اس کے اس بیان سے اس کی مردانہ دلی کیفیت کا اندازہ ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پابندی عائد کر دی۔

کافر عورتوں سے مردوں کی طرح پردہ

ایک عورت کا ستر دوسری عورت کے حق میں ناف سے گھٹنوں تک ہے، البتہ کافرہ عورت، مشرکہ،

---

(۱) صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۴۳۲۴، باب غزوۃ الطائف

کتابیہ، یہودیہ، نصرانیہ اور فاجرہ اس سے مستثنیٰ ہے، یعنی ان سے پردہ ضروری ہے؛ کیوں کہ ان کے بارے میں قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ﴾(۱)

''ہاں اپنے شوہر، والد، خسر، بیٹے، شوہر کے بیٹے، بھائیوں، بھتیجوں، بھانجوں، اپنی عورتوں کے سامنے اپنی زیب وزینت ظاہر کرسکتی ہیں۔''

مذکورہ آیت میں ''أَوْ نِسَائِهِنَّ'' کا لفظ آیا ہے، یعنی اپنی عورتیں، جس سے مراد مسلمان عورتیں ہیں کہ ان کے سامنے بھی وہ تمام اعضاء کھولنا جائز ہے جو اپنے باپ بیٹوں کے سامنے کھولے جاسکتے ہیں، چنانچہ مسلمان عورتوں کی قید سے یہ معلوم ہوا کہ کافر مشرکہ، کتابیہ عورتوں سے بھی پردہ واجب ہے۔(۲)

یہی تفسیر عنایہ میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے، اسی طرح عبدالغنی نابلسی نے ''ہدایہ ابن العماد'' کی شرح میں لکھا ہے کہ مسلمان عورت کے لیے یہودیہ، نصرانیہ، مشرکہ عورتوں سے بھی پردہ ضروری ہے اور فاجرہ عورت سے بھی؛ کیوں کہ وہ دوسرے مرد کے پاس نیک عورت کا وصف بیان کریں گی۔

لَا يَحِلُّ لِلْمُسْلِمَةِ أَنْ تَنْكَشِفَ بَيْنَ يَدَيْ يَهُودِيَّةٍ أَوْ نَصْرَانِيَّةٍ أَوْ مُشْرِكَةٍ إِلَّا أَنْ تَكُونَ أَمَةً لَهَا كَمَا فِي السِّرَاجِ، وَنِصَابِ الِاحْتِسَابِ وَلَا تَنْبَغِي لِلْمَرْأَةِ الصَّالِحَةِ أَنْ تَنْظُرَ إِلَيْهَا الْمَرْأَةُ الْفَاجِرَةُ لِأَنَّهَا تَصِفُهَا عِنْدَ الرِّجَالِ، فَلَا تَضَعُ جِلْبَابَهَا وَلَا خِمَارَهَا.(۳)

علامہ شامیؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ ذمیہ اجنبی مرد کی طرح ہے، مسلمان عوتوں کو دیکھنے کے متعلق،

---

(۱) النور:۳۱

(۲) معارف القرآن:۱۱۶/۶

(۳) الدر المختار:۳۷۱/۶، فصل فی النظر والمس

مسلمان عورتوں کو وہ بالکل نہیں دیکھ سکتی، اس مسئلہ کو خوب یاد رکھو۔

فَلَا تَنْظُرُ أَصْلًا إِلَى الْمُسْلِمَةِ فَلْيُتَنَبَّهْ لِذَٰلِكَ.(۱)

مولانا یوسف صاحب لدھیانویؒ کی بھی یہی رائے ہے کہ ان کا حکم نامحرم مردوں کی طرح ہے، اس کے سامنے چہرہ، ہاتھ اور پاؤں کھول سکتی ہیں، باقی پورا وجود ڈھکا رہنا چاہیے، انہوں نے علامہ شامیؒ کی مذکورہ بالا عبارت نقل کی ہے اور حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کا بھی یہی نقطہ نظر ہے۔(۲)

بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ جب ایک عورت کا دوسری عورت سے اتنا ستر ہے کہ ناف سے گھٹنے تک چھپے رہیں اسی طرح کافر عورتوں کا بھی حکم ہے، یہودی عورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کرتی تھیں؛ لیکن حنفیہ، شافعیہ اور مالکیہ کی رائے یہی ہے کہ کافر عورت سے ایسے پردہ کریں جیسا کہ اجنبی مرد سے کیا جاتا ہے، ڈر ہے کہ وہ اپنے مرد کو اس مسلمان عورت کے جسم کو بیان کریں گی۔

حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ کی بہن امۃ اللہ تسنیم مرحومہ سے ہندوستان کی وزیر اعظم اندرا گاندھی نے ملنے کی خواہش کی تو انہوں نے ملاقات سے انکار کردیا کہ باہر پھرنے والی عورتیں مردوں کے حکم میں ہوتی ہیں؛ اس لیے میں ان سے پردہ کرنا چاہتی ہوں، مجھ سے ملاقات نہ کروائی جائے۔(۳)

حضرت مفتی شفیع صاحبؒ فرماتے ہیں کہ ایسی روایات موجود ہیں کہ جن میں کافر عورتوں کا ازواج مطہرات کے پاس جانا ثابت ہے، اس لیے یہ مسئلہ مجتہدین کے یہاں مختلف فیہ ہے، بعض نے کافر عورتوں کو مثل غیر محرم کے قرار دیا ہے، بعض نے اس مسئلہ میں مسلمان اور کافر دونوں قسم کی عورتوں کا ایک ہی حکم رکھا ہے کہ ان سے پردہ نہیں ہے، امام رازیؒ نے فرمایا ہے کہ: اصل بات یہ ہے کہ لفظ ''نسائہن'' میں تو سبھی عورتیں مسلم اور کافر داخل ہیں اور سلف صالحین سے جو کافر عورتوں سے پردہ کرنے کی روایت منقول ہے وہ استحباب پر مبنی ہیں، روح المعانی میں مفتی بغداد علامہ آلوسی نے اسی

(۱) الدر المختار: ۴/۲۰۷، مطلب فی احکام الکنائس والبیع

(۲) آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۸/۶۵، مطبوعہ پاکستان

(۳) اللباس المحمود: ۱۷۷

رائے کو اختیار کیا ہے۔

هٰذا الْقَولُ أرْفَقُ بِالنّاسِ الْيَوم، فَإنَّه لَايَكَادُ يُمْكِنُ احْتِجابُ الْمُسْلِماتِ عَنِ الْمُغِيْباتِ.

''یہی قول لوگوں کے لیے آج کل مناسب حال ہے؛ کیوں کہ اس زمانہ میں مسلمان عورتوں کا کافروں سے پردہ تقریباً ناممکن ہوگیا ہے۔''(۱)

غیر مسلم عورتوں سے تعلقات (کالج کی زندگی میں) ہماری لڑکیوں کو ارتداد اور فیشن بازی تک لے جارہا ہے، اس طرح فون کے استعمال میں دھیان رکھنا چاہیے کہ کہیں غیر مسلم یا مسلمان عورت اس بے تکلفی کے بہانے تصویر بنا کر دوسرے مردوں تک پہونچا تو نہیں رہی ہے۔

عورت کی آواز کا پردہ

عورت کی آواز کے ستر ہونے میں اختلاف ہے، مگر صحیح یہ ہے کہ وہ عورت نہیں ہے (یعنی ستر میں داخل نہیں ہے۔)(۲)

لیکن عوارض کی وجہ سے بعض جائز امور کا ناجائز ہوجانا فقہ میں معروف ومشہور ہے، اس لیے فتنہ کی وجہ سے عورت کی آواز کا بھی پردہ ہے۔

بعض فقہاء نے عورت کی آواز کو عورت (ستر) کہا ہے، گو بدن مستور (پردہ) ہی میں ہوں کیوں کہ گفتگو اور کلام سے بھی عشق ہوجاتا ہے اور آواز سے بھی میلان ہوجاتا ہے۔

حضرت عبداللہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت پردہ میں رہنے کی چیز ہے؛ کیوں کہ جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اسے بہکانے کے لیے موقع تلاش کرتا رہتا ہے۔

المَرْأَةُ عَوْرَةٌ، فَإِذَا خَرَجَتْ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ.(۳)

اس روایت میں تو عورت کو مطلقاً اس کے سارے بدن اور آواز سمیت پردہ اور حجاب کی چیز کہا گیا

(۱) معارف القرآن:۶/۱۱۶

(۲) امدادالفتاویٰ:۱۹۷

(۳) سنن ترمذی، حدیث نمبر:۱۱۷۳، باب ماجاء فی کراهية الدخول على المغيبات، حدیث حسن صحیح غریب

ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کی بات سے بہتر کوئی بات نہیں جو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ابن آدم کے لیے ایک حصہ زنا کا لکھ دیا ہے جو اس سے یقیناً ہو کر رہے گا؛ چنانچہ آنکھ کا زنا دیکھنا ہے اور زبان کا زنا بات کرنا ہے اور نفس خواہش اور تمنا کرتا ہے اور شرمگاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔

إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ حَظَّهُ مِنَ الزِّنَا،أَدْرَكَ ذَلِكَ لاَ مَحَالَةَ،فَزِنَا العَيْنِ النَّظَرُ، وَزِنَا اللِّسَانِ المَنْطِقُ،وَالنَّفْسُ تَمَنَّى وَتَشْتَهِي،وَالفَرْجُ يُصَدِّقُ ذَلِكَ كُلَّهُ وَيُكَذِّبُهُ.(۱)

اس روایت سے پتہ چلا کہ آواز کا بھی پردہ ہے۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: مردوں کے لیے تسبیح اور عورتوں کے لیے تالی بجانا ہے۔

التَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ، وَالتَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ.(۲)

اس حدیث کی تشریح میں علامہ ابن العربی المالکی فرماتے ہیں کہ: ''يَعْنِي أَنَّ كَلامَهُنَّ عَوْرَةٌ فَلا يُظْهِرَنَّه ''(۳)

یعنی عورت کی آواز کے پردے ہی کی وجہ سے اس کے لیے نماز میں متنبہ کرنے کے لیے مرد کے مقابل جس کو تسبیح کا سہارا لینے کو کہا گیا ہے، عورت اس کی جگہ تالی بجائے گی۔

اس کے علاوہ عورت کے لیے جمعہ، عیدین اور استسقاء وغیرہ کے موقع سے خطبہ دینے کو جائز اور مشروع نہیں کہا گیا اور نہ ہی وہ اذان دے سکتی ہے اور نہ ہی ایسی جماعت کی نماز کی امامت کر سکتی ہے جس میں مرد وعورتیں دونوں شامل ہوں اور نہ ہی تلبیہ میں اس کے لیے آواز کو بلند کرنے کو کہا گیا ہے،

(۱) صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۶۲۴۳، باب زنا الجوارح دون الفرج

(۲) صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۱۲۰۳، باب التصفیق للنساء

(۳) عارضۃ الاحوذی: ۲۶۱۹۱

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ''عورت نہ ہی صفا ومروہ پر چڑھے گی اور نہ ہی تلبیہ میں اپنی آواز بلند کرے گی۔ لَا تَرْفَعُ صَوْتَهَا بِالتَّلْبِيَةِ.(۱)

علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ:

وَأَجْمَعُوا أَن الْمَرْأَة لَا ترفع صَوتهَا بِالتَّلْبِيَةِ، وَإِنَّمَا عَلَيْهَا أَن تسمع نَفسهَا.(۲)

''اس بات پر اجماع ہے کہ عورت تلبیہ میں اپنی آواز بلند نہیں کرے گی، بلکہ خود اپنے آپ کو سنائے گی۔''

عورت کی آواز کے پردہ ہونے کی دلیل یہ ہے: ''وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ''

یعنی عورتوں کو حکم ہے کہ اپنے پیروں کو زمین پر اس طرح نہ ماریں کہ اس سے زیور وغیرہ کی آواز نکلے اور غیر محرموں تک پہنچے، اور ظاہر ہے کہ زیور عورت کا کوئی جزء نہیں بلکہ ایک منفصل (علاحدہ) چیز ہے اور اس کی آواز سے اتنا خطرہ اور فتنہ پیدا ہونے کا اندیشہ بھی نہیں جتنا چہرہ کھولنے (یا آواز) سے ہوتا ہے، تو جب ایک منفصل (علاحدہ) چیز کی آواز سے پیدا ہونے والے فتنہ کو اس نص قرآنی (آیت) میں روکا گیا ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ عورت کی زینت کے ممتاز حصہ یعنی چہرہ کھولنے (اور آواز) سننے کی اجازت دے دی جائے۔

الغرض اس آیت سے یہ بھی مفہوم ہوسکتا ہے کہ جب زیور کی آواز کے پوشیدہ رکھنے کا ایسا اہتمام ہے تو خود صاحب زیور (یعنی عورت) کی آواز جو کہ اکثر فتنہ اور میلان کا ذریعہ ہوجاتی ہے اس کا اخفاء پوشیدہ رکھنا) کیوں قابل اہتمام نہ ہوگا؛ چنانچہ دوسری جگہ ارشاد باری ہے عزوجل ہے:

﴿فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ﴾(۳)''اپنی آوازوں میں لچک پیدا نہ کریں۔''

جب آواز چھپانے کی چیز ہے تو چہرہ جو کہ اصل فتنہ کی جگہ ہے اس کے چھپانے کا اہتمام کس قدر

---

(۱) سنن بیہقی، حدیث نمبر: ۹۰۳۹، باب المرأة لا ترفع صوتها بالتلبية

(۲) عمدۃ القاری شرح بخاری: ۹/۱۷۱، باب رفع الصوت بالاهلال

(۳) الاحزاب: ۳۲

کرنا چاہیے۔

عورت کا جہری نماز میں بلند آواز سے قرأت کرنا جائز نہیں، اگر عورت مقتدی ہو مثلاً اپنے شوہر یا محرم کے پیچھے نماز پڑھ رہی ہو اور امام کو کچھ سہو ہو گیا تو عورت کو زبان سے بتلانا جائز نہیں، بلکہ ہاتھ پر ہاتھ ماردے، جوان عورت کا نامحرم کو سلام کرنا جائز نہیں، جو بال اس کے جسم سے جدا ہو جائے اسے دیکھنا جائز نہیں، ان سب مسائل سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ پردہ کس درجے مطلوب ہے، بات سن کر ہی ملاقات کا شوق پیدا ہوتا ہے بلا سخت ضرورت کے اجنبی مردوں سے بات نہیں کرنا چاہیے۔

دل ودماغ کا پردہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

فَالْعَيْنُ زِنَاهَا النَّظَرُ،وَاللِّسَانُ زِنَاهُ النُّطْقُ،وَالْقَلْبُ زِنَاهُ التَّمَنِّي،وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ وَيُكَذِّبُ.(۱)

"آنکھ کا زنا دیکھنا ہے، زبان کا زنا غیر محرم سے بات کرنا ہے اور دل کا زنا خواہش کرنا ہے، اور شرمگاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔"

اسی وجہ سے فقہاء نے فرمایا ہے کہ اجنبی عورت (یا حسین لڑکے) کے تذکرہ اور تصور سے نفس کو لذت دینا جائز نہیں اور اجنبی عورت کا تصور کرے تو وہ بھی حرام ہے۔

الغرض نامحرم کا تصور کرنا اور تصور سے لذت لینا یہ بھی اپنے اختیار میں ہے جس کا چھوڑنا واجب ہے اور تجربہ سے معلوم ہوا کہ اس حالت میں محبوب سے دور رہنے سے اکثر یہ مرض خفیف ہو جاتا ہے۔

اسی طرح کسی عورت سے نکاح نہیں ہوا مگر یہ فرض کر کے کہ اس سے نکاح ہو جائے تو اس طرح تمتع حاصل کروں گا اس طرح سوچ کر لذت حاصل کرنا بھی حرام ہے۔

اسی طرح اگر کسی عورت سے نکاح ہو چکا تھا مگر طلاق وغیرہ کی وجہ سے نکاح زائل ہو گیا اور وہ زندہ ہے، اس کے تصور سے لذت حاصل کرنا کہ جب یہ نکاح میں تھی تو اس سے اس طرح تمتع کیا کرتا

(۱) مسند جامع، حدیث نمبر: ۱۴۱۵۶

تھا یہ بھی حرام ہے۔ (۱)

خواتین کوسلام کرنایااس کاجواب دینا

محرم خواتین کوضرور سلام کرنا، اپنی بیوی کو بھی سلام کرتے ہوئے شرم نہیں آنی چاہیے، جہاں تک نامحرم خواتین کی بات ہے اسلام مرد وعورت کا کھلا ماحول ہرگز پسند نہیں کرتا، نامحرم جوان عورت سے بات چیت کرنا یا سلام کرنا یا سلام کا جواب دینا فتنہ کا ذریعہ بنتا ہی ہے اس لیے اس کو مکروہ قرار دیا گیا (شافعی، حنبلی، مالکی مذہب میں) حنفیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی نامحرم مرد یا عورت سلام کر بھی دے تو دل ہی دل میں جواب دیں؛ لیکن شوافع کے یہاں جواب دینا حرام ہے۔

بالخصوص اس فون اور انٹرنیٹ کے زمانہ میں صرف تحریراً سلام کرنا یا سلام کا جواب بھی (نامحرم خواتین اور مردوں کے درمیان) کتنے فتنوں کا ذریعہ بن رہا ہے کسی سے چھپا ہوا نہیں ہے۔

بوڑھی نامحرم خواتین کوسلام کرنا جائز ہے، یا عورتوں کی جماعت ہو، کسی کو خاص طور پر نہ کیا جارہا ہو، فتنہ کا اندیشہ نہ ہو جیسے خواتین کے اجتماعات میں تو جائز ہے، روایت ہے کہ اسماء بنت یزیدؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم عورتوں کی جماعت کے پاس سے گذرے تو ہمیں سلام کیا۔

مَرَّ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نِسْوَةٍ فَسَلَّمَ عَلَيْنَا(۲)

لیکن سڑکوں یا مختلف ایئرپورٹ یا عوامی جگہوں پر مناسب معلوم نہیں ہوتا۔

خواتین سے مصافحہ اورمعانقہ

محرم خواتین مثلاً ماں، بہن، بیوی، دادی، نانی وغیرہ سے مصافحہ اور معانقہ نہ صرف جائز بلکہ مستحب

(۱) احکام پردہ: ۹۹-۱۰۰

(۲) سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۵۲۰۴

ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت فاطمہؓ کو بوسہ بھی لیا کرتے تھے (ہاتھ یا پیشانی کا) لیکن نامحرم خواتین سے مصافحہ اور معانقہ ہرگز جائز نہیں، جب دیکھنا ہی جائز نہیں تو چھونا کیسے جائز ہوسکتا ہے۔

☆ حضرت مَعقِل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی کے سر میں لوہے کی موٹی چیز چبھودی جائے یہ بہتر ہے اس سے کہ کسی حرام یعنی نامحرم عورت کو چھویا جائے۔

لَأَنْ يُطْعَنَ فِي رَأْسِ أَحَدِكُمْ بِمِخْيَطٍ مِنْ حَدِيدٍ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمَسَّ امْرَأَةً لَا تَحِلُّ لَهُ (۱)

☆ رسول اللہ ﷺ عورتوں سے بیعت لیا کرتے تھے تو زبانی بیعت لیا کرتے تھے، آپ ﷺ کے ہاتھ نے کبھی کسی نامحرم عورت کے ہاتھ کو نہیں چھویا۔

وَمَا مَسَّتْ كَفُّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَفَّ امْرَأَةٍ قَطُّ، وَكَانَ يَقُولُ لَهُنَّ إِذَا أَخَذَ عَلَيْهِنَّ: قَدْ بَايَعْتُكُنَّ كَلَامًا (۲)

☆ رُقَیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کی بیٹی امیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔

إِنِّي لَا أُصَافِحُ النِّسَاءَ (۳)

☆ ایک ضعیف درجہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کپڑے کے اوپر سے عورتوں سے مصافحہ کیا کرتے تھے، اس کی اجازت نہیں دی گئی ہے، چاروں فقہی مذاہب میں نامحرم جوان عورت

(۱) المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث نمبر: ۴۸۶، قال المحقق: سندہ صحیح
(۲) صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۱۸۶۶
(۳) سنن نسائی، حدیث نمبر: ۴۱۸۱، محقق نے کہا: حدیث صحیح ہے۔

سے تو مصافحہ حرام ہی ہے۔

مختلف تقاریب اور عیدین کے موقع پر اس سے احتیاط کرنا چاہیے، انسان یا رشتہ دار ہونے کے ناطے ضرور احترام کیا جائے، سلام کیا جائے (اگر فتنہ کا اندیشہ نہ ہو) پردہ کے اندر سے ان کی ضیافت اور مہمان نوازی کا مکمل انتظام کیا جائے، خاندان کے نامحرم بزرگوں سے پردہ میں رہتے ہوئے ہی دعا کی درخواست یا عیادت تعزیت کر دی جائے، کوشش تو مکمل پردہ کرنے کی ہونی چاہیے، اگر دینداری کی یہ سطح نہیں یا کچھ بدگمانیاں بلا وجہ تشدد یا دعوت و اصلاح کا پورا میدان ہی سکڑتے ہوئے محسوس ہو رہا ہو تو سامنے آ کر صرف چہرہ کھلا رکھتے ہوئے سلام کر دیا جائے، ضروری بات کر لی جائے تو اجازت ہے، ایسے ہی نامحرم چاچی، مامی کو فتنے کا اندیشہ نہ ہو تو پردہ کے پیچھے سے سلام کرنا جائز ہے۔

تمرینی سوالات

۱) کیا بوڑھی خواتین کو سلام کرنا جائز ہے؟

۲) کالج یونیورسٹی کے پروگراموں میں خواتین، طالبات یا معلمات سے مصافحہ جائز ہے؟

۳) عید کے دن آپ نامحرم مرد اور عورتوں سے ملاقات کا کیا طریقہ اپناتے ہیں؟

اپنی بیٹیوں کو یہ سکھائیے

(۱)

اپنے چچازاد، خالہ زاد یا کسی بھی لڑکے سے چاہے وہ کم عمر ہی ہو، ہاتھ ملا کر مصافحہ مت کرو۔

پازیب کی جھنکار کی آواز کا پردہ

ایسا زیور پہننا ناجائز تو ہے ہی جس میں گھنگرو ہو؛ لیکن قرآن ایسے چلنے سے بھی منع کرتا ہے جس سے پیر کا زیور ایک دوسرے سے ٹکرا کر کوئی آواز پیدا ہو اور وہ نامحرم کے کان میں پڑے۔

جسم سے مہکنے والی خوشبو کا پردہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

أَيُّمَا امْرَأَةٍ اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ عَلَى قَوْمٍ لِيَجِدُوا مِنْ رِيحِهَا فَهِيَ زَانِيَةٌ.(۱)

''جو عورت خوشبو لگائے اور نامحرموں کی مجلس سے گذرے تاکہ وہ اس کی خوشبو سونگھ لیں تو وہ زانیہ ہے۔''

دوسری روایت ہے میں ہے: وہ چاہے کہ جسم سے مہکنے والی خوشبو نامحرم کی ناک میں جائے وہ عورت زانیہ ہے۔

جس زمانہ میں مسجد میں جانا درست تھا اس زمانہ میں بھی اس بات کی اجازت ہرگز نہ تھی کہ وہ مسجد میں خوشبو لگا کر آئیں۔

مَا مِنَ امْرَأَةٍ تَطَيَّبَتْ لِلْمَسْجِدِ فَيَقْبَلُ اللهُ لَهَا صَلَاةً حَتَّى تَغْتَسِلَ مِنْهُ اغْتِسَالَهَا مِنَ الْجَنَابَةِ.(۲)

''جو عورت اپنے گھر سے خوشبو لگا کر مسجد کے ارادے سے نکلے اللہ تعالیٰ اس کی نماز کو قبول نہیں کرتا؛ یہاں تک کہ وہ اپنے گھر واپس جا کر اسے اس طرح دھوئے جیسے ناپاکی کی حالت میں غسل کیا جاتا ہے۔''

سوئمنگ اور غسل خانوں میں پردہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب ابواء مقام پر تھے وہاں دیکھا کہ ایک شخص کھلے میدان میں غسل

---

(۱) سنن نسائی، حدیث نمبر:۵۱۲۶، ما یکرہ للنساء من الطیب، حدیث حسن (البانی)

(۲) مسند احمد، حدیث نمبر:۷۹۶۰، مسند ابی ھریرۃ، حدیث اسنادہ ضعیف

کررہا ہے اسے دیکھ کر منبر پر تشریف لائے اور ارشاد فرمایا:

''بلاشبہ اللہ شرم والا ہے لہٰذا تم میں سے جب کوئی غسل کرے تو پردہ کیا کرے۔''

إنَّ اللهَ حَيٌّ سَتِيْرٌ يُحِبُّ الْحَياءَ، والسِّتْرَ، فَإذا اغْتَسَلَ أحَدُكُمْ فَلْيَسْتَتِرْ.(۱)

ایک اور حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس پر لازم ہے کہ بغیر تہبند کے حمام میں داخل نہ ہو، اور جو اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنی بیوی کو حمام میں داخل نہ کرے (کیونکہ وہ بے پردہ ہوا کرتے تھے) اور جو اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے ایسے دسترخوان پر نہ بیٹھے جس پر شراب ہو۔

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَاليَوْمِ الآخِرِ فَلَا يَدْخُلِ الحَمَّامَ بِغَيْرِ إِزَارٍ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَاليَوْمِ الآخِرِ فَلَا يُدْخِلْ حَلِيلَتَهُ الحَمَّامَ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَاليَوْمِ الآخِرِ فَلَا يَجْلِسْ عَلَى مَائِدَةٍ يُدَارُ عَلَيْهَا بِالخَمْرِ.(۲)

ابوملیح فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حمص کی کچھ خواتین آئیں تو انہوں نے پوچھا کہ تم کہاں کی ہو؟ جواب دیا: شام سے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا شاید تم اس علاقے کی ہو جہاں کی عورتیں حمام میں جاتی ہیں، انہوں نے جواب دیا جی ہاں! تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جو عورت بھی اپنے گھر کے علاوہ اپنے کپڑے اتارتی ہے اس نے اپنے اور اللہ کے درمیان کے پردہ کو ختم کر دیا۔

مَا مِنْ امْرَأَةٍ تَضَعُ ثِيَابَهَا فِي غَيْرِ بَيْتِ زَوْجِهَا إِلَّا هَتَكَتِ السِّتْرَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ رَبِّهَا.(۳)

آج کل کے بھڑکیلے اور شوخی برقعوں سے پردہ نہیں ہوتا

اللہ تعالیٰ نے پردہ کے احکام بیان فرمانے کا کس قدر اہتمام کیا ہے، فرماتے ہیں:

(۱) جامع المسانید، حدیث نمبر: ۱۰۷۴۳، عطاء عنہ

(۲) سنن ترمذی، حدیث نمبر: ۲۸۰۱، باب ماجاء فی دخول الحمام، حدیث حسن غریب

(۳) سنن ترمذی، حدیث نمبر: ۲۸۰۳، باب ماجاء فی دخول الحمام، حدیث حسن

﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ﴾ (۱) (کہ عورتیں اپنی زینت کو بھی ظاہر نہ کریں۔)

اور قرآن میں زینت سے مراد لباس ہے؛ چنانچہ آیت ''خُذُوا زِينَتَكُمْ'' (زینت کو اختیار کرو) اس میں تو سب مفسرین کا اتفاق ہے کہ اس سے مراد لباس ہی ہے۔

اسی لیے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اس آیت ''وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ'' کی تفسیر یہی کی ہے کہ عورتیں خوب بن ٹھن کر بھڑکدار برقعہ اوڑھ کر باہر نکلتی ہیں، زینت کو تو برقع چھپالیتا ہے مگر (خود) برقعہ میں ایسی چین بیل لگی ہوتی ہے کہ اس کو دیکھ کر دوسرے کا دل ودماغ بے چین ہوجائے، واقعی وہ برقعہ ایسا ہوتا ہے جسے دیکھ کر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اس کے اندر کوئی حور پری ہوگی، گو منہ کھولنے کے بعد چڑیل کی ماں نکلے، تو شریعت نے ایسے برقعہ اور زینت کے لباس کا ظاہر کرنا حرام کہا ہے، پھر بھلا چہرہ اور گلا کیوں کر جائز ہوسکتا ہے جو کہ حسن وجمال کا مرکز ہے۔(۲)

حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی بندیوں کو تم سجدوں سے نہ روکو؛ لیکن عورتیں میلے کچیلے کپڑوں میں (ضرورت کے وقت) باہر نکلیں۔

لَا تَمْنَعُوا إِمَاءَ اللّٰهِ مَسَاجِدَ اللّٰهِ،وَلٰكِنْ لِيَخْرُجْنَ وَهُنَّ تَفِلَاتٌ.(۳)

جب مسجد کو جاتے وقت عمدہ کپڑے پہننا منع ہے تو بازاروں یا قرابت داروں میں چمک دمک والے برقعے کی کیسے اجازت ہوسکتی ہے؟

عورت کا مرد سے پردہ تین طرح کا ہے

۱۔ عورت کا اپنے شوہر سے پردہ۔

عورت کا اپنے شوہر سے پردہ یہ ہے کہ میاں بیوی کے لیے آپس میں ان کے بدن کے کسی حصہ کا پردہ نہیں؛ لیکن تنہائی میں بھی حیاء کا لحاظ رکھنا چاہیے۔

(۱) النور:۳۱

(۲) احکام پردہ: از حضرت مولانا اشرف علی تھانوی: ۱۰۲۔۱۰۳

(۳) سنن ابی داوٗد، حدیث نمبر: ۵۶۵، باب ماجاء فی خروج النساء الی المسجد، حدیث حسن صحیح (البانی)

عالمگیری اور شامی میں حضرت عائشہؓ کی حدیث کی رو سے لکھا ہے کہ مخصوص مقامات سے نظریں محفوظ رکھنا اولیٰ اور افضل ہے۔(۱)

۲۔ عورت کا اپنے محرم رشتہ داروں سے پردہ۔

عورت کا اپنے محرم رشتہ دار مثلاً باپ، بھائی وغیرہ عورت کے مواضع زینت دیکھ سکتے ہیں،عورت کے مواضع زینت یہ ہیں: سر، بال، گردن، گلا، سینہ، کان، بازو، ہتھیلی، گٹہ، کلائی، پنڈلی، پاؤں، چہرہ، ان اعضاء کو دیکھنا محرم کے لیے حرام نہیں ہے؛ کیوں کہ ان سے پردہ نہیں ہے، اس لیے کہ ان کی گھروں میں آمد ورفت ہر دم رہتی ہے، اگر ان سے مذکورہ اعضاء کو چھپانے کا حکم دیا جائے تو بہت حرج ہوگا۔(۲)

البتہ اس میں یہ شرط ہے کہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو۔

البتہ ان محرم رشتہ داروں کے سامنے اپنی پیٹھ اور پیٹ اسی طرح ناف سے گھٹنوں تک دکھانا عورت کے لیے حلال نہیں ہے۔(۳)

مذکورہ بالا احکام پر اس محرم رشتہ دار کے ساتھ بھی ہیں جو رضاعت اور مصاہرت (دامادی رشتہ) کی وجہ سے محرم ہیں، مثلاً: رضاعی بھائی، رضاعی باپ، رضاعی بیٹا، اور داماد وخسر؛ لیکن آج کل فتنوں اور شہوتوں کا دور ہے، اس لیے احتیاط ہی اولیٰ اور افضل ہے۔

۳۔ عورت کا نامحرم سے پردہ۔

عورت کا نامحرم سے پردہ وہی ہے جو پردے کے تین درجہ کے تحت پہلا اور دوسرا درجہ بیان کیا گیا ہے۔

عورتوں کو نامحرم رشتہ داروں (مثلا دیور، جیٹھ وغیرہ) سے گہرا پردہ کرنا چاہیے، ہاں جس گھر میں بہت سے آدمی رہتے ہیں جن میں بعض نامحرم ہوں اور بعضے محرم اور گھر تنگ ہو اور پردہ کرنے کی حالت

---

(۱) فتاویٰ ہندیہ: ۵/ ۴۰۴

(۲) شامی: ۹/ ۵۲۸

(۳) شامی: ۹/ ۵۲۸

میں گذر مشکل ہو ایسی حالت میں نامحرم رشتہ داروں سے گہرا پردہ کرنے کی ضرورت نہیں اور نہ ہی ایک گھر میں اس طرح نباہ ہوسکتا ہے، ایسی صورت میں نامحرموں کے سامنے بقدر ضرورت چہرہ کا کھولنا جائز ہے مگر باقی تمام بدن سر سے پیر تک لپٹا ہوا ہونا چاہیے، کفوں کے چاک سے ہاتھ نہ جھلکیں، گریبان کھلا ہوا نہ رہے، بٹن اچھی طرح لگے ہوئے ہوں تا کہ گلا اور سینہ نہ جھلکے، دوپٹہ سے تمام سر لپٹا ہوا ہو کہ ایک بال بھی باہر نہ رہے، اس طرح بدن کو چھپا کر ان کے سامنے منہ کھول کر گھر کا کام کاج کر سکتی ہیں۔

جس کو نامحرم کے سامنے کسی ضرورت سے سامنے آنا پڑتا ہو اس کا چہرہ اور دونوں ہاتھ گٹے تک اور دونوں پاؤں ٹخنے کے نیچے تک کھولنا جائز ہے، اس صورت میں اگر بدنگاہی سے کوئی دیکھے گا وہ گنہگار ہوگا۔

تمرینی سوالات

۱) ستر کی حد بندی کرنے کا حق پیدا کرنے والے کو ہے یا انسان کو؟
۲) مرد کا مرد سے، امرد لڑکے کا اور نابالغ کا ستر کہاں سے کہاں تک ہے؟
۳) عورت کو اپنے شوہر سے، اپنے محرم سے، نامحرموں سے کتنا جسم چھپانا چاہیے؟
۴) لڑکی کو کب سے برقعہ پہنائیں؟
۵) لڑکوں کو اجنبی گھروں میں داخل ہونے سے کس عمر سے منع کیا جائے؟
۶) کیا غیر مسلم کالج کی سہیلیوں اور غیر مسلم پڑوسن سے پردہ ہے؟
۷) کیا باہر نکلتے وقت عورتیں خوشبو استعمال کر سکتی ہیں؟
۸) عورت کی آواز کے پردہ کے سلسلہ میں آپ کی کیا رائے ہے؟

محارم وغیر محارم کی فہرست

جن مردوں سے پردہ نہیں	جن رشتہ داروں سے پردہ ہے
۱۔ شوہر	۱۔ چچازاد
۲۔ باپ	۲۔ ماموں زاد
۳۔ سوتیلا باپ	۳۔ خالہ زاد
۴۔ رضاعی باپ (جس عورت کا دودھ اس کے شوہر نے پیا ہو۔)	۴۔ پھوپھی زاد
۵۔ دادا، رضاعی دادا	۵۔ بہنوئی
۶۔ پردادا، سوتیلا پردادا، (دادا کا سوتیلا باپ، چچا، تایا، ماموں)	۶۔ نندوئی
۷۔ چچا، سوتیلا چچا، رضاعی چچا	۷۔ دیور
۸۔ حقیقی بھائی، رضاعی بھائی	۸۔ جیٹھ
۹۔ حقیقی بھتیجا، سوتیلا بھتیجا	۹۔ خالو
۱۰۔ بیٹا، سوتیلا بیٹا، رضاعی بیٹا	۱۰۔ پھوپھا
۱۱۔ بھانجا	
۱۲۔ پوتا	
۱۳۔ پرپوتا	
۱۴۔ نواسہ، پرنواسہ	
۱۵۔ ماموں	
۱۶۔ سسر، داداسسر، ناناسسر	
۱۷۔ داماد، پوتاداماد	
۱۸۔ داماد، پوتاداماد، پرپوتاداماد، نواساداماد	

مرد احباب کے لیے ان عورتوں سے پردہ کرنا ضروری ہے

۱۔ حقیقی بھائی کی بیوی (بھاوج) خواہ بڑی ہو یا چھوٹی، بعض جگہ بڑے بھائی کی بیوی کو ماں کے برابر کہتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے، بلکہ پردہ ضروری ہے، اسی طرح دیگر رشتے کے بھائیوں کی بیویاں (ان سے بھی پردہ ضروری ہے)۔

۲۔ حقیقی تایا، چچا، پھوپھی، خالہ اور ماموں کی لڑکیاں، اسی طرح دیگر رشتے کی لڑکیاں۔

۳۔ حقیقی تائی، چچی اور ممانی، اسی طرح دیگر رشتہ کی عورتیں۔

۴۔ دیگر رشتے اپنے والد اور والدہ کے حقیقی، پھوپھی، ماموں اور خالہ کی لڑکیاں، اور اسی طرح کی لڑکیاں۔

۵۔ اپنے حقیقی بھائی اور بہنوئی کی بہویں، اسی طرح دیگر رشتہ کی بہویں۔

۶۔ بیوی کی حقیقی بہنیں، اسی طرح بیوی کی دیگر رشتے کی بہنیں۔

عورتوں کے لیے ان مردوں سے پردہ کرنا ضروری ہے

۱۔ اپنی حقیقی بہن کے شوہر (بہنوئی) اسی طرح کے دیگر رشتے کی بہنوں کے شوہر۔

۲۔ حقیقی تایا، چچا، پھوپھی، خالہ اور ماموں کے لڑکے، اسی طرح دیگر رشتے کے لڑکے۔

۳۔ حقیقی پھوپھا اور خالو، اسی طرح کے رشتے کے پھوپھا اور خالو۔

۴۔ اپنے والد اور والدہ کے حقیقی تایا، چچا، پھوپھی، ماموں اور خالہ کے لڑکے، اسی طرح دیگر رشتے کے لڑکے۔

۵۔ اپنے حقیقی بھائی اور بہنوں کے داماد، اسی طرح دیگر رشتے کے بہن بھائی کے داماد۔

۶۔ اپنے شوہر کے حقیقی بھائی (جیٹھ، دیور) خواہ چھوٹے ہوں یا بڑے، اسی طرح دیگر رشتے کے مرد۔

۷۔ اپنے شوہر کی بہن کے شوہر (نندوئی) اسی طرح دیگر رشتے کے مرد۔

مختصر یہ کہ جن سے زندگی بھر میں کسی وقت نکاح ہوسکتا ہے شریعت میں ان سے پردہ ہے، عورت جب بالکل بوڑھی ہوتو پردہ میں تخفیف ہوجاتی ہے، بشرطیکہ خوف شہوت نہ ہو؛ لیکن جب قابل شہوت ہو تو پردہ ضروری ہے، مرد کے لیے ہر عمر میں پردہ ضروری ہے، گوکہ وہ نکاح پر قدرت نہ رکھتا ہو، بوڑھے مرد سے جوان عورتوں کا ہم کلام ہونا بلاضرورت بلا پردہ جائز نہیں ہے، جب مرد یا عورت اس قدر ضعیف وکمزور ہوجائیں کہ شہوت کا خوف باقی نہ رہے تو ایک دوسرے کو دیکھ سکتے ہیں؛ لیکن بوڑھی عورت کے بال دیکھنا اس وقت بھی حرام ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ پردہ پہلے مردوں میں زندہ ہوتا ہے، مرد اگر نامحرم رشتہ داروں سے بے تکلفی ختم کردیں، اور خود ہی نگاہیں نیچی کرنے لگ جائیں تو عورتیں پردہ کرنے لگ جاتی ہیں۔

گھر اگر کشادہ ہے تو عورتوں کے داخل ہونے کا دروازہ اور مردوں کے داخل ہونے کا دروازہ الگ بنائیں، کھانے اور بیٹھک کی جگہیں الگ ہوں، اگر تنگ مکانات ہوں تو اپنی عورتوں کو دیور اور بچیوں کو چچازاد بھائیوں کے سامنے مکمل لباس اوڑھنی وغیرہ کے ساتھ رہنے کی تاکید کریں، نامحرم سے بے پردگی ضرور دلوں کو گندا کرتی ہے۔

﴿ذَلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ﴾(۱)

احکام الٰہی پر جمنے کا جذبہ ہوتو بے حیا سماج کے خلاف کھڑے ہونا آسان ہوتا ہے، یورپ کا واقعہ ہے کہ ایک اجنبی مرد ایک مسلم بہن سے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا تو اس بہن نے کہا کہ میں آپ کا احترام کرتی ہوں، لیکن میرے مذہب اسلام نے ہر بہن، بیٹی، بیوی، کو وہ مقام دیا ہے جو انگلینڈ والوں نے شاہی خاندان کی ملکہ ایلزبتھ کو دیا ہے، ہر مرد ان سے ملاقات نہیں کرسکتا اسی طرح ہم سے ہر مرد ملاقات نہیں کرسکتا۔

والدۂ محترمہ حضرت مولانا ابوالحسن ندویؒ لڑکیوں کے رہن سہن اور ان کے پردہ کے تعلق سے احتیاط کو بیان کرتی ہوئی فرماتی ہیں:

---

(۱) الاحزاب: ۵۳

لڑکیوں کو چاہیے کہ وہ اپنے گھر میں جب تک رہیں ماں باپ کی خدمت کرتی رہیں کہ انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے پائے،کھانا ان کی خواہش کے مواقف اور وقت پر پیش کریں،ان کے کپڑے وغیرہ ٹھیک رکھیں،اگر بدلنے کی ضرورت ہوتو فوراً لا دیں،پانی،صابن،تولیہ،یہ سب چیزیں مہیا کریں،ان کی جگہ اور بستر مہیا کریں،ان سے کبھی تنگ دل نہ ہوں،کبھی خفا ہوں تو ان سے آنکھیں چار نہ کرو،اپنی دست کاری سے پیدا کر کے ان کی خواہش پوری کرتی رہو،پہلے عام قاعدہ یہ تھا کہ بیویاں بچیوں کو بلا کر اپنے پاس بٹھاتیں،ان سے مزہ مزہ کی باتیں کرتیں،نماز کی سورتیں یاد کراتیں اور رفتہ رفتہ احکام شریعت وفرائض وواجبات پر عمل کراتی تھیں،جب اس کی طرف سے اطمینان ہوجاتا تو ان کو حسن معاشرت کی تعلیم دیتیں،ان کی معاشرت پر ہر وقت نظر رہتی،جس کی وجہ سے ان میں کسی قسم کی آزادی،خودغرضی،بےحیائی اور بداندیشی نہیں پائی جاتی تھی،جیسے اس وقت کی لڑکیوں میں عام ہے۔

ان کو بچپن ہی سے شرم وحیا کے راستہ پر لگاتی تھیں،ان کی تعلیم وتربیت کا ان پر وہ اثر پڑتا تھا کہ پھر وہ کسی دوسرے کا اثر نہ لے سکتی تھی،ان کی نشست وبرخواست کے لیے ایسی جگہ تجویز کی جاتی تھی کہ جس کے باعث وہ تمام خرابیوں سے محفوظ رہتی تھیں،کبھی بے پردگی نہ ہوسکتی تھی،حیاء وشرم کو جوہر بنا کر دکھاتیں،بےحیائی کا ایسا اندیشہ پیدا کرتی تھیں جس سے وہ کانپ اٹھتی تھیں،ہر ایک سے پردہ کرنا اور پردہ کرنے کا محل بتاتیں،ان باتوں کا یہ اثر ہوتا کہ ماموں اور چچا سے بھی وہ بےتکلف نہ ہوتیں،سوائے چچا،ماموں،باپ اور حقیقی بھائی کے اپنے ہاتھ کی تحریر کسی اور کو نہ دکھاتیں،سوائے قرآن وحدیث کے اور دینیات کے کسی کتاب پر متوجہ نہ ہونے دیتیں،صاف کہہ دیتیں کہ ان چیزوں کے علاوہ دوسری چیزوں میں وقت صرف کرنا بیکار اور ہیچ ہے،نماز،روزہ کی تاکید رکھتیں،وظیفہ اور دعاؤں پر مائل کراتیں۔

اب یہ حالت ہوئی ہے کہ خود والدین اولاد کے ناز بردار ہوگئے ہیں،اب لڑکیاں نہایت آزاد اور بےخوف ہوتی جارہی ہیں،جو چاہتی کرگزرتی ہیں،نہ والدین کا ڈر،نہ اللہ کا خوف،نہ دنیا کی شرم،نہ عزت کا پاس،نہ غیرت کا لحاظ،یہ بھی نہیں جانتیں کہ غیرت اور شرم کہاں پر کی جاتی ہے،نہ یہ معلوم کہ اس

کی قدر ومنزلت کیا ہے، مروت ومحبت کی راہ بھول گئیں، شرم وحیاء کے راستہ سے بہک گئیں، اب گویا اتنا خیال نہیں ہے کہ کس راستہ سے ہم آئے ہیں اور کہاں جارہے ہیں، نیک صحبتوں سے واقفیت نہیں، تفریح کی شائق، سیر وسیاحت پر قربان، ناولوں پر صدقہ، قصہ کہانیوں پر نثار، قرآن وحدیث سے بیزار، اوامر سے غافل، نواہی پر مائل، دروغ گو، عیب جو، دوستوں کی دشمن، دشمنوں کی دوست، تیز مزاج، متلون، جس کی جو وضع دیکھی پسند کرلی، جو راہ چاہی اختیار کرلی، نہ پابندئ شریعت، نہ پاس ادب، نہ اسلامی حمیت، نہ آئندہ کی خبر، نہ انجام پر نظر، برے بھلے کی پہچان نہیں، اپنے پرائے کی تمیز نہیں، برا بھلا، عزت وذلت، شریف ورذیل، آقا وغلام، امیر وفقیر، بہار وخزاں، رنج وراحت، شرم وبے حیائی، علم وجہل، اندھیرا واجالا، بصارت وبے نگاہی، عذاب وثواب، گویا سب سے واسطہ توڑ آئیں۔(۱) پھر لڑکیوں کو مخاطب کرکے فرماتی ہیں کہ:

اپنے رشتہ کے بھائیوں سے اس طرح پیش آؤ کہ گویا پردہ ہی کرتی ہو، کبھی ان سے آنکھ ملا کے مخاطب نہ ہو، کوئی اپنا کام اپنا بنایا ہوا دوسروں کو نہ دکھاؤ، ہنسی مذاق نہ کرو، اگر وہ چھیڑیں تو تم مخاطب نہ ہو، بلکہ تمہیں ناگوار ہو، ایسے برتاؤ رکھو جس سے بظاہر غیرت پائی جائے اس کا بھی خیال رکھو کہ کوئی تمہارا نام لے کر زور سے نہ پکارے کہ باہر والے تمہارے نام سے واقف ہوجائیں، تمہیں خبر بھی نہ ہو، اپنے کپڑے، اپنی وضع قطع وہ رکھو جو تمہیں زیب دیتی ہو، بوڑھی بن کر نہ رہو، کسی کی بات میں دخل نہ دو، آنکھیں چار کرکے باتیں نہ بناؤ، پان تمباکو کو کھا کر منہ لال نہ کرو، یہ لڑکیوں کو نازیبا ہے، شرم کے ساتھ اٹھو بیٹھو، سر نہ کھلے، ادھر ادھر دیکھتی نہ چلو، کھلی جگہ نہ بیٹھو، تاک جھانک سے باز آؤ، بدنامی سے بچتی رہو، نہ تو بد ہو نہ بدنام ہو۔

بچیو! ذرا غور کرو کہ کس قدر فرق آگیا ہے، صرف انداز خیال بدل جانے سے تمام باتیں بدل گئیں، نہ تو وہ رونق ہے، نہ وہ دولت نہ وہ برکت، نہ کسی چیز میں لذت نہ باتوں میں لطف، نہ کپڑے میں زینت، نہ بچوں میں بچپن، نہ بوڑھوں میں دانائی، غرض کہ اب عالم ہی نیا ہے اور دنیا ہی دوسری

(۱) حسن معاشرت: ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵

ہے، بجائے شرم وحیا کے اب بے حیائی ہے، گھروں میں گندے اور عریاں لٹریچر کی ریل پیل ہے، جن سے بداخلاق اور بے حیائی کی وبا پھوٹ رہی ہے اور بجائے سنت کے دنیاداری ہے، بجائے اطمینان وخوشی کے فکرو پریشانی ہے، جو آسودہ حال برسوں مہمانوں کو کھلاتے تھے وہ اچھے سے اچھے گھر آج اپنے لئے پریشان ہیں، نہ وہ دن ہیں نہ وہ راتیں، نہ وہ صورتیں ہیں، نہ وہ سیرتیں، نہ وہ دل ہیں نہ وہ ہمتیں، نہ وہ دل چسپی کے سامان نہ دل لگی، اگر کبھی دیکھیے بھی تو خواب پریشان، غرض کہ ہر جگہ سے اُف اُف کی صدا آرہی ہے، یہ سب بدخیالی کا ثمرہ ہے، جیسی روح ویسے فرشتے۔(۱)

اسلاف کے یہاں عورتوں میں پردہ کا کس قدر اہتمام کیا جاتا تھا اس کا اندازہ ان واقعات سے لگایا جاتا ہے، مفتی ابوالسعود باقوی امیر شریعت بنگلور کے گھرانے میں پردہ کے اہتمام کے تعلق سے یہ واقعات لکھے ہیں، کہتے ہیں کہ:

گھر میں پردہ کا اہتمام کچھ زیادہ ہی، کسی کو برا نہ لگے، مثلاً ایک بھابھی صاحبہ حج کر چکیں، اس کے بعد بھائی صاحب نے ان کو عمرے پر لے جانا چاہا تو بھابھی صاحبہ نے فرمایا: ''نہیں، وہاں بسوں میں چڑھتے ہوئے منتظمین مسافروں کے نام لے کر پکارتے ہیں، میرا نام بھی پکاریں گے، ایمگریشن میں نقاب اٹھانے کو کہیں گے، میرا نام غیروں کی زبان پر کیوں؟ مجھے اچھا نہیں لگتا۔''

دیوروں اور جیٹھوں سے پردہ تھا، اس لیے ہم بھائی گھر میں داخل ہوتے تو گھنٹی بجاتے، اپنا اپنا الگ الگ انداز تھا، جس سے عورتیں سمجھ جاتیں کہ دروازے پر کون ہے، ان کی اہلیہ آتیں اور دروازہ کھولتیں، یا بچے کھولتے، بڑے حضرات جب اپنے مخصوص انداز میں گھنٹی بجاتے تو سارا گھر دروازے کی جانب دوڑ جاتا۔(۲)

پردے کے نام پر ہماری بیٹیاں کام چور نہ بن جائیں اور خدمت کے جذبے میں نامحرم سے بے

---

(۱) حسن معاشرت: ۲۵-۲۶-۲۷

(۲) تذکار بڑے حضرت: ۲۲۵، دارالعلوم سبیل الرشاد، بنگلور

پردہ نہ ہو جائیں، پردہ بھی مکمل ہو، اور آنے والے نامحرم مردوں کا استقبال اور خدمت بھی مکمل ہو، ان کی صحت بھی محفوظ ہو، مجبوراً صحن جھاڑنا پڑے تو برقع پہن کر جھاڑ لے۔

حلال اور حرام رشتوں کی پہچان

پردہ کے مسائل اچھی طرح سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ محرم اور نامحرم رشتوں کو اچھی طرح سمجھا جائے، چند باتیں اچھی طرح محفوظ کریں:

☆ شریعت میں حرام کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ رشتہ قابل احترام ہے، محترم ہے، جیسے کہا جاتا ہے مسجد حرام، حرم نبوی (مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہا جاتا ہے) ماں بہن کا رشتہ حرام ہے، یعنی انتہائی مقدس ہے۔

دوسرا مطلب یہ چیز گندی ہے، ناپاک ہے، خدا کی ناراضگی کا ذریعہ ہے، جیسے خنزیر حرام ہے۔

☆ محرم یعنی جن سے نکاح کرنا حرام ہے انتہائی قریبی رشتہ دار ہیں، اور ان سے پردہ نہیں کیا جاتا، اس قسم کے رشتہ داروں کے سامنے کلائی، پنڈلی، گلا اور سر کو کھولا جا سکتا ہے۔

نامحرم یعنی جن سے نکاح کرنا حلال ہے دور کے رشتہ دار ہیں، اور ان سے پردہ کرنا واجب ہے، اس قسم کے رشتہ دار اور اجنبی لوگوں کے سامنے بغیر شدید ضرورت کے ہاتھ، چہرہ اور پیر بھی نہیں کھلا رکھ سکتے، ان کے سامنے مکمل برقع پہننا ضروری ہے۔

☆ حلال اور حرام رشتوں کی پہچان فقہ کا بہت محنت طلب موضوع ہے، اس عنوان پر پاکستانی جید الاستعداد، علم دین (جن کے تدریبی رسائل زمانہ کی اہم ضرورت پوری کررہے ہیں) مفتی منیر صاحب، استاذ معہد العلوم الاسلامیہ، فاضل جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن، کراچی کی مختصر کتاب ''حلال اور حرام رشتوں کی پہچان کے رہنما اصول'' بہت محقق اور جامع ہیں، اہل علم کو اس سے ضرور استفادہ کرنا چاہیے، فقہی جزئیات اور تمرینی انداز نے کتاب کو بہت معیاری بنادیا ہے، ہم نے وہیں سے ایک نقشہ نقل کردیا ہے جس سے تفہیم میں کچھ سہولت ہو جائے گی۔

نقشہ:

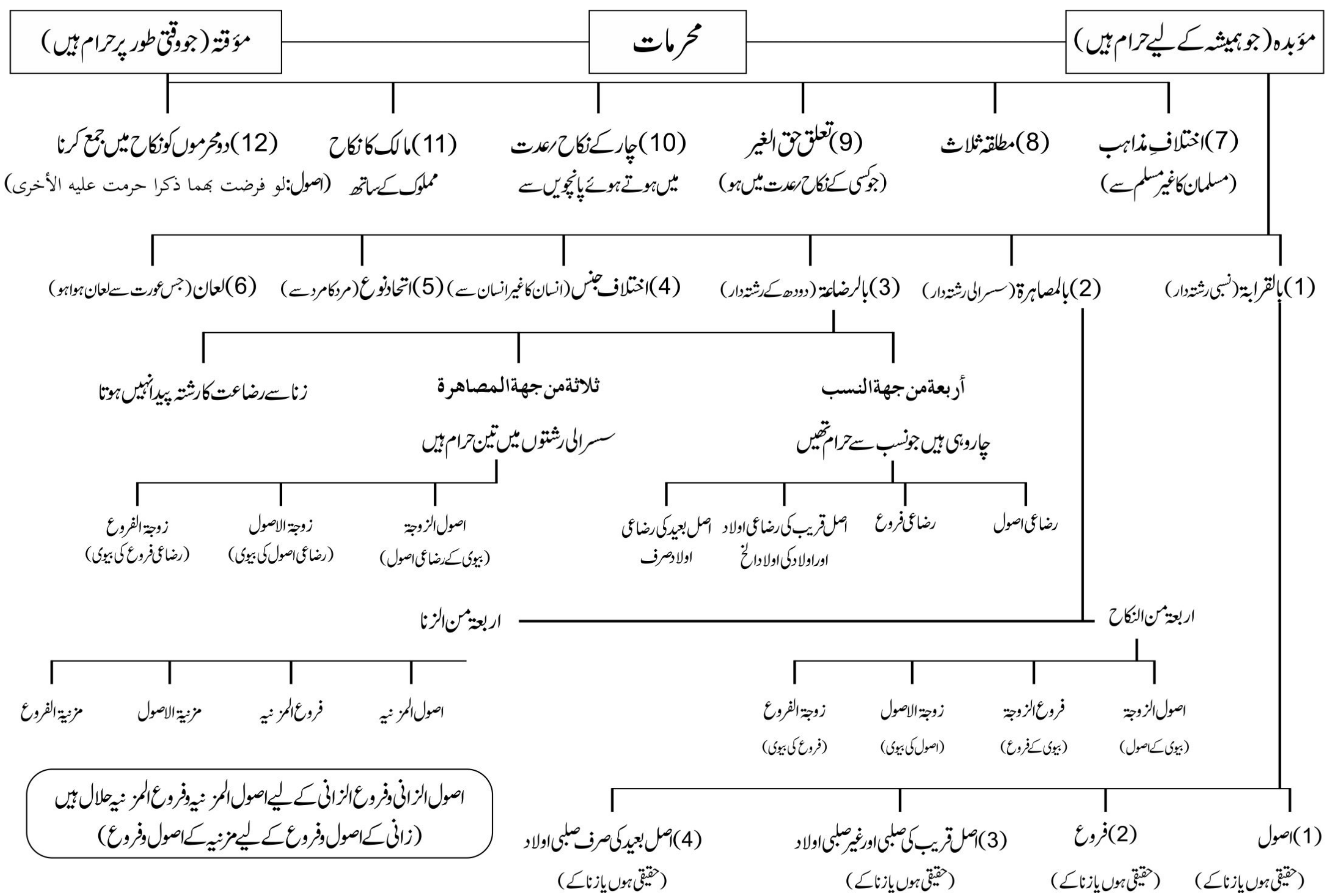
محرمات
مؤبدہ (جو ہمیشہ کے لیے حرام ہیں)
مؤقتۃ (جو وقتی طور پر حرام ہیں)
(7) اختلافِ مذاہب (مسلمان کا غیر مسلم سے)
(8) مطلقہ ثلاث
(9) تعلق حق الغیر (جو کسی کے نکاح / عدت میں ہو)
(10) چار کے نکاح / عدت میں ہوتے ہوئے پانچویں سے
(11) مالک کا نکاح مملوک کے ساتھ
(12) دو محرموں کو نکاح میں جمع کرنا (اصول: لو فرضت بهما ذكرا حرمت عليه الأخرى)
(1) بالقرابۃ (نسبی رشتہ دار)
(2) بالمصاہرۃ (سسرالی رشتہ دار)
(3) بالرضاعۃ (دودھ کے رشتہ دار)
(4) اختلاف جنس (انسان کا غیر انسان سے)
(5) اتحادِ نوع (مرد کا مرد سے)
(6) لعان (جس عورت سے لعان ہوا ہو)
أربعة من جهة النسب
چاروہی ہیں جو نسب سے حرام تھیں
رضاعی اصول
رضاعی فروع
اصل قریب کی رضاعی اولاد اور اولاد کی اولاد الخ
اصل بعید کی رضاعی اولاد صرف
ثلاثة من جهة المصاهرة
سسرالی رشتوں میں تین حرام ہیں
اصول الزوجۃ (بیوی کے رضاعی اصول)
زوجۃ الاصول (رضاعی اصول کی بیوی)
زوجۃ الفروع (رضاعی فروع کی بیوی)
زنا سے رضاعت کا رشتہ پیدا نہیں ہوتا
اربعۃ من النکاح
اصول الزوجۃ (بیوی کے اصول)
فروع الزوجۃ (بیوی کے فروع)
زوجۃ الاصول (اصول کی بیوی)
زوجۃ الفروع (فروع کی بیوی)
اربعۃ من الزنا
اصول المزنیہ
فروع المزنیہ
مزنیۃ الاصول
مزنیۃ الفروع
اصول الزانی وفروع الزانی کے لیے اصول المزنیہ وفروع المزنیہ حلال ہیں
(زانی کے اصول وفروع کے لیے مزنیہ کے اصول وفروع)
(1) اصول (حقیقی ہوں یا زنا کے)
(2) فروع (حقیقی ہوں یا زنا کے)
(3) اصل قریب کی صلبی اور غیر صلبی اولاد (حقیقی ہوں یا زنا کے)
(4) اصل بعید کی صرف صلبی اولاد (حقیقی ہوں یا زنا کے)

تمرینی سوالات

۱) کیا اجنبی نامحرم عورت کے ساتھ تنہا رہنا گناہ ہے؟
۲) کیا آپ اپنے نوکر نوکرانی کے ساتھ تنہا رہنے سے احتیاط کرتے ہیں؟
۳) مخلوط تعلیم کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ کیا آپ بھی اپنی خواتین کو تعلیم میں پیچھے کر دینا چاہتے ہیں؟
۴) کیا اپنے ماں باپ اور بچوں کے کمروں میں بھی اجازت لے کر داخل ہونا چاہیے؟
۵) کن اوقات میں چھوٹے بچوں کو بھی والدین کے کمروں میں اجازت لے کر داخل ہونا چاہیے؟
۶) غیرت کی اسلام میں کیا اہمیت ہے؟
۷) حرمت مصاہرت کا کیا مطلب ہے؟ اس کے ثابت ہونے سے کیسے بچنا چاہیے؟

اپنی بیٹیوں کو یہ سکھائیے

(۲)

کسی شخص سے بات کرنی ہو تو درمیان میں کافی فاصلہ رکھ کر بات کرو۔

(۳)

کسی بھی مرد سے معاملہ کرتے ہوئے حدود کا خیال رکھو اور اپنا وقار برقرار رکھو

(۴)

پست آواز میں آرام سے ہنسو، بلند آواز سے قہقہے مت لگاؤ

(۵)

عام سڑک پر اپنی سہیلیوں سے بھی مذاق مت کرو، راستہ کے ادب کا خیال رکھو

بے پردگی کے نقصانات

مجموعی احادیث اور شریعت کے نصوص اور تاریخی واقعات کو پیش نظر رکھ کر یہ بات وثوق کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ بے پردگی دنیا وآخرت دونوں جہاں میں نقصانات کا باعث ہوتی ہے، بے پردگی کے نتیجہ میں آج عورت بھرے بازار ایک بے قیمت اور حقیر سی چیز ہوکر رہ گئی ہے، جو چاہے اس سے نظر لڑائے اور جو چاہے اس کا استحصال کرے۔

۱۔ بے پردگی کے عام ہونے کی وجہ سے شادی اور نکاح کا رواج کم ہوتا جارہا ہے، گناہوں کا شیوع عام ہوگیا ہے، لوگوں میں شہوانی جذبات عام ہوگیے ہیں۔

۲۔ غیرت کا مادہ ناپید ہوگیا ہے، حیاء اور شرمندگی کی صفت ختم ہوتی جارہی ہے۔

۳۔ جرائم میں روز افزوں اضافہ ہورہا ہے۔

۴۔ مردوں کے اخلاق میں خصوصاً نوجوانوں میں اخلاقی بگاڑ عام ہوگیا ہے، خصوصاً قریب البلوغ نوجوان یہ گناہوں کے دلدل میں پھنستے جارہے ہیں۔

۵۔ خاندانی تعلقات ٹوٹ رہے ہیں، افراد خاندان کے درمیان اعتماد اٹھتا چلا جارہا ہے اور طلاق کی کثرت ہوتی جارہی ہے۔

٦۔ عورتوں کی تجارت عام ہوگئی ہے، اس کو کاروبار کے لیے اشتہاری ذریعہ کے طور پر استعمال کیا جارہا ہے، عورت کے استعمال سے اپنی تجارت کو فروغ دینے کی کوشش کی جارہی ہے۔

۷۔ عورت خود اپنے ساتھ برا سلوک کرنے پر اتر گئی ہے، اپنی بدنیتی اور بدباطنی کا اعلان اور اظہار کرتی پھررہی ہے، جس سے وہ اشرار اور بدباطن نوجوانوں کا لقمہ تر بنتی جارہی ہیں۔

۸۔ بے پردگی کے نتیجہ میں جو جنسی جرائم پیش آرہے ہیں وہ مختلف امراض اور بیماریوں کا باعث بن رہے ہیں، ایڈز وغیرہ کی بیماریاں اس کے نتیجہ میں در آرہی ہیں، چوں کہ حدیث میں حضور

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جس قوم میں فحاشی اعلانیہ ہونے لگے تو اس میں طاعون اور ایسی ایسی بیماریاں پھیل جاتی ہیں جو ان سے پہلے لوگوں میں نہ تھیں۔

وَالْأَوْجَاعُ الَّتِي لَمْ تَكُنْ مَضَتْ فِي أَسْلَافِهِمُ الَّذِينَ مَضَوْا(١)

٩۔ بے پردگی کے نتیجہ میں بدنری اور بدنگاہی کا گناہ آسان ہوگیا ہے جو کہ زنا اور بدکاری کا اصل پیش خیمہ ہے اور آنکھوں کا زنا خود بدنظری ہی ہے۔

الْعَيْنَانِ تَزْنِيَانِ، وَالْيَدَانِ تَزْنِيَانِ، وَالرِّجْلَانِ تَزْنِيَانِ، وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذَلِكَ أَوْ يُكَذِّبُه (٢)

''آنکھیں زنا کرتی ہیں، ہاتھ بھی زنا کرتے ہیں، پیر بھی زنا کرتے ہیں، اور شرمگاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔''

آنکھوں کا زنا بدنگاہی ہے اور نگاہیں نیچی رکھنے کے ربانی حکم پر عمل درآمد مشکل تر ہوگیا ہے۔

١٠۔ اس بے پردگی اور اس سے ہونے والے گناہوں کے نتیجہ میں جو عذابات خداوندی اور عقاب الٰہی ہماری طرف متوجہ ہورہے ہیں یہ ایٹم بم سے بھی بھیانک ثابت ہورہے ہیں جس کو ختم کرنے کے لیے دنیا ایڑی چوٹی کا زور لگارہی ہے، جیسے زلزلے، آتش فشاں، طوفان وغیرہ، ارشاد باری عزوجل ہے:

﴿وَإِذَا أَرَدْنَا أَنْ نُهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا فَفَسَقُوا فِيهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنَاهَا تَدْمِيرًا﴾ (٣)

''اور جب ہم کسی بستی کو تباہ وبرباد کرنے کا ارادہ کرلیتے ہیں تو وہاں کے خوشحال لوگوں کو (اطاعت وفرمانبرداری کا) حکم دیتے ہیں، پھر جب وہ اس میں نافرمانی کرنے لگتے ہیں تو ان پر حجت

(١) سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: ٤٠١٩، باب العقوبات
(٢) مسند احمد، حدیث نمبر: ١٠٩١١، مسند ابی ہریرۃ، حدیث صحیح
(٣) الاسراء: ١٦

پوری ہوجاتی ہے؛ چنانچہ ہم ان کوتباہ وبرباد کر کے رکھ دیتے ہیں۔‘‘

بے غیرتی اور دیوثیت

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخص کبھی جنت میں داخل نہیں ہوں گے:۱) دیوث ۲) مردوں کی طرح شکل بنانے والی عورتیں ۳) ہمیشہ شراب پینے والا،صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا دیوث کسے کہتے ہیں؟ ارشاد فرمایا جس کو اس کی پرواہ نہ ہو کہ اس کے گھر کی عورتوں کے پاس کون آتا ہے کون جاتا ہے، میں نے پوچھا عورتوں میں مرد کون ہیں؟ ارشاد ہوا وہ عورتیں جو مردوں کی نقل کرتی ہیں۔

عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ،عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:ثَلَاثَةٌ لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ أَبَدًا:الدَّيُّوثُ مِنَ الرِّجَالِ،وَالرَّجُلَةُ مِنَ النِّسَاءِ،وَمُدْمِنُ الْخَمْرِ. فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ أَمَّا مُدْمِنُ الْخَمْرِ فَقَدْ عَرَفْنَاهُ، فَمَا الدَّيُّوثُ مِنَ الرِّجَالِ؟، قَالَ:الَّذِي لَا يُبَالِي مَنْ دَخَلَ عَلَى أَهْلِهِ". قُلْنَا: فَالرَّجُلَةُ مِنَ النِّسَاءِ؟، قَالَ: الَّتِي تَشَبَّهُ بِالرِّجَالِ (۱)

مردوں میں اگر غیرت باقی ہو تو وہ اپنی بالغ ہونے والی بیٹی کو شرعی پردہ ضرور سکھلائیں گے، سلوائی بھی سکھلائیں گے تاکہ بازار میں پائے جانے والا لباس نہ پہننا پڑے، نامحرم مردوں سے پردہ بھی کروائیں گے، خود بھی نامحرم عورتوں سے پردہ کریں گے، دیکھا گیا کہ عورتیں تو برقعے میں ہے اور مرد حضرات اپنا ستر بھی ڈھانکنا نہیں چاہتے ہیں، کمر اور گھٹنے کھلے جارہے ہیں، شادی میں جانے سے پہلے معلوم کرلیں گے کہ عورتوں کا انتظام علیحدہ باپردہ طریقے سے کیا گیا ہے یا نہیں۔

موت کے بعد پردہ

انتقال سے پہلے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی تیماردار حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ مجھے اچھا نہیں لگتا ہے، عورتوں کی نعش صرف کفن میں رکھ کر لے جاتی ہے، جسم کا دبلا، موٹا

---

(۱) شعب الایمان، حدیث نمبر:۱۰۳۱۰، فصل فی الزھد

پن معلوم ہوتا ہے، حضرت اسماء نے فرمایا میں نے حبشہ میں دیکھا ہے کہ جنازے کے پلنگ پر لکڑی لگا کر اس پر کپڑا ڈال دیا جاتا ہے تو حضرت فاطمہ نے فرمایا:

مَا أَحْسَنَ هٰذا وَأَجْمَلَه بِه تُعْرَفُ الْمَرْأَةُ مِنَ الرِّجَالِ

اس سے عورت اور مرد کے جنازے میں فرق ہو جائے گا، خدائی شان کہ رات کے وقت حضرت فاطمہ کا جنازہ اسی طرح اٹھایا گیا۔

دفن کرتے وقت پردہ

اہل علم کا اس بارے میں اتفاق ہے کہ عورت کو دفن کرتے وقت قبر کو کپڑے سے ڈھانپ لیا جائے گا، پھر محرم رشتہ دار قبر میں اتریں گے، پھر کچھ محرم رشتہ دار اس عورت کی لاش کو قبر میں اتاریں گے، جب تک عورت کی لاش مٹی سے ڈھک نہ جائے اس وقت تک کپڑا قبر کے ارد گرد پکڑے رہیں گے، اس طرح کرنا مستحب ہے۔

☆ابن سیرین روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ عورت کی قبر کو ڈھانک دیا کرتے تھے۔

وَقَدْ رَوَى ابْنُ سِيرِينَ، أَنَّ عُمَرَ كَانَ يُغَطِّي قَبْرَ الْمَرْأَةِ.(۱)

☆حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ ان کا ایک قوم پر سے گذر ہوا، انہوں نے ایک لاش کو دفن کیا ہے اور اس کے گول کپڑا پکڑ رکھا ہے، تو حضرت نے کپڑا ہٹا دیا اور فرمایا: اس طرح عورتوں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

وَرُوِيَ عَنْ عَلِيّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّه أَتَاهُمْ وَقَدْ دَفَنُوْا مَيتاً وَبَسَطُوْا عَلٰى قَبْرِه ثَوْباً فَجَذَبَه، وَقَالَ: إِنَّمَا يُصْنَعُ هٰذا بِالنِّسَاءِ.(۲)

☆حضرت انس بن مالک انصاریؓ ابوزید انصاری کے جنازہ میں شریک تھے، قبر کو کپڑے سے

(۱) المغنی لابن قدامہ، مسألة المرأة يخمر قبرها بثوب: ۲/ ۳۷۳

(۲) البنایہ شرح الھدایہ: ۳/ ۲۵۵، کیفیة الدفن

چھپایا جارہا تھا، تو انس بن مالک کے بیٹے عبداللہ نے اس پر نکیر کی اور فرمایا: اِرْفَعُوْا الثَّوْبَ، کپڑا ہٹادو، حضرت انس بن مالک ؓ نے بیٹے کے اس عمل پر کچھ نہیں فرمایا۔(۱)

اس طرح کرنا فرض یا واجب نہیں ہے؛ لیکن مقصد اور روح یہ ہے کہ عورت کا جسم اور دبلا موٹا پن اس حال میں بھی حاضرین کو نظر نہ آئے، سخت مجبوری ہو تو نا محرم بھی قبر میں اتر سکتا ہے، جیسے ابوطلحہ ؓ نے حضرت عثمان ؓ شوہر اور خود حضور ﷺ کی موجودگی میں بیٹی کو قبر میں اتارا۔

مُردوں سے پردہ

حیا کا کمال تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس کہ جب ان کے کمرے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد میں عمر رضی اللہ عنہ دفن کئے گئے تو وہ کمرے میں پردہ پہن کر جایا کرتی تھیں۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَدْخُلُ بَيْتِي الَّذِي دُفِنَ فِيهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبِي فَأَضَعُ ثَوْبِي،وَأَقُولُ إِنَّمَا هُوَ زَوْجِي وَأَبِي،فَلَمَّا دُفِنَ عُمَرُ مَعَهُمْ فَوَاللهِ مَا دَخَلْتُهُ إِلَّا وَأَنَا مَشْدُودَةٌ عَلَيَّ ثِيَابِي، حَيَاءً مِنْ عُمَرَ (۲)

اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ مرحومین کو زندوں کے احوال معلوم کئے جاتے ہیں قبر کے پاس ہونے والی حرکتوں سے وہ واقف رہتا ہے۔

---

(۱) المغنی لابن قدامہ، مسألة أولى الناس بإدخال المرأة قبرها: ۲/ ۳۷۴

(۲) مسند احمد، حدیث نمبر: ۲۵۶۶۰، مسند الصديقة عائشة، حدیث صحیح اسنادہ

برقع: احکام ومسائل

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ذَلِكَ أَدْنَىٰ أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا﴾(۱)

''اے پیغمبر! اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنے آپ پر گھونگٹ لٹکا لیا کریں، اس سے اُمید ہے کہ وہ پہچان لی جائیں گی، تو ان کو تکلیف نہیں پہنچائی جائے گی اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والے اور بڑے مہربان ہیں۔''

جلابیب جلباب کی جمع ہے، معنی ہیں وہ کپڑا جو پورے بدن کو چھپاتا ہو۔

بہتر یہ ہے کہ آنکھوں پر جالی دار کپڑا ڈال لیں یا ایسا پتلا کپڑا ہو کہ راستہ نظر آتا ہو مگر آنکھیں اور پیشانی لوگوں کو نظر نہ آئیں، یہ بھی اچھا معلوم ہوتا ہے کہ پیشانی والے حصہ پر سایہ دار دھوپ کی ٹوپی کی طرح کپڑا ہو جس سے راستہ بھی نظر آتا ہو اور مقابل کے شخص کو خواتین کی آنکھیں نظر نہ آتی ہوں، جیسا کہ بعض عربی ممالک میں رواج ہے، بہر حال پیشانی ڈھکنا چاہیے اور آنکھیں بھی کسی طرح حتی الامکان پوری کھلی نہ ہوں تو یہ برقع صحابیات کے برقع سے قریب ہوگا۔

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمانہ میں عورتیں بغیر برقع کے گھر سے باہر نہیں نکلتی تھیں، اگر خود کے پاس برقع نہ ہوتا تو دوسری بہن کی چادر میں داخل ہو جایا کرتی تھیں۔

لِتُلْبِسْهَا صَاحِبَتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا(۲)

''اس کی ساتھی عورت کو چاہیے کہ اپنی چادر کا کچھ حصہ اسے بھی اڑھا دے۔''

---

(۱) الاحزاب:۵۹

(۲) صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۳۲۴، حدیث صحیح

☆ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ(۱)

''اوراپنے گریبانوں پر(سینوں پر)دوپٹے ڈال لیا کریں۔''

اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ وہ سر پر خمار اوڑھ لیا کرتی تھیں، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اس آیت کے اترنے کے بعد صحابیات نے اپنے نچلے حصہ کے کپڑے کناروں سے پھاڑ کر اسے خمار اور اوڑھنی بنالیا۔ أَخَذْنَ أُزْرَهُنَّ فَشَقَّقْنَهَا مِنْ قِبَلِ الحَوَاشِي فَاخْتَمَرْنَ بِهَا.(۲)

☆ وہ نقاب اور دستانے دونوں پہنا کرتی تھیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا تَنْتَقِبُ الْمَرْأَةُ الْمُحْرِمَةُ،وَلَا تَلْبَسُ الْقُفَّازَيْنِ. (۳)

''احرام کی حالت میں عورت نہ منہ پر نقاب ڈالتی تھی اور نہ دستانے استعمال کرتی تھی۔''

(بلکہ وہ سر پر دھوپ کی ٹوپی پہن کر اوپر سے نقاب ڈال لے گی، چہرہ بھی چھپ جائے اور کپڑا چہرہ کو نہ لگے)

☆ برقع موٹا ہو پتلا نہ ہو، ڈھیلا ہو چست نہ ہو، سادہ ہو بھڑکیلا نہ ہو، خوشبودار نہ ہو۔

☆ مکمل اسلامی برقع وہی ہوگا جس میں ہاتھ پیر، آنکھیں، پیشانی اور جسم کا دبلا موٹا پن چھپ جاتا ہو، ورنہ ایسا برقع اسلامی شریعت میں برقع کہلائے جانے کے قابل نہیں ہے جس میں گھٹنوں سے نیچے کا حصہ کھلا ہو، جس میں عورت نے نقاب نہ پہنا ہو، یا برقع ایسا چمکیلا اور منقش ہو کہ ہر گذرنے والے کی نگاہ کو اپنی طرف کھینچتا ہو۔

☆ پرس رکھنا واقعی کسی ضرورت کی وجہ سے ہو تو کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ پرکشش نہ ہو؛ لیکن ضرورت سے زیادہ فیشن اور بڑی مقدار میں فیشن کا سامان اٹھائے رکھنا پیش نظر ہو تو معلوم ہونا چاہیے کہ جدید تحقیقات کے مطابق وزنی پرس عورتوں کے کندھوں اور کمر میں مرض کا سبب بن رہا ہے، نیز اس

---

(۱) النور:۳۱

(۲) صحیح بخاری، حدیث نمبر:۴۷۵۹، حدیث صحیح

(۳) مؤطا امام مالک، حدیث نمبر:۱۵، صحیح بخاری، حدیث نمبر:۱۸۳۸

کے سنبھالنے میں بچوں کی طرف صحیح توجہ نہیں ہو پاتی ہے۔

☆ حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ جب يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ آیت نازل ہوئی تو انصاری عورتیں اس طرح برقع کو پہن کر نکلیں کہ گویا ان کے سروں پر کپڑوں (کالے کپڑوں کی وجہ سے ایسا محسوس ہوتا تھا گویا) کوے ہیں۔

خَرَجَ نِسَاءُ الْأَنْصَارِ كَأَنَّ عَلَى رُءُوسِهِنَّ الْغِرْبَانَ مِنَ الأَكْسِيَةِ.(۱)

برقع کا رنگ کالا ہونے کی وجہ سے پردہ اور چھپانے میں سہولت رہتی ہے۔

☆ حضرت میمونہ بنت سعدؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نامناسب جگہوں پر حسن کی نمائش کرنے والی قیامت کے اندھیرے کی طرح ہے، جس میں کوئی روشنی نہیں ہوگی۔

مَثَلُ الرَّافِلَةِ فِي الزِّينَةِ فِي غَيْرِ أَهْلِهَا كَمَثَلِ ظُلْمَةِ يَوْمِ القِيَامَةِ لَا نُورَ لَهَا.(۲)

☆ ابواُذَینہ الصدفیؓ سے روایت کہ تم میں سے بہتر عورتیں وہ ہیں جو بہت محبت کرنے والی ہوں، بہت بچے جننے والی ہوں، فرماں بردار اور تقویٰ کے ساتھ غمخوار ہو، بدترین عورتیں تم میں کی وہ ہیں جو حسن کی نمائش کرنے والی اور اکڑنے والی ہوں، وہ منافق ہیں، وہ بہت کم جنت میں داخل ہوں گی، ان کا جنت میں داخل ہونا ایسے نادر ہوگا جیسے اس کوے کا پایا جانا نادر ہوتا ہے جس کا ایک پر یا ایک پیر سفید ہو، انہیں سب چیزوں کو قرآن کریم ''تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّة'' کہتا ہے، جس سے بچنا ہر مسلمان خاتون کو ضروری ہے۔

خَيْرُ نِسَائِكُمُ الْوَدُودُ الْوَلُودُ الْمُوَاتِيَةُ الْمُوَاسِيَةُ،إِذَا اتَّقَيْنَ اللهَ،وَشَرُّ نِسَائِكُمُ الْمُتَبَرِّجَاتُ الْمُتَخَيِّلَاتُ وَهُنَّ الْمُنَافِقَاتُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْهُنَّ،إِلَّا مِثْلُ الْغُرَابِ الْأَعْصَمِ.(۳)

☆ برقع سے اسلام پہچانا جاتا ہے، اگر اس کی اہمیت نہ ہوتی تو دشمن اسلام اس کے خلاف پوری

---

(۱) سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۴۱۰۱، باب فی قولہ: یدنین علیھن من جلابیبھن

(۲) سنن ترمذی، حدیث نمبر: ۱۱۶۷، باب ماجاء فی کراھیۃ خروج النساء فی الزینۃ، حدیث ضعیف (البانی)

(۳) سنن بیہقی، حدیث نمبر: ۱۳۴۷۸، باب استحباب التزویج بالودود الولود، حدیث اسنادہ صحیح

دنیا میں ہنگامہ بپا کردیتے، پابندی کی آوازیں اسی لیے لگائی جارہی ہیں، بےلباس عورتوں کے مقابلہ میں باپردہ عورت کو اسی لیے پریشان کیا جارہا ہے۔

(پردہ سے متعلق ہماری کتاب مسنون پردہ، احکام ومسائل، مسنون معاشرت جلد دوم، پردہ عقل ونقل کی روشنی میں، قاری محمد طیب صاحب، پردہ مولانا اسحاق ملتانی وغیرہ کا مطالعہ کرسکتے ہیں، ہم نے اپنی تمام کتابوں میں اکابرین امت کی تحقیقات کو یکجا کرنے کی کوشش کی ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔آمین)

اجازت کے احکام

سورہ نور میں بطور خاص اجازت کے احکام ذکر کئے گئے ہیں، زنا سے بچانے کے لیے نظر کی حفاظت ضروری ہے اور گھریلو زندگی میں نظر کی حفاظت کے لیے ضروری ہے کہ اجازت کو ضروری قرار دیا جائے؛ چنانچہ حدیث میں ہے: اگر کوئی شخص بغیر اجازت کے گھر میں جھانکتا ہے اور تم اسے کنکری سے ماردو اور اس کی آنکھ ضائع ہوجائے تو کوئی حرج نہیں ہوگا۔

لَوْ أَنَّ امْرَأً اطَّلَعَ عَلَيْكَ بِغَيْرِ إِذْنٍ فَخَذَفْتَهُ بِعَصَاةٍ فَفَقَأْتَ عَيْنَهُ،لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ جُنَاحٌ.(۱)

ہر وہ چیز جو انسان دوسروں سے چھپانا چاہتا ہے (سامان، کھانے، خاص کمرے کے سامان، اپنا ستر وغیرہ) ان تمام سے مکمل پردہ اجازت لینے کے ذریعہ ہی ہوگا، فجر سے پہلے، دوپہر کے وقت، عشاء کے بعد آدمی اس حال میں نہیں ہوتا ہے کہ اس سے بےتکلف بغیر اجازت کے داخل ہوجایا جائے۔

اس لیے نابالغ بچوں اور ناسمجھ افراد کو بھی اجازت لے کر داخل ہونے کا حکم دیا گیا ہے۔

☆ جن گھروں میں کوئی خاص رہائش نہیں ہے اس میں بغیر اجازت کے داخل ہوسکتے ہیں، جیسے ہوٹل، مسافر خانہ، دکان، بازار۔

(۱) صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۶۹۰۲، باب القسامة

﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ مَسْكُونَةٍ فِيهَا مَتَاعٌ لَكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ﴾(۱)

''(ہاں) تم پر کوئی حرج نہیں کہ ایسے گھروں میں داخل ہو،جس میں کوئی رہتا نہ ہواور اس میں تمہاری کوئی چیز ہو، اللہ کو وہ بھی معلوم ہے،جس کو تم ظاہر کرتے ہواور وہ بھی معلوم ہے،جس کو تم چھپاتے ہو۔''

☆ اجنبی گھروں میں یا جن کمروں میں خاص رہائش ہے، جیسے والدہ کا کمرہ، بیٹے، بیٹیوں کا کمرہ،ان میں بھی بغیر اجازت کے داخل نہیں ہونا چاہیے۔

☆ نوکر اور خادم کو بھی خاص تین اوقات میں خاص رہائش گاہوں میں بغیر اجازت کے داخل نہیں ہونا چاہیے۔

☆ مجلس میں بیٹھتے وقت بھی اہل مجلس کو سلام کرنا چاہیے اور جب جانا چاہتا ہو تو مجلس والوں پر سلام کر کے رخصت ہونا چاہیے۔

إِذَا انْتَهَى أَحَدُكُمْ إِلَى مَجْلِسٍ فَلْيُسَلِّمْ، فَإِنْ بَدَا لَهُ أَنْ يَجْلِسَ فَلْيَجْلِسْ، ثُمَّ إِذَا قَامَ فَلْيُسَلِّمْ فَلَيْسَتِ الأُولَى بِأَحَقَّ مِنَ الآخِرَةِ.(۲)

☆ گھر میں جب بھی داخل ہوں سلام کرنا چاہیے۔

﴿فَإِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِنْ عِنْدِ اللَّهِ مُبَارَكَةً طَيِّبَةً﴾(۳)

''البتہ جب گھروں میں داخل ہو تو اپنے لوگوں کو سلام کیا کرو، جو خدا کی طرف سے دُعاء کے طور پر مقرر ہے،اور برکت کا باعث اور پاکیزہ عمل ہے۔''

(۱) النور:۲۹

(۲) سنن ترمذی،حدیث نمبر:۲۷۰۶،باب ما جاء فی التسلیم عند القیام،حدیث حسن

(۳) النور:۶۱

إِذَا دَخَلْتَ عَلَى أَهْلِكَ فَسَلِّمْ يَكُونُ بَرَكَةً عَلَيْكَ وَعَلَى أَهْلِ بَيْتِكَ.(۱)

اور اگر گھر میں کوئی نہ ہوتو یہ الفاظ کہنا چاہیے: السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ.(۲)

☆ تین مرتبہ اجازت طلب کریں، اگر اجازت مل جائے تو ٹھیک ہے؛ ورنہ واپس چلے جائیں۔

الْاِسْتِئْذَانُ ثَلَاثٌ، فَإِنْ أُذِنَ لَكَ وَإِلَّا فَارْجِعْ.(۳)

رسول اللہ ﷺ آنے والوں کو سلام کرنے اور اجازت لینے کا سلیقہ سکھایا کرتے تھے، سننے کے باوجود مالک مکان اجازت نہ دیتا ہو تو بار بار کھٹکھٹانا، بار بار فون کرنا بہت نامناسب حرکت ہے۔

حضرت سعد بن عبادہؓ رسول اللہ ﷺ کا سلام لینا چاہتے تھے، اس لیے اپنے گھر میں سننے کے باوجود آہستہ جواب دے رہے تھے، جب رسول اللہ ﷺ واپس جانے لگے تو پیچھے دوڑتے ہوئے آئے اور حقیقی صورتحال بیان کی۔(۴)

حضرت رسول اللہ ﷺ حضرت عتبان بن مالک انصاریؓ کے گھر تشریف لے گئے تو حضرت عتبانؓ اس حال میں باہر آئے کہ ان کے بالوں سے پانی ٹپک رہا تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شاید ہم نے جلد بازی کردی، انہوں نے جواب دیا: ہاں۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَ إِلَى رَجُلٍ مِنَ الأَنْصَارِ فَجَاءَ وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَعَلَّنَا أَعْجَلْنَاكَ، فَقَالَ: نَعَمْ.(۵)

☆ بیوی کے کمرہ میں شوہر بغیر اجازت کے داخل ہوسکتا ہے؛ کیوں کہ اس کا اپنی بیوی سے کوئی

---

(۱) سنن ترمذی، حدیث نمبر: ۲۶۹۸، باب ما جاء فی التسلیم إذا دخل بیته، حدیث حسن غریب

(۲) الادب المفرد، حدیث نمبر: ۱۰۵۵، باب إذا دخل بیتا غیر مسکون، حدیث حسن الاسناد

(۳) سنن ترمذی، حدیث نمبر: ۲۷۱۰، باب ما جاء فی التسلیم قبل الاستیذان، حدیث حسن غریب

(۴) سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۵۱۸۵، باب کم مرۃ یسلم الرجل فی الاستیذان

(۵) صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۱۸۰، باب من لم یر الوضوء إلا من المخرجین

پردہ نہیں ہے؛ لیکن اولیٰ اور بہتر یہی ہے کہ کھنکھار کر داخل ہو کہ وہ اپنے حال کو سنوار لے، حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کا یہی عمل نقل کیا گیا ہے۔

نگاہوں کی حفاظت کے لیے اجازت کو واجب قرار دیا گیا۔

إِنَّمَا جُعِلَ الِاسْتِئْذَانُ مِنْ أَجْلِ البَصَرِ.(۱)

اگر کوئی گھر میں جھانکتا ہے یا دیوار سے جھانکتا ہے تو اس کی آنکھ بھی پھوڑ دینا جائز ہو جائے گا۔

مَنِ اطَّلَعَ فِي بَيْتِ قَوْمٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِمْ، فَقَدْ حَلَّ لَهُمْ أَنْ يَفْقَئُوا عَيْنَهُ.(۲)

☆ احادیث میں تنبیہ کی گئی کہ اپنے گھر رات میں داخل نہ ہوں، بلکہ سفر سے صبح یا شام کے وقت داخل ہونے کی کوشش کریں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر سے واپسی پر گھر والوں کو اطلاع دے کر تشریف لایا کرتے تھے۔

إِذَا دَخَلْتَ لَيْلًا، فَلاَ تَدْخُلْ عَلَى أَهْلِكَ، حَتَّى تَسْتَحِدَّ المغِيبَةُ، وَتَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ.(۳)

”جب رات کے وقت تم مدینہ پہنچو تو اس وقت تک اپنے گھروں میں نہ جانا جب تک ان کی بیویاں جو مدینہ منورہ میں موجود نہیں تھے، اپنا موئے زیر ناف صاف نہ کرلیں اور جن کے بال پراگندہ ہوں وہ کنگھا نہ کرلیں۔“

☆ پہلے سلام کرنا چاہیے پھر اجازت لینا چاہیے، گھر کے سامنے کھڑے رہنا بے ادبی ہے، دائیں یا بائیں کھڑے رہنا چاہیے، مالک مکان، گھر کا ذمہ دار شخص اجازت دے تو اجازت معتبر ہے، اگر چھوٹا بچہ بلاتا ہے یا چھوٹی بچی بلاتی ہے تو اس کا اعتبار نہیں ہے، اگر آپ بلانے پر بلانے والے کے نمائندہ شخص کے ساتھ آتے ہیں تو اس وقت اجازت لینا ضروری نہیں ہے، اگر گھر والے نہ ہوں تب بھی بغیر اجازت داخل ہونے کی اجازت نہیں ہے۔

---

(۱) صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۶۲۴۱، باب الاستیذان من اجل البصر

(۲) صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۲۱۵۸، باب تحریم النظر فی بیت غیرہ

(۳) صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۵۲۴۶، باب طلب الولد

اس سے معلوم ہوا کہ اجازت لینے سے پردہ کی حفاظت ہوجاتی ہے اور سفر سے اچانک آنا (جیسا کہ آج کل فیشن چل پڑا ہے) اہل خانہ کو مطلع نہ کرنا اسلامی شریعت ہرگز اس عمل کی ہمت افزائی نہیں کرتی ہے۔

حرمت مصاہرت

چوں کہ بے پردگی اور بے حیائی کی بعض صورتیں ایسی ہیں جن میں خود کی بیوی خود پر حرام ہوجاتی ہے جسے شریعت کی اصطلاح میں ''حرمت مصاہرت'' کہا جاتا ہے، اس کے تفصیلی احکام ہماری کتاب ''حرمت مصاہرت، احکام اور احتیاطی تدابیر'' میں ہیں، یہاں صرف احتیاطی تدابیر والا مضمون نقل کیا جارہا ہے، باقی احکام اور اسباب کے لیے تفصیلی کتابیں دیکھ لیں۔

احتیاطی تدابیر

مندرجہ ذیل کاموں سے پرہیز کرنا چاہیے:

(۱) بیٹی کو بالخصوص مشتہاۃ لڑکی کو اپنے ہاتھ پر سلانا۔

(۲) اپنے خسر کی جسمانی (بدنی) خدمت کرنا، اور یہ اکثر علالت کے زمانہ میں ہوتا ہے۔

(۳) داماد کا اپنی خوش دامن کی خدمت کرنا، مثلاً بیمار ساس کو گود میں اٹھا کر گاڑی میں بٹھانا یا دواخانہ لے جانا وغیرہ۔

(۴) بہو یا داماد کے ساتھ بے تکلفی اختیار کرنا۔

جیسا کہ حکیم الامت علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ پردہ کے واجب ہونے کی علت فتنہ ہے، اس لیے جوان ساس جوان سسر سے بھی اگر چہ وہ محرم ہیں مگر بے تکلفی وتنہائی اور بے محابا اختلاط سے احتیاط کرنا چاہیے۔

(۵) بے جا معانقہ کرنا۔

(۶) داماد ساس کا یا خسر بہو کا تنہائی اختیار کرنا۔

(۷) جب ماں کا انتقال ہو جائے تو والد محترم کا (بالخصوص جب وہ صحت مند بھی ہو اور تقاضائے نکاح رکھ رہے ہوں) دوسرا نکاح کرنے میں کسی سماجی دباؤ یا روایتی بے جا شرم وحیا کو رکاوٹ نہیں بننے دینا چاہیے۔

(۸) بیوی اور بیٹی، ساس اور بیوی، ماں اور بیوی کو ایک قسم کے ایک رنگ کے کپڑے نہیں پہننا چاہیے۔

(۹) سن بلوغ کو پہنچنے کے بعد بیٹے بیٹیوں کے بستر اپنے سے علیحدہ کر دیں۔

(۱۰) شوہر کا حصول روزگار کے لیے بیرون ملک (سعودیہ، امریکہ) میں لمبی مدت تک قیام کرنا، گھروں میں شرعی پردہ کا نہ ہونا بھی اکثر وبیشتر حرمت مصاہرت کے ثابت ہونے کا سبب بن رہا ہے۔

(۱۱) جب اپنے ناخلف لڑکوں یا بے حیا باپ کی طرف سے کسی فاسد نیت یا شرارت کا اندیشہ ہو تو اپنی بیوی کو علیحدہ مکان میں رکھیں۔

(۱۲) بڑھتی عمر میں اپنی خواتین کو ان مسائل میں باشعور بنانا اولین اور اہم حل ہے، قبل از حادثہ احتیاطی تدبیر ہے۔

(۱۳) ماں اپنے بالغ لڑکوں کے بیڈروم میں داخل ہونے یا انہیں اٹھانے، جگانے میں کسی اور بیٹے یا والد کا استعمال کریں تو بہتر ہے۔

(۱۴) جن گاؤں میں بیت الخلاء اور حمام کچھ نہ کچھ کھلے رہتے ہیں، بڑے شہروں میں جہاں مکان بہت تنگ بنائے جاتے ہیں اس طرف دھیان رکھنا نہ بھولیں۔

(۱۵) بیوی شوہر جنسی تعلق ، مباشرت کا عمل کرتے وقت دروازے بند کر دیں، تاکہ کسی افراد خانہ کے داخل ہونے کا اندیشہ باقی نہ رہے۔

(۱۶) بستر پر بیوی کے ہی ہونے کا اطمینان کر لینا چاہیے۔

(۱۷) ساڑی، بلاؤز یا مغربی لباس، نیم برہنہ لباس سے خواتین کو بچانا چاہیے۔

(۱۸) والدہ کی جسمانی خدمت بالخصوص پیر اور کمر کی تیل مالش وغیرہ میں حد درجہ احتیاط کریں،

والدہ کوبھی چاہیے کہ نرینہ بالغ اولاد سے جسمانی خدمت لینے سے احتراز کریں۔

(۱۹) بہوکوگاڑی پربٹھاکرلےجاناجوکہ بےہودہ تہذیب کاعمل ہے۔

(۲۰) بہوبیٹی کےکمرہ میں تنہائی کےوقت چلے جانا۔

اپنی بیٹیوں کو یہ سکھائیے

(۶)

لفٹ میں اجنبی مرد کے ساتھ نہ چڑھو، پہلے اسے جانے دو، اس کے بعد تم چلی جاؤ

(۷)

چھوٹی بیٹی کو دکان بھیجنا ہو تو چھوٹے ، باریک یا چست لباس میں مت بھیجو اور اسے زیادہ دیر ٹھہرنے یا دکان دار کے قریب ہونے سے منع کرو۔

(۸)

سڑکوں پر کسی بھی مرد سے بات کرنے سے احتراز کرو، بعض نفسیاتی مریض ہوتے ہیں اورعورت کونقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔

(۹)

دورانِ سفر اپنی ذاتی زندگی کی چیزیں بیان نہ کرو، دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں، نہ وہاں بلند آواز مین بات کرو بلکہ اطمینان سے تسبیح میں لگی رہو۔

حیاء اور عفت کے واقعات

حیاء بھی جزو ایمان ہے اور عورت کے لیے تو اس کا سب سے زیادہ قیمتی زیور ہے، جس سے آراستہ و پیراستہ ہونا اس کی انوثیت اور عورت پن کا لازمہ اور خاصہ ہے۔

☆ ایک مرتبہ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ نے حضور اقدس ﷺ سے عرض کیا: اے میرے چچازاد بھائی! جب آپ کے ساتھ (حضرت جبرئیلؑ) آئیں تو آپ مجھے بتا سکتے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ہاں! حضرت خدیجہؓ نے عرض کیا: وہ آئیں تو مجھے بتلا دینا، رسول اللہ ﷺ حضرت خدیجہؓ کے پاس تھے کہ حضرت جبرئیلؑ تشریف لائے، حضور ﷺ نے فرمایا: حضرت جبرئیلؑ آ چکے ہیں، حضرت خدیجہؓ نے عرض کیا: آپ میری داہنی ران پر بیٹھ جائیں، آپ ﷺ بیٹھ گیے، حضرت خدیجہ نے عرض کیا کیا وہ اب نظر آ رہی ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں، حضرت خدیجہؓ نے عرض کیا آپ میری بائیں ران پر بیٹھ جائیں، آپ ﷺ بیٹھ گیے، حضرت خدیجہؓ نے عرض کیا: کیا وہ اب نظر آ رہے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے عرض کیا: ہاں! پھر حضرت خدیجہؓ نے اپنے سر سے اوڑھنی ہٹالی اور سر کھول دیا اور عرض کیا: کیا اب وہ نظر آ رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہیں، حضرت خدیجہؓ نے عرض کیا: آپ خوش خبری سن لیں کہ یہ فرشتہ ہے شیطان نہیں ہوسکتا۔(۱)

☆ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کے پاس ان کی ایک باندی آئی، کہنے لگی: ام المؤمنین! میں نے بیت اللہ کا سات دفعہ طواف کیا اور رکن یمانی کو دو مرتبہ چھوا، تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا: تمہیں اس کا اجر

---

(۱) سیرت ابن ہشام: ۱۴/۲۳۹

حضرت خدیجہؓ نے مزید اطمینان کے لیے یہ عمل کیا ہے، امام بیہقیؒ نے دلائل النبوۃ میں اس روایت کو نقل کیا اور پیدا ہونے والے اعتراضات کا جواب بھی دیا، بعض حضرات نے اس روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا، زکریا پطرس کے جواب میں لکھی گئی عربی تحریر کو پڑھنا چاہیے، جس کے مصنف محمد جلال القصاص ہیں۔

اللہ عز وجل ہرگز نہ دے، تمہیں اس کا اجر اللہ عز وجل ہرگز نہ دے، تم مردوں کے ساتھ دھکم پیل کر رہی تھیں، تم صرف تکبیر کہہ کر گذر کیوں نہ گئیں؟

يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ طُفْتُ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَاسْتَلَمْتُ الرُّكْنَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا , فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: لَا أَجَرَكِ اللهُ لَا أَجَرَكِ اللهُ تُدَافِعِينَ الرِّجَالَ , أَلَا كَبَّرْتِ وَمَرَرْتِ؟ (۱)

☆ حضرت ام عطیہؓ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ ہم کو اس بات کا حکم دیا گیا تھا کہ عید کے دن حیض والی عورتوں اور پردہ میں بیٹھنے والیوں کو بھی (عیدگاہ لے جائیں)۔

يَخْرُجُ العَوَاتِقُ وَذَوَاتُ الخُدُورِ، أَوِ العَوَاتِقُ ذَوَاتُ الخُدُورِ، وَالحُيَّضُ (۲)

اس روایت میں ''ذَوَاتُ الخُدُورِ'' (جس کے معنی پردہ میں بیٹھنے والیاں ہیں) اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں بے پردگی عام نہ تھی، عورتیں حیاء دار عفیف تھیں۔

☆ حضرت ابوالسائب ابوسعید خدریؓ سے ایک نوجوان (صحابی) کے قصہ میں جس کی شادی کو کچھ دن گذرے تھے روایت کرتے ہیں کہ: (وہ نوجوان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے اجازت لے کر اپنے گھر گیا تو اس کی بیوی دروازہ پر کواڑوں کے بیچ کھڑی ہوئی تھی، نوجوان نے اپنا نیزہ اس کی طرف سیدھا کیا، تاکہ اس پر حملہ کرے اور جوش غیرت سے بے تاب ہو گیا۔

فَانْطَلَقَ الْفَتَى إِلَى أَهْلِهِ، فَوَجَدَ امْرَأَتَهُ قَائِمَةً بَيْنَ الْبَابَيْنِ، فَأَهْوَى إِلَيْهَا بِالرُّمْحِ لِيَطْعُنَهَا، وَأَدْرَكَتْهُ غَيْرَةٌ (۳)

☆ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک عورت نے پردہ کے پیچھے سے ایک خط دینے کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

---

(۱) سنن بیہقی (کبریٰ) حدیث نمبر: ۹۲۶۸، باب الاستسلام فی الزحام

(۲) صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۳۲۴، باب شهود الحائض العيدين

(۳) مؤطا امام مالک، حدیث نمبر: ۳۳، باب ما جاء فی قتل الحيات

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ امْرَأَةً، مَدَّتْ يَدَهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكِتَابٍ(۱)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ عورتیں حضور ﷺ سے بھی گہرے درجہ کا پردہ کیا کرتی تھیں۔

☆ مالک بن ربیعہ ابواسید الساعدی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ راستے میں دیکھا کہ کہ راستے میں عورتوں کا مردوں سے اختلاط ہو رہا ہے بھیڑ لگ رہی ہے تو عورتوں سے فرمایا:

اسْتَأْخِرْنَ، فَإِنَّهُ لَيْسَ لَكُنَّ أَنْ تَحْقُقْنَ الطَّرِيقَ عَلَيْكُنَّ بِحَافَّاتِ الطَّرِيقِ(۲)

''انتظار کرو، تمھیں راستے کے بیچ چلنے کی اجازت نہیں ہے، تم بس راستے کے کنارے چلو، اس کے بعد عورتیں ایسا چلنے لگیں کہ کپڑا دیوار میں چمٹ جاتا۔''

☆ علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے:

مَا يُغَارُ أحَدُكُم أَنْ يُزَاحِمَ امْرَأَته الْعلُوج بِمَنْكَبِها يَعْنِي فِي السُّوق(۳)

''کیا تمھیں غیرت نہیں آتی ہے کہ تمہاری عورتوں کے کندھے کافروں کے جسم سے ٹکراتے ہیں۔''

مدینے میں شادی شدہ لوگوں کے گھر الگ تھے غیر شادی شدہ لوگوں کا ٹھکانہ الگ تھا مہاجرین کا قیام غیر شادی شدہ متعین علاقے میں ہوا کرتا تھا۔

☆ امام محمد بن سیرینؒ کہتے ہیں کہ یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی اہلیہ محترمہ حضرت سودہ بنت زمعہ سے پوچھا گیا کہ تم اپنی دیگر بہنوں کی طرح حج اور عمرہ کیوں نہیں کرتیں تو انہوں نے کہا: میں نے حج اور عمرہ کرلیا ہے، اللہ عزوجل نے مجھے اپنے گھر میں ہی رہنے کو کہا ہے، اللہ کی قسم! میں اپنے گھر سے موت تک نہ نکلوں گی، اللہ کی قسم! وہ اپنے گھر کے دروازے سے نکلیں ہی نہیں؛ یہاں

(۱) سنن نسائی، حدیث نمبر: ۵۰۸۹، الخضاب للنساء

(۲) سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۵۲۷۲، باب فی مشی النساء مع الرجال فی الطریق

(۳) الاستقامۃ: ۱/۳۶۱، فصل یتعلق بالسماع

تک کہ جنازہ ہی ان کے گھر سے نکلا۔

فَوَ اللهِ مَا خَرَجَتْ مِنْ بابِ حُجْرَتِهَا حَتّى خَرَجَتْ جَنازَتُهَا.(۱)

☆ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بیمار تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا آپ میرے ساتھ عیادت کے لیے چلنا چاہتے ہو، انہوں نے جواب دیا میرے ماں باپ آپ پر قربان، اس سے بڑا اشرف کیا ہوسکتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چلو، ہم چلے دروازے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا میں داخل ہوسکتا ہوں، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا آیئے، حضرت آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا میں اور میرے ساتھ والا بھی آسکتا ہے؟ حضرت فاطمہ نے پوچھا آپ کے ساتھ کون ہے؟ فرمایا عمران بن حصین خزاعی، فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جس رب نے آپ کو سچا نبی بنا کر بھیجا ہے میرے پاس اس چادر کے سوا کچھ نہیں (اتنا کپڑا نہیں ہے کہ نامحرم کو بھی اندر آنے کی اجازت دی جائے) حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک پرانی چادر تھی اسے اندر پھینکا اور فرمایا اسے سر پر باندھ لو۔

شُدِّيهَا عَلَى رَأْسِكِ(۲)

☆ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ہدیہ کئے گئے غلام کو لے کر آئے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس اتنا ہی کپڑا تھا کہ سر ڈھانکتی تو پیر کھل جاتے اور پیر ڈھانکتی تو سر کھل جاتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھا تو فرمایا:

إِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكِ بَأْسٌ، إِنَّمَا هُوَ أَبُوكِ وَغُلَامُكِ(۳)

''کوئی حرج نہیں ہے یہ تو تمہارے والد اور غلام ہی تو ہے۔''

---

(۱) تفسیر ابن عطیہ=المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز: ۴/ ۳۸۳، سورۃ الاحزاب: آیت: ۳۳

(۲) شرح مشکل الآثار، حدیث نمبر: ۱۴۹، باب بیان مشکل ما روی عن رسول اللہ، اسنادہ ضعیف رفضائل فاطمہ لابن شاہین: ۱/ ۲۶

(۳) سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۴۱۰۶، باب فی العبد ینظر الی شعر مولاتہ، حدیث صحیح (البانی)

اکثر علماء کے نزدیک مالکن کا اپنے غلام سے پردہ ہے جب کہ وہ بالغ ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلام کے کم عمر ہونے کی وجہ سے پردے میں کمی کی اجازت دی؛ لیکن چونکہ حضرت فاطمہؓ سمجھداری کے قریب والی عمر کا لڑکا سمجھ رہی تھیں اس لیے انہوں نے پردہ کرنا چاہا بعض علماء کرام کے نزدیک مالکن کا غلام سے پردہ نہیں ہے یہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا احتیاط تھا۔

☆ سہلہ بنت سہیل بن عمرو قرشی جو حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور عرض کیا یارسول اللہ ہم سالم کو اپنا بیٹا سمجھتے تھے وہ میرے پاس اور ابوحذیفہ کے پاس بے تکلف آتا جاتا تھا مجھے گھریلو کپڑوں میں دیکھتا تھا اب یہ آیتِ پردہ نازل ہوئی ہم کیا کریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَرْضِعِيهِ (۱) ''انہیں دودھ پلاؤ (اس طرح وہ رضاعی بیٹا، محرم بن گیا)

☆ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ ابوالقعیس کے بھائی افلح نے مجھ سے ملنے کی اجازت مانگی، میں نے جواب میں کہہ دیا کہ جس وقت تک آنحضرت ﷺ کی اجازت نہ ہوگی میں تم کو اپنے آپ اجازت نہیں دے سکتی ہوں، اور میں نے اس خیال سے اجازت نہیں دی کہ ان کے بھائی ابوالقیس کا تو میں نے دودھ نہیں پیا ہے؛ البتہ ان کی بیوی کا دودھ پیا ہے، اس کے بعد آنحضرت ﷺ تشریف لائے تو میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ ابوالقیس کے بھائی افلح نے مجھ سے ملنے کی اجازت طلب کی تو میں نے ملنے سے انکار کردیا، یہاں تک کہ آپ سے اجازت نہ لے لوں، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو نے اپنے چچا کو اجازت کیوں نہیں دی، میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ مجھے مرد نے تو دودھ نہیں پلایا ہے بلکہ عورت نے پلایا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا نہیں وہ تمہارے (رضاعی) چچا ہیں، حضرت عروہؓ کا بیان ہے کہ حضرت عائشہؓ اسی بناء پر کہتی تھیں کہ نسباً جو رشتہ حرام ہے رضاعاً بھی اسے حرام مانو۔

---

(۱) سنن ابی داؤد، حدیث نمبر:۴۱۰۶، باب فی العبد ینظر الی شعر مولاته، حدیث صحیح (البانی)

ائْذَنِي لَهُ فَإِنَّهُ عَمُّكِ تَرِبَتْ يَمِينُكِ(۱)

☆جب بدمعاش حضرت امیر المؤمنین عثمان بن عفانؓ کے پاس ان کے قتل کے ارادہ سے گئے تو ان کے اہلیہ نائلہ بنت الفرافصۃ نے ان کو اپنے بالوں سے چھپالینا چاہا تو امیر المؤمنین نے فرمایا:

خُذِي خِمَارَكِ فَلَعَمْرِي لَدُخُولُهُمْ عَلَيَّ أَعْظَمُ مِنْ حُرْمَةِ شَعْرِكِ(۲)

''تم اپنی اوڑھنی کو لے لو، اللہ کی قسم ان کے میرے پاس آنا تمہارے بالوں کی حرمت وعزت سے میرے لیے کم نہیں۔''

☆ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ فاطمہ بنت عتبہ بن ربیعہ نبی ﷺ کی خدمت میں بیعت کرنے کے لیے حاضر ہوئیں، نبی ﷺ نے ان سے آیت بیعت کی شرائط پر بیعت لینا شروع کردی:

أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ(۳)

اس وقت کی عورتیں اس قدر حیاءدار تھیں کہ ان کے سامنے زنا کے لفظ کا تذکرہ آجائے اس کا سننا گوارہ نہیں تھا۔

☆مشہور روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ: عورتوں کے لئے سب سے بہتر کون سی چیز ہے؟ ہمیں اس کا جواب نہیں سوجھا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ وہاں سے اٹھ کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور ان سے اسی سوال کا ذکر کیا، حضرت فاطمہؓ نے فرمایا آپ لوگ یہ جواب دیں کہ عورتوں کے لئے سب سے بہتر چیز یہ ہے کہ وہ اجنبی مردوں کو نہ دیکھے نہ اجنبی مرد اُنہیں دیکھیں، حضرت علیؓ نے واپس آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ جواب نقل کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ جواب کس نے دیا، عرض کیا فاطمہ نے، فرمایا وہ میرا ٹکڑا ہے۔

---

(۱) موطاامام مالک، حدیث نمبر:۱۲، باب ما جاء في الرضاعة بعد الكبر
(۲) تاریخ المدینۃ:۴/۱۳۰۰ خبر المغيرة بن الاخنس بن شريق
(۳) صحیح مسلم، حدیث نمبر:۱۸۶۶، باب كيفية بيعة النساء

لَيْسَ لِلْمَرأةِ شَيْءٌ خَيْرٌ مِنْ أنْ لا تَرىَ رَجُلاً وَلا يَراهَا، قَالَ: وَمَنْ قالَ ذٰلِكَ؟ قُلْتُ: فاطمة، قال: صَدَقْتَ إنَّها بِضْعَةٌ مِنِّي. (۱)

☆ حضرت شعیب علیہ السلام کی لڑکیاں جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں تو وہ پردہ اور حیاء کی مجسم بنی ہوئی تھیں۔

﴿فَجَاءَتْهُ إِحْدَاهُمَا تَمْشِي عَلَى اسْتِحْيَاءٍ﴾ (۲)

''پھر ان دونوں میں سے ایک لڑکی موسیٰ کے پاس آئی جو شرمائی ہوئی چل رہی تھی۔''

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ یہ لڑکیاں کوئی سطحی لڑکیاں نہیں تھیں کہ جن کا باہر آنا جانا ہوتا ہو، بلکہ باپردہ مجسم حیاء بن کر اپنی اوڑھنی کے سرے کو اپنے چہرے پر رکھ آئیں۔

وَوضَعَتْ يَدهَا عَلٰى وَجهِهَا اسْتِحْياءً (۳)

☆ حضرت عائشہؓ کے یہاں ایک لڑکی کو لایا گیا جس نے گھنگرو پہن رکھے تھے، تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا: اس کے گھنگرو کو نکال کر اسے یہاں لاؤ؛ چوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اس گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے جس میں گھنٹی ہوتی ہے۔

لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ جَرَسٌ (۴)

یعنی عورت کے لیے اپنی زینت کا اظہار اس کی حیاء اور عفت کے خلاف اور خدا کی ناراضگی کو دعوت دینے والا عمل ہے۔

☆ حضرت عائشہؓ کے سامنے ذکر کیا گیا کہ ایک عورت مردانہ جوتے پہنتی ہے، تو انہوں نے فرمایا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت پر لعنت فرمائی ہے جو مردوں سے مشابہت اختیار کرتی ہے۔

---

(۱) کنز العمال، حدیث نمبر: ۴۶۰۱۱، الترهیب

(۲) القصص: ۲۵

(۳) الدر المنثور فی التفسیر بالماثور: ۴۴۸/۴

(۴) سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۴۲۳۱، باب ما جاء فی الجلاجل

لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ المتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ، وَالمتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ(۱)

یہاں پر عورت کے مرد کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے کو اس کی حیاء اور عفت کے خلاف سمجھا گیا۔

☆ حضرت ام علقمہؓ کہتی ہیں کہ میں نے حفصہ بنت عبدالرحمٰن بن ابوبکر کو ایک باریک اوڑھنی پہنے ہوئے دیکھا جس سے ان کا سینہ جھلک رہا تھا، تو حضرت عائشہؓ نے اس کو پھاڑ دیا اور فرمایا:

أَمَا تَعْلَمِينَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ فِي سُورَةِ النُّورِ؟(۲)

''کیا تمہیں اس بات کا علم نہیں جسے اللہ عزوجل نے سورہ نور میں نازل فرمایا ہے۔'' اور انہیں دوسری اوڑھنی مرحمت فرمائی۔

☆ امام ابی شیبہ نے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ایک عورت کو حضرت عائشہؓ کے پاس بھیجا تو انہوں نے ایک لڑکی کے بال کاندھوں پر لٹکے ہوئے دیکھا تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا:

لَوِ اسْتَتَرَتْ هَذِهِ كَانَ أَحْرَى بِهَا(۳)

''اگر یہ ان بالوں کو چھپاتی تو اچھا ہوتا۔''

یعنی یہ بھی عورت کے حیاء کے خلاف ہے کہ وہ اپنے سر، ہتھیلی وغیرہ کو برملا اظہار کرتی پھرے۔

☆ جب ہلاکو خان بغداد میں داخل ہوا اور خلیفہ معتصم باللہ قتل ہوا تو خلیفہ تلاوت میں مصروف تھا، اس کے پاس اس کی نوجوان بیٹی بھی بیٹھی ہوئی تھی، ایک تیر آیا اور بچی کو لگا، وہ بے چاری فوت ہوگئی، اس کا خون زمین پر اس انداز سے گرا کہ اس سے ایک تحریر نمودار ہوئی کہ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر مصیبت نازل فرماتے ہین تو لوگوں کی عقل ختم ہوجاتی ہے اور بے گناہ لوگ مارے جاتے ہیں،

(۱) صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۵۸۸۵، باب المتشبهون بالنساء

(۲) الطبقات الکبریٰ، حدیث نمبر: ۴۱۲۸، عائشة بنت ابی بكر الصديق، مؤطا امام مالک

(۳) مصنف ابن ابی شیبہ، حدیث نمبر: ۶۲۱۴، المرأة تصلی ولا تغطی شعرها

ہلاکوخان کے پاس ملکہ کو بلایا گیا، ملکہ نے راستہ میں فوج کی نگرانی میں لونڈی کے کان میں کوئی بات سنائی، ملکہ مطمئن تھی، جب اندر آئی تو ہلاکوخان سے کہا کہ سامنے خلیفہ کی تلوار ہے، اس میں ایک خصوصیت یہ ہے کہ جب تک اس سے خلیفہ وار نہ کرے یہ کسی کو زخم نہیں کرتی، اگر آپ کو یقین نہ ہو تو اس کا تجربہ بھی آپ کے سامنے کئے دیتی ہوں۔

ہلاکوخان تعجب کر رہا تھا اور اپنے شوق کا اظہار کیا، ملکہ نے اس لونڈی کو اشارہ کیا اور اس نے ایک بھرپور وار ملکہ پر کردیا جس سے اس مقدس خاتون کے دو ٹکڑے ہوگئے اور اس طرح اپنی جان دے کر عصمت بچائی، ہلاکوخان کو اس ناکامی پر بڑا غصہ آیا؛ لیکن اب کیا ہوسکتا تھا، جان دیدی مگر کافر بادشاہ کا ہاتھ اپنے جسم کو نہیں لگوایا، بادشاہ اس کے ساتھ شادی کرنا چاہتا تھا۔(۱)

☆ ہارون رشید کو اپنی بہن عباسہ اور اپنے وزیر جعفر دونوں سے محبت تھی؛ لیکن جب وہ بہن کے پاس جاتا تو وزیر کی یاد آجاتی اور جب وزیر کے پاس جاتا تو بہن کی یاد آجاتی؛ لیکن نکاح کے بغیر دونوں کو ایک جگہ بٹھانا گوارہ نہیں کیا۔(۲)

☆ امام طحاویؒ کی صاحبزادی وہ تعلیم رکھتی تھیں کہ امام ممدوح حدیث وفقہ کا املا بھی ان سے کراتے تھے، خود بولتے اور صاحبزادی قلم بند کرتی تھیں۔

بلکہ امام طحاویؒ کی وفات کا سبب ہی اس صاحبزادی کا حجاب اور انفعال ہوا ہے، صاحبزادی سے مسائل فقہیہ کا املا کرارہے تھے، اس میں بعض نسوانی مسائل کا ذکر آیا جس میں بعض مسائل جماع ومباشرت سے متعلق تھے، جن میں یہ لفظ بھی املا میں آیا ہے کہ: ''إِذَا نُجَامِعُهُنَّ يَكُونُ كَذا'' (جب ہم عورتوں سے جماع کرتے ہیں تو ایسا ہوتا ہے) مثلاً غسل واجب ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ، صاحبزادی نے یہ مسئلہ لکھا اور غیر اختیاری طور پر کچھ ہلکا سا شرم آمیز تبسم کیا، اس پر امام طحاوی کی نظر پڑ گئی، بے حد شرمندہ ہوئے اور اس انفعال اور شرمندگی سے مغلوب ہوکر وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

---

(۱) تاریخ المشاہیر: ۱۱۷-۱۱۹

(۲) سیرت ابن ہشام: ۱۴/ ۲۳۹

☆ ایک بدو راستے سے گذر رہا تھا، اچانک اس کی بیوی کا نقاب گر گیا، لوگوں کی نگاہیں پڑ گئیں، بے جا غیرت کی وجہ سے اس کو طلاق دیدیا اور اس نے مشہور قصیدہ ہائیہ کہا جس کے چند شعر یہ ہیں:

سَأَتْرُكُ حُبَّكُمْ مِنْ غَيْرِ بُغْضٍ		وَذاكَ لِكَثْرَةِ الشُّرَكاءِ فِيْهِ
إذَا وَقَعَ الذُّبابُ عَلٰى طَعَامٍ		رَفَعْتُ يَدَيَّ وَنَفْسِي تَشْتَهِيْهِ
وَتَجْتَنِبُ الْأَسْوَدُ وُرُوْدَ مَاءٍ		إذَا كَانَ الْكِلابُ يَلَغْنَ فَيْهِ

''میں تمہاری محبت کو بغیر دشمنی کے چھوڑ دوں گا، اس میں شریکوں کی کثرت ہوجانے کی وجہ سے، جب مکھی کھانے میں پڑ جاتی ہے تو میں اپنے ہاتھ کو بھوک کے باوجود اٹھالیتا ہوں، سانپ اس پانی پر نہیں آتا ہے جس پانی پر وہ کتوں کو منہ ڈالتے ہوئے دیکھتا ہے۔''

سخت بیماری میں پردہ کی فکر

حضرت عطاء بن رباح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کیا میں تمہیں جنت کی عورت بتلاؤں؟ میں نے عرض کیا ضرور، تو ارشاد فرمایا یہ کالی عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے اور میرا جسم کھل جاتا ہے اس لیے آپ میری شفایابی کے لئے دعا فرمادیجئے، تو آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چاہو تو تم صبر کرو اور تمہیں جنت مل جائے اور چاہو تو میں دعا کروں اور اللہ تعالی تمہیں عافیت دے دے، تو اس خاتون نے کہا میں صبر کرلوں گی؛ لیکن چونکہ میرا ستر کھل جاتا ہے اس لیے دعا کیجئے کہ بس میرا جسم ڈھکا رہ جائے۔

إنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَكِ الجَنَّةُ،وَإنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللّٰهَ أَنْ يُعَافِيَكِ(۱)

اُنہیں اُمّ زفر بھی کہا جاتا ہے، اُس خاتون کا نام سُعیرہ یا شُقیرہ آیا ہے، یہ حضرت خدیجۃ الکبری

(۱) صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۵۶۵۲، باب فضل من یصرع من الریح

رضی اللہ عنہا کی خاص خادمہ تھیں، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد جب بھی وہ آتیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا خاص اکرام فرماتے، حضرت عطاء بن رباح تابعیؒ نے انہیں بڑھاپے میں دیکھا تھا۔

اس حدیث سے پتہ چلا کہ جس کے اندر صبر کی صلاحیت ہوا سے صبر کرتے ہوئے جنت کے اعلیٰ درجات کی کوشش کرنا چاہیے، جنت کی خوشخبری نے مزید اس خاتون میں بلند ہمتی پیدا کردی، وہ سخت بیماری میں بے قابو ہونے کی وجہ سے معذور تھیں، پھر بھی اس قدر پردہ اور ستر پوشی کا خیال اللہ اکبر آج ہماری ماؤں بیٹیوں کو اس سے سبق لینا چاہیے۔

دل ونگاہ کی پاکی پردہ کے بغیر ممکن نہیں

لوگ کہتے ہیں اصل دل کا پردہ ہے، صحیح بات ہے، دل کا پردہ بھی ضرور ہو اور آنکھ وجسم کا بھی، آنکھ اور جسم کے پردے کے بغیر دل کا پردہ نہیں ہوسکتا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پردہ معاف نہیں تو ہم سے کیسے معاف ہوگا؟ اکابر کے ملفوظات میں ہے کہ جب تک جان میں جان اور ہوش و حواس باقی ہیں اس وقت تک شریعت کا حکم باقی ہے، کیا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر وعمر سے بہتر، ہماری عورتیں ازواج مطہرات سے زیادہ بہتر ہوگئیں کہ اُن سے پردہ معاف نہیں اور ہم سے پردہ معاف ہوگیا، ہمیں بنانے والا ہم سے زیادہ واقف ہے۔

اگر وہ کسی خاتون کو جو نامحرم ہے یہ کہتا ہے کہ میں اسے اپنی بہن سمجھتا ہوں تو اسے یہ بھی کہنا چاہیے کہ میں اس سے کبھی نکاح نہیں کروں گا؛ لیکن لوگ اس کے لیے تیار نہیں ہوتے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ تمام شریعت کے احکام کے لیے اتنی بات کافی ہے کہ وہ ''حکم'' ہے، اور حکم ہوتا ہے بڑی ''حکمت'' سے، اور خدا سے بڑا حکمت والا کون ہوسکتا ہے۔

دورِ فتن میں عمل پر زیادہ ثواب

واقعی عریانیت کا دور دورہ ہے لیکن فتنوں کے دور میں شرعی احکام کی پابندی پر بڑے ثواب ہیں،

ایک حدیث میں ہے کہ قتل وغارت گری کے زمانے میں عبادت کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کرنے کی طرح ہے۔

الْعِبَادَةُ فِي الْهَرْجِ كَهِجْرَةٍ إِلَيَّ(۱)

پچاس صحابہ کرام کے برابر ثواب ملتا ہے، تقویٰ کا نور زیادہ ہوتا ہے، فتنوں کے زمانے میں ضرورت زیادہ ہے، پوری شریعت کی طرح شرعی پردے پر بھی عمل کرنے کا، ارادہ تو کریں پروردگارِ عالم دروازے ضرور کھولے گا، ایک دن آئے گا ہنسی اڑانے والے زیادہ قدر کریں گے۔

غیرت، حقیقت واہمیت

غیرت کے معنی عربی زبان میں:

غَارَ الرَّجُلُ عَلٰى أَهْلِه وَالْمَرْأَةُ عَلٰى بَعْلِهَا غَيْرَةً وَغَيْرًا وغَاراً وغِيَاراً

یعنی غیرت وحمیت کا مطلب اصطلاح میں یہ ہے کہ مرد اپنے حق میں دوسرے کی شرکت کو گوارا نہ کرے۔

حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ غیرت فرماتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی غیرت یہ ہے کہ بندہ حرام چیزوں کا ارتکاب کرے۔

إِنَّ اللَّهَ يَغَارُ، وَغَيْرَةُ اللَّهِ أَنْ يَأْتِيَ المؤْمِنُ مَا حَرَّمَ اللَّهُ(۲)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بعض غیرت اللہ تعالیٰ کو پسند ہے، بعض غیرت کی اقسام اللہ تعالیٰ کو ناپسندیدہ ہیں، جو غیرت واقعی شک کی جگہ پر ہو (اپنے گھر میں کسی حرام کو ہوتا ہوا دیکھ کر) تو یہ پسندیدہ ہے، بے موقع غیرت کرنا اللہ تعالیٰ کو ناپسندیدہ ہے (جیسے کوئی عورت بلاعذر شرعی مرد کو دوسرے نکاح سے روکے، یا ماں باپ کو ان میں سے کسی کے انتقال کے بعد

(۱) صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۲۹۴۸، باب فضل العبادۃ فی الھرج

(۲) صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۵۲۲۳، باب الغیرۃ

نکاح کرنے سے روکے)، یا ایک سوکن بلا وجہ دوسری سوکن پر حسد کرے، یا شوہر عورتوں کی معمولی باتوں پر بے اعتمادی کا معاملہ کرے۔

مِنَ الْغَيْرَةِ مَا يُحِبُّ اللَّهُ وَمِنْهَا مَا يُبْغِضُ اللَّهُ، فَأَمَّا الَّتِي يُحِبُّهَا اللَّهُ فَالْغَيْرَةُ فِي الرِّيبَةِ، وَأَمَّا الْغَيْرَةُ الَّتِي يُبْغِضُهَا اللَّهُ فَالْغَيْرَةُ فِي غَيْرِ رِيبَةٍ(۱)

کہاوت ہے کہ جس قوم کے مردوں میں غیرت ہوتی ہے اس قوم کی عورتوں میں پاکدامنی باقی رہتی ہے۔

كُلُّ أُمَّةٍ وُضِعَتِ الْغَيْرَةُ فِيْ رِجَالِهَا وُضِعَتْ الْعِفَّةُ فِيْ نِسَائِهَا(۲)

ابوالاسود دوئلی نے اپنی بیٹی سے فرمایا: اپنے شوہر پر زیادہ غیرت مت کر، یہ حرکت طلاق کی کنجی ہے، زینت اختیار کر، سب سے زیادہ زینت سرمہ سے ہوتی ہے، خوشبو استعمال کیا کر، سب سے بہترین خوشبو وضو کا اہتمام ہے۔

قَالَ أَبُو الأَسْوَد لِابْنَتِه: إيّاكَ وَالْغَيْرَةَ فَإِنَّهَا مِفْتاحُ الطَّلاقِ، وَعَلَيْكَ بِالزِّينَةِ، وأَزْيَنُ الزِّينَةِ الْكُحْلُ؛ وَعَلَيْكَ بِالطِّيبِ، وأطْيَبُ الطِّيْبِ إسْباغُ الْوُضُوْءِ(۳)

عورتوں کے کپڑوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کے والد نے کیسی تربیت کی، اس کا بھائی کس قدر غیرت مند ہے، اس کے شوہر کی مردانگی اور غیرت کیسی ہے، اس کی والدہ نے اس کی کیسی نگرانی کی، ان سب سے پہلے یہ پتہ چل جاتا ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کے دیکھنے کا دھیان ہی نہیں ہے۔

حضرت مریم علیہا السلام سے ان کے حمل کو دیکھ کر قوم نے کہا تھا:

﴿يَاأُخْتَ هَارُونَ مَا كَانَ أَبُوكِ امْرَأَ سَوْءٍ وَمَا كَانَتْ أُمُّكِ بَغِيًّا﴾(۴)

---

(۱) سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۲۶۵۹، باب فی الخیلاء فی الحرب، حدیث حسن (البانی)

(۲) الذريعة الى مكارم الشريعة: ۱/ ۲۴۴، الغيرة والجوار

(۳) عيون الاخبار لابن قتيبة: ۴/ ۷۶، باب سياسة النساء ومعاشرتهن

(۴) مریم: ۲۸

’’اے ہارون کی بہن! نہ تیرے والد بُرے آدمی تھے اور نہ تیری والدہ بدکار تھیں۔‘‘

☆حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے، اس وقت میرے پاس ایک شخص بیٹھا ہوا تھا، یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اچھی نہیں لگی، اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ پر ناراضگی محسوس کی، تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ میرا رضاعی بھائی ہے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اچھی طرح غور کرلو کہ یہ واقعی رضاعی بھائی ہے، اس لیے کہ دودھ پینے کا اعتبار تو اس وقت ہے جب کہ بھوک کی حالت میں دودھ پیا جائے (یعنی بچپن میں دودھ پیا جائے)

قَالَتْ عَائِشَةُ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعِنْدِي رَجُلٌ قَاعِدٌ، فَاشْتَدَّ ذَلِكَ عَلَيْهِ وَرَأَيْتُ الْغَضَبَ فِي وَجْهِهِ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّهُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ، قَالَتْ: فَقَالَ: انْظُرْنَ إِخْوَتَكُنَّ مِنَ الرَّضَاعَةِ، فَإِنَّمَا الرَّضَاعَةُ مِنَ الْمَجَاعَةِ(۱)

☆حضرت سعد بن عبادہؓ نے فرمایا: اگر میں کسی اجنبی کو اپنی بیوی کے پاس دیکھوں گا تو اسے قتل کروں گا، یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچی، تو آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہیں سعد کی غیرت پر تعجب ہے؟ میں اس سے زیادہ غیرت مند ہوں، اور اللہ مجھ سے زیادہ غیرت مند ہے۔

أَتَعْجَبُونَ مِنْ غَيْرَةِ سَعْدٍ لَأَنَا أَغْيَرُ مِنْهُ، وَاللَّهُ أَغْيَرُ مِنِّي(۲)

اسلامی شریعت کے مطابق گواہان لانا پھر زنا کی سزا قائم کرنا اسلامی حکومت میں ضروری ہے، حضرت سعدؓ کا یہ واقعہ لعان وغیرہ کے احکام نازل ہونے سے پہلے کا ہے، اس روایت کا مطلب یہ ہے کہ اس طرح حرام کاری پر غیرت ہونا چاہیے؛ لیکن جذبات سے مغلوب ہوکر کوئی اقدام نہیں ہوگا، شریعت اسلامی خود غیرت کو چاہتی ہے اور ضوابط کے مطابق اس پر عمل کرنے کا حکم دیتی ہے۔

☆حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: مجھے پتہ چلا کہ تمہاری عورتیں کافروں کے ساتھ بازاروں میں دھکم پیل کرتی ہیں، کیا تمہیں غیرت نہیں آتی؟ جس میں غیرت نہیں اس میں خیر نہیں۔

---

(۱) صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۱۴۵۵، باب انما الرضاعة من المجاعة

(۲) صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۶۸۴۶، باب من رأی مع امراته رجلا فقتله

وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: بَلَغَنِي أَنَّ نِسَاءَكُمْ لَيُزَاحِمْنَ الْعُلُوجَ فِي الْأَسْوَاقِ، أَمَا تَغَارُونَ؟ إِنَّهُ لَا خَيْرَ فِي مَنْ لَا يَغَارُ. (۱)

☆ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں آرام کررہا تھا، میں نے اپنے آپ کو جنت میں دیکھا، وہاں دیکھا کہ ایک عورت محل کے کنارے وضو کررہی ہے، میں نے پوچھا یہ محل کس کا ہے؟ بتلایا گیا کہ عمر کا ہے، تو میں نے تمہاری غیرت کو یاد کیا اور واپس آ گیا، حضرت عمرؓ یہ سن کر رو پڑے اور فرمایا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ پر میں کیسے غیرت کروں؟

بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي فِي الجَنَّةِ، فَإِذَا امْرَأَةٌ تَتَوَضَّأُ إِلَى جَانِبِ قَصْرٍ، فَقُلْتُ: لِمَنْ هَذَا؟ قَالُوا: هَذَا لِعُمَرَ، فَذَكَرْتُ غَيْرَتَكَ، فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا فَبَكَى عُمَرُ وَهُوَ فِي المَجْلِسِ ثُمَّ قَالَ: أَوَعَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَغَارُ؟ (۲)

دوستی اور گہرے تعلق کے باوجود مزاجوں کی رعایت پتہ چلتی ہے، خواب میں تک ساتھیوں کی عورتوں سے ملاقات شوہر کی غیر موجودگی میں گوارا نہیں کی گئی، محرم کی موجودگی کے بغیر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے داخل ہونا پسند نہیں کیا۔

☆ حضرت زبیر بن عوامؓ کافی غیرت مند تھے، ان کے نکاح میں حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیقؓ تھیں، ان کے پاس مال ودولت نہیں تھا، اکثر جہاد میں رہا کرتے تھے، گھوڑے کو وہی چارہ ڈالتی، ڈول وغیرہ کو پیوند لگاتی، ایک دن دور سے گھوڑے کا چارہ اٹھا کر لا رہی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شفقت سے فرمایا کہ اونٹ پر سوار ہو جاؤ (شاید پردہ سے پہلے کا حکم ہے) یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اپنے پیچھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوار کرانا مناسب سمجھا، حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں کہ: مجھے شرم آئی کہ میں مردوں کے ساتھ چلوں، مجھے حضرت زبیر کی غیرت یاد آئی۔

---

(۱) المغنی لابن قدامۃ: ۳۰۱/۷، مسألۃ التسویۃ بین الزوجات فی القسم

(۲) صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۳۶۷۹/۵۲۲۷، باب الغیرۃ

فَاسْتَحْيَيْتُ أَنْ أَسِيرَ مَعَ الرِّجَالِ، وَذَكَرْتُ الزُّبَيْرَ وَغَيْرَتَهُ وَكَانَ أَغْيَرَ النَّاسِ(۱)

جب مرد اس طرح کا غیرت مند ہوتو وہی معاملہ کرنا چاہیے جو حضرت اسماءؓ نے کیا، احادیث میں اور بھی واقعات موجود ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ شرعی حدود میں ہر انسان میں غیرت ہونی چاہیے؛ لیکن سوکن کا دوسری سوکن کے بارے میں غیرت مند ہونا ناجائز ہے (جب کہ اسے اپنے پورے حقوق مل رہے ہوں) بیوی کو اپنے شوہر پر شک کرنا مناسب نہیں ہے کہ وہ کہاں دیکھتا ہے؟ کس سے بات کرتا ہے؟ بار بار اس طرح کا بے اعتمادی کا اظہار ازدواجی زندگی کو اجیرن کر دیتا ہے۔

☆اسی غیرت اور حیاء کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی خاتون کے پاس جس کا شوہر نہ ہو تنہا جانے کو منع فرمایا۔

لَا تَدْخُلُوْا عَلَى الْمُغِيْبَاتِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِيْ مِنْ ابْنِ آدَمَ كَمَجْرَى الدَّمِ(۲)

''ایسی عورتوں کے پاس نہ جاؤ جن کے شوہر موجود نہ ہوں؛ کیوں کہ شیطان انسان کی رگوں میں خون کی طرح دوڑ رہا ہے۔''

☆حضرت جعفر بن ابی طالبؓ کی شہادت کے بعد اسماء بنت عمیسؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے نکاح کیا، بنی ہاشم کے کچھ حضرات اسماء بنت عمیس کے پاس ملاقات کے لیے آئے، اسی دوران حضرت ابوبکرؓ گھر میں داخل ہوئے، اس صورتحال کو ناپسند کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس واقعہ کا ذکر فرمایا، اور کہا کہ میں ان کے بارے میں کوئی برا خیال نہیں کرتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسماء بنت عمیس کو تو اللہ تعالیٰ نے اس قسم کی نازیبا حرکتوں سے بری کر دیا ہے، پھر منبر پر کھڑے ہوکر ارشاد فرمایا:

لَا يَدْخُلْ رَجُلٌ بَعْدَ يَوْمِي هَذَا عَلَى مُغِيبَةٍ إِلَّا وَمَعَهُ رَجُلٌ أَوِ اثْنَانِ(۳)

''آج کے بعد کوئی مرد کسی ایسی عورت کے پاس جس کا شوہر یا محرم گھر میں نہ ہو ہرگز نہ جائے مگر

(۱) صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۵۲۲۴، باب الغیرۃ

(۲) سنن دارمی، حدیث نمبر: ۲۸۲۴، باب الشیطان یجری من بنی آدم مجری الدم

(۳) صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۱۴۱۱

تب ہی جب کہ اس کے ساتھ ایک یا دو ساتھی ہوں۔‘‘

آزاد عورت اور باندی کا فرق

مدینہ پاک میں کچھ بے حیاء لوگ عورتوں کی تلاش میں رہتے تھے اور وہ صرف باندیوں کو چاہتے تھے، پردہ سے پہلے کبھی غلطی سے آزاد مسلمان خواتین پر بھی ہاتھ ڈال دیتے تھے، اس لیے بھی پردہ کا حکم نازل ہوا کہ جلباب کے ذریعہ سے فرق ہوگا کہ آزاد کون ہے اور باندی کون ہے، پردہ کے حکم کے بعد بعض باندیوں نے بھی اس طرح آزاد عورتوں کا برقع پہننا چاہا تو حضرت عمرؓ نے فرق باقی رکھنے کے لیے درّہ سے ان کی خبر لی اور فرمایا:

أَلْقِي عَنْكِ الْخِمار يا دِفَار، أتشبهين بِالْحَرَائِرِ؟!(۱)

’’اے باندیو! تم اپنے یہ ڈوپٹے ہٹاؤ، کیا تم آزاد عورتوں کی مشابہت اختیار کر رہی ہو؟!‘‘

بعض حضرات نے لکھا ہے کہ مدینہ پاک کی گلیاں تنگ تھیں، کچھ شر پسند راستوں میں کھڑے ہوجاتے، اگر باندیاں مل جاتیں تو انہیں کچھ پیسے دے کر فحاشی کا کام کر لیتے، کچھ آزاد عورتیں اور شریفات بھی اس زد میں آ گئیں، تو حضرت عمرؓ نے ضابطہ متعین کر دیا کہ باحیاء اور شریف آزاد خواتین کا مکمل جسم ڈھکا رہے گا، اور باندی کا سر اور چہرہ کھلا رہے گا۔

مقاصد یہ بھی ہے کہ باحیاء عورتوں کو مکمل حفظ فراہم کر دیا جائے۔

’’يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِن‘‘ کی تفسیر دیکھ لیں۔

نظر کی حفاظت تو دونوں سے کرنا ہے، فحاشی کا فروغ اسلامی ریاست میں نہیں ہوسکتا ہے۔

اجنبی عورتوں کے ساتھ اختلاط

دین اسلام نے بے حیائی کے تمام دروازے بند کر دئے، کسی مرد کے لیے چاہے وہ نبی ہو کسی بھی اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں جمع ہونا جائز نہیں، خلوۃ مع الاجنبیۃ حرام ہے۔

(۱) نصب الرایۃ: ۱/۳۰۰، باب شروط الصلاۃ

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ رہے مگر یہ کہ کوئی قریبی رشتہ دار ساتھ ہو۔

لاَ يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ(۱)

حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عورتوں کے پاس مت جاؤ، تو ایک انصاری نے کہا: دیور کے بارے میں کیا حکم ہے؟ (وہ تو عامۃ گھر میں ہی رہتا ہے) فرمایا: دیور تو موت ہے، یعنی جیسے موت سے ڈرتے ہیں ایسے ہی دیور سے ڈرنا چاہیے، اس سے بھی پردہ کرنا چاہیے۔

إِيَّاكُمْ وَالدُّخُولَ عَلَى النِّسَاءِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَفَرَأَيْتَ الحَمْوَ؟ قَالَ: الحَمْوُ المَوْتُ(۲)

حضرت نافع نقل کرتے ہیں کہ ابن عمرؓ نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر ہم یہ دروازہ (مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا) عورتوں کے لیے چھوڑ دیتے تو اچھا تھا، اس کے بعد حضرت ابن عمرؓ اپنی موت تک اس دروازہ سے مسجد نبوی میں داخل نہیں ہوئے، معلوم ہوا کہ مسجد نبوی میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مردوں اور عورتوں کا دروازہ الگ رکھنا چاہتے تھے۔

عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ تَرَكْنَا هَذَا الْبَابَ لِلنِّسَاءِ، قَالَ نَافِعٌ: فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ ابْنُ عُمَرَ، حَتَّى مَاتَ(۳)

حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹیوں کے واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ وہ پانی کے چشمہ سے دور کھڑی تھیں، اپنی بکریوں کو قوم کی بکریوں سے دور رکھ رہی تھیں تا کہ بکریوں کے پیچھے مردوں سے اختلاط نہ کرنا پڑے، اور گھر سے اس لیے نکلنا پڑ کہ والد محترم بوڑھے ہیں۔

---

(۱) صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۵۲۳۳، باب لا یخلون رجل بامرأة إلا ذو محرم

(۲) صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۵۲۳۲، باب لا یخلون رجل بامرأة إلا ذو محرم

(۳) سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۴۶۲، باب فی اعتزال النساء فی المساجد عن الرجال

﴿وَلَمَّا وَرَدَ مَاءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ أُمَّةً مِنَ النَّاسِ يَسْقُونَ وَوَجَدَ مِنْ دُونِهِمُ امْرَأَتَيْنِ تَذُودَانِ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا قَالَتَا لَا نَسْقِي حَتَّى يُصْدِرَ الرِّعَاءُ وَأَبُونَا شَيْخٌ كَبِيرٌ﴾(۱)

''اور جب مدین کے پانی (یعنی کنویں) پر پہنچے تو وہاں لوگوں کا ایک مجمع دیکھا جو (مویشیوں کو) پانی پلا رہا تھا اور دیکھا کہ ان سے الگ دو عورتیں (اپنی بکریوں کو) روکے ہوئے کھڑی ہیں، موسیٰ نے کہا: تم لوگوں کا کیا مسئلہ ہے؟ دونوں کہنے لگیں: چرواہے (پانی پلا کر) چلے جاتے ہیں، تب ہم پانی پلایا کرتے ہیں اور ہمارے والد بہت بوڑھے ہیں (اس لئے وہ خود نہیں آسکتے)''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: إِنِّي لَا أُصَافِحُ النِّسَاءَ(۲)

''میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔''

نکاح کے لیے بھی خاص انداز میں تنہائی کے بغیر دیکھنے کی اجازت دی گئی، تین دن سے زیادہ کا سفر (مسافت شرعی) بغیر محرم کے چاہے سفر حج ہو ممنوع ہے۔

لاَ تُسَافِرِ المَرْأَةُ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ، وَلاَ يَدْخُلْ عَلَيْهَا رَجُلٌ إِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ(۳)

''عورت کسی محرم کے ساتھ ہی سفر کرسکتی ہے، اور اسکے پاس کوئی شخص کسی محرم کے ساتھ ہی جا سکتا ہے۔''

بعض روایات میں ہے کہ نامحرم عورت و مرد کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے جو ضرور دونوں میں گناہ کا داعیہ پیدا کر دیتا ہے۔

لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا كَانَ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ(۴)

☆اگر دروازہ کھلا ہو تو اسے خلوت نہیں کہا جاتا ☆بے شعور بچے کے رہنے سے خلوت ختم نہیں

---

(۱) القصص:۲۳

(۲) مؤطا امام مالک، حدیث نمبر:۲، باب ما جاء في البيعة

(۳) صحیح بخاری، حدیث نمبر:۱۸۶۲، باب حج النساء

(۴) سنن ترمذی، حدیث نمبر:۱۱۷۱، باب ما جاء في كراهية الدخول على المغيبات

ہوتی، ایسا بچہ ہوتب بھی اسے خلوت ہی کہا جائے گا ☆لفٹ میں بھی خلوت پیدا ہوجاتی ہے، زنا کا ہونا ضروری نہیں، ناپاک اور مکروہ وساوس پیدا ہوہی جاتے ہیں ☆احتیاط یہی ہے کہ کار میں بھی نامحرم کے ساتھ نہ جائے ☆مولوی صاحب کے ساتھ بالغ یا قریب البلوغ لڑکی کو تنہائی میں قرآن پڑھانا بھی ناجائز ہے، یہ بھی خلوت مع الاجنبیہ کے حکم میں ہے، اس سے پیدا ہونے والے فساد کو روکا نہیں جاسکتا ہے ☆سخت ضرورت کی وجہ سے نامحرم سے فون پر بات کرسکتی ہے کھرے اور روکھے انداز میں۔

بعض نیک بندیاں فون پر کپڑا رکھ کر بات کرتی ہیں تاکہ ان کی فطری آواز اجنبی مرد کے کان میں نہ جائے۔

اپنی بیٹیوں کو یہ سکھائیے

(۱۰)

جب زمین سے کوئی چیز اٹھانے لگو یا دکان، بازار یا عام جگہ پر ہوتو رکوع کے طریقے پر مت جھکو بلکہ کمر سیدھی رکھ کر جھکو اور اس طرح کھڑی ہوجاؤ تاکہ کوئی نازیبا ہیئت پیدا نہ ہو اور جسم نمایاں نہ ہو۔

(۱۱)

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ سب قدیم اور فرسودہ باتیں ہیں۔۔۔۔؛ لیکن دراصل یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ اسے زندہ رکھیں؛ کیوں کہ یہ ہمارے پاکیزہ دین کے تقاضے ہیں۔

عورتوں کا موٹر سائیکل چلانا

عورتوں پر ضروری ہے کہ وہ اپنے پورے بدن کو اجنبی مردوں سے چھپائے، چھپانے والا کپڑا کشادہ اور موٹا ہو، بدن کی ساخت ظاہر نہ ہو، اور نہ وہ کپڑا باریک ہو۔

اصل یہ ہے کہ عورت جانوروں پر سواری کر سکتی ہے جیسا کہ اونٹ پر سواری ہوتی تھی، بخاری ومسلم میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ بہترین عورتیں قریش کی عورتیں ہیں، اونٹ پر سوار ہوتی ہیں۔

مسلم کی روایت میں ہے حضرت مریم بنت عمران بھی اونٹ پر نہیں بیٹھیں۔

بعض فقہاء نے سوائے جہاد اور حج کی حاجت کے گھوڑے پر عورت کو سوار ہونے سے منع فرمایا ہے اور جو عورت مردوں سے تشبہ کرے اس پر لعنت فرمائی ہے۔

الدر المختار میں ہے کہ: مسلمان عورتیں زین پر نہیں بیٹھیں گی، حدیث میں اس سلسلہ میں ممانعت آئی ہے، یہ منع اس وقت ہے جب کہ دل بہلانے کے لیے ہو، اگر غزوہ یا حج یا دینی ضرورت کے لیے ہو، یا دنیاوی ایسا کوئی مقصد ہو، جس کے بغیر چارہ ہی نہیں تو کوئی حرج نہیں۔

عورتوں کی سواری کی ممانعت دو وجہ سے کی گئی ہے:

۱۔ اس میں مردوں کے ساتھ مشابہت لازم آتی ہے جس کی ممانعت احادیث میں آئی ہے۔

۲۔ اس میں عورتوں کا فتنہ کی جگہوں کا اعلان واظہار ہے جس کے ستر کا حکم دیا گیا ہے۔

وَقَدْ أُمِرْنَ بِالسَّتْرِ(۱)

ہاں البتہ اگر عورت بوڑھی یا جوان ہو، لیکن اپنے شوہر کے ساتھ سواری کرے کسی عذر کی وجہ سے مثلاً جہاد یا حج یا عمرہ کے لیے تو ستر اور پردہ کا لحاظ کرتے ہوئے سوار ہو تو کوئی حرج نہیں۔

فَأَمَّا إذا كَانَتْ عَجُوزاً أَوْ كَانَتْ شَابَّةً إلاّ أَنَّها رَكِبَتْ مَعَ زَوْجِها بِعُذْرٍ بِأَنْ رَكِبَتْ

---

(۱) المحیط البرہانی: ۵/۳۸۵، الفصل السابع والعشرون فی البیع

لِلْجِهاد، وقَدْ وَقَعَتْ الْحَاجَةُ إِلَيْهِنَّ لِلْجِهادِ، أوْ لِلْحَجِّ أوْ لِلْعُمْرَةِ فَلاَ بَأسَ إنْ كَانَتْ مُسْتَتِرَةً(۱)

حضرت عبد اللہ بن بازؒ نے بھی عورت کے گاڑی چلانے کو ناجائز قرار دیا ہے، اور انہوں نے عورت کے ڈرائیونگ کے نتیجہ میں جن مفاسد کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہے اس کا ذکر کیا ہے، مردوں کے ساتھ اختلاط ہوگا، اور اللہ عزوجل نے مومن عورتوں کو اپنے گھر میں رہنے کو فرمایا ہے اور غیر محارم کے لیے زینت کے اظہار سے روکا ہے اور انہوں نے عورت کی ڈرائیونگ کے عدم جواز پر پردہ کی مختلف آیتوں سے استدلال کیا ہے اور اس روایت سے بھی استدلال کیا ہے:

أَلَا لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ فَإِنَّ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ(۲)

''خبردار! کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ تنہا نہ رہے، جب کوئی عورت مرد کے ساتھ تنہا ہوتی ہے تو ان کا تیسرا شیطان ہوتا ہے۔''

لائسنس نکالنے اور کبھی ڈرائیونگ سیکھنے کے لئے غیر مردوں کا سہارا لینا پڑتا ہے، پٹرول ختم ہوجائے، گاڑی خراب ہوجائے، یا چلانے والی کسی حادثے کا شکار ہوجائے، تو بھی مردوں سے اختلاط کرنا پڑتا ہے، ویرانے میں غنڈے اسے روک کر زنا وقتل کی واردات ہوتی رہتی ہیں۔

یہ سب واقعات آئے دن ہمارے ملک میں پیش آتے رہتے ہیں؛ لیکن بجائے اپنے اعمال کو بدلنے کے مجرم کے بارے میں تبصرے اور قانون سازی کی باتیں ہوتی ہیں، خوب یاد رکھئے تجوری کھلا رکھنے والا چوری کرنے والے سے بڑا مجرم ہے کہ اس نے چوری کا موقع فراہم کیا اور چوری کی دعوت دی، پردہ ہی اس بات کا اعلان ہوتا ہے کہ میں پیشہ ور یا بے حیا عورت نہیں ہوں۔

﴿ذَلِكَ أَدْنَىٰ أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ﴾(۳)

---

(۱) المحیط البرہانی:۵/۳۸۵، الفصل السابع والعشرون فی البیع

(۲) صحیح ابن حبان، حدیث نمبر:۵۵۸۷۶، ذکر الزجر عن أن یبیت المرء عند امرأة

(۳) الاحزاب:۵۹

بہت سخت مجبوری اور خاص حالات میں محدود طریقہ پر مکمل پردہ کے ساتھ استعمال کرنے کے لیے علماء کرام سے پوچھ لیں۔

اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ ''میرا جسم میری مرضی'' تو دیکھنے والے بھی کہتے ہیں کہ ''میری آنکھ میری مرضی'' پھر جذبات بے قابو ہو جائیں تو آگے کے حالات کے لیے تیار رہیے، آزادئ رائے آزادئ فکر کی حد بندی سوائے قانونِ الٰہی کے کوئی اور معتدل اور فطرت کے موافق نہیں کرسکتا۔

تمرینی سوالات

۱) حضرت فاطمہؓ کے بقول عورت کا حقیقی جوہر اور حقیقی کمال کیا ہے؟
۲) گھر میں بلاضرورت سر کھلا رکھنے سے آپ بچتی ہیں یا نہیں؟
۳) حضرت فاطمہؓ کے پردہ کے بعض اوقات ذکر کیجیے۔
۴) حضرت عائشہؓ کے حیاء کے بعض واقعات ذکر کیجئے۔
۵) کیا دل کا پردہ کافی نہیں ہے؟
۶) زچگی اور علاج کے لیے دواخانے کا انتخاب کرنے سے پہلے کیا تحقیق کر لینا چاہیے؟
۷) بادشاہوں اور علماء کرام کی عورتوں کے حیاء کے واقعات بتلایئے۔
۸) اس زمانہ میں پردہ کا اہتمام کرنے پر اللہ تعالیٰ ہمیں کیا دیں گے؟
۹) کیا آپ موٹر سائیکل یا کار چلانا چاہتی ہیں؟

مخلوط تعلیم اور عورتوں کی ملازمت

روئی آگ کے سامنے آنے کے بعد ضرور جل جائے گی،مخلوط تعلیم کی تباہ کاریاں لکھنے کے لیے مستقل کتاب چاہیے،قبل از عمر زنا کے تجربات، اسقاطِ حمل کے واقعات، پڑھانے والوں اور پڑھانے والیوں کا اپنے طلبہ وطالبات سے بے حیائی کے تعلقات،پسند کی شادی کا بڑھتا ہوا رجحان،یہ سب وہ اثرات ہیں جو آج پوری دنیا دیکھ رہی ہے،مستقل کتابیں انگریزی عربی اور اردو میں آچکی ہیں۔وہ علم کہلائے جانے کے قابل نہیں جس کے پڑھنے کے بعد کپڑا جسم پر چھوٹا ہوجائے،برقعہ جسم پر بوجھ محسوس ہونے لگ جائے،ہمیں مان لینا چاہیے کہ مرد وعورت کی ذمہ داریاں الگ الگ ہیں،جن ملکوں میں عورت گھر سے نکل چکی ہے ان ملکوں میں عورت کو ماں بنانا،بہن بنانا،بیوی بنانا گھر واپس لانا دشوار ہو چکا ہے۔

بیوی کا شوہر اور شوہر کا بیوی سے تعلق کمزور ہوجاتا ہے،ملازمت کی جگہ عورت کا کسی اور مرد سے تعلق ہوجاتا ہے،مالک ناجائز استعمال کرتا ہے،بہت سی مرتبہ بلکہ دن بھر عورت غیر مرد کے ساتھ تنہا رہتی ہے پھر شیطان اپنا کام کرلیتا ہے،نوکری کے تقاضوں کی وجہ سے حمل ٹھہرانے میں کافی سوچنا پڑتا ہے، حالتِ حمل میں بھی کافی دن تک نوکری کرنا پڑتا ہے،رشتے میں محبت ہوتو کم تنخواہ میں بھی کام ہوسکتا ہے، عورت کو گھر بٹھا کر مردوں کے اعمال میں عورتوں کے لیے اجر وثواب رکھا گیا،اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا کی مفصل روایت موجود ہے نماز،روزہ،پاکدامنی،اور شوہر کی اطاعت پر جنت کا وعدہ کیا گیا ہے۔

کوئی عورت نبی نہیں بنی ہے لیکن ہر نبی عورت کی گود میں پلا ہے عورت انسانیت کی معمار ہے خاندان کی پرورش کرنے والی ہے،یہ وزیر،یہ عالم،یہ حاکم پہلے اس کی گود میں آتا ہے۔

ماں،بہن، بیوی کی محبت کا کوئی بدل نہیں ہے سوچنا چاہیے کہ طواف، حج،نماز،مسجد میں پردہ معاف نہیں ہے تو کالج میں کیسے معاف ہوگا؟ عورتوں کو مسجدوں اور جمعہ میں لانے سے منع کیا گیا،کیا

ہماری بچیاں خوشبو لگائے بغیر کالج یا ملازمت پر جاسکتی ہیں؟ کیا ان کے برقعے شریعت کے ضابطے کے مطابق سادے رہتے ہیں یا نہیں؟ راستے میں چلنے کی جگہ مردوں سے علیحدہ رکھی گئی، حج کا سفر بغیر محرم کے جائز نہیں، بے پردگی کے بھیانک نتائج بھگتنا پڑ رہا ہے اُن لوگوں کو جنہوں نے اس مخلوط نظام کو پھیلایا ہے، تجوری کھلا رکھنے والا چور سے بڑا مجرم ہے جو چور کو چوری کا موقع دے رہا ہے اور تنہا نکلنے والی عورتیں خود ہی مردوں کو بے حیائی کی دعوت دے رہی ہیں، عورتوں میں حیا اور مردوں میں غیرت چاہیے، عورتوں کے لباس اور چال ڈھال سے پتہ چل جاتا ہے کہ اس کا مرد بے غیرت ہے یا باغیرت۔

کچھ ضروری مسائل وتنبیہات

☆ پردہ میں بھی بے حیائی کے واقعات اس لیے ہوتے ہیں کہ حقیقی پردہ ہی نہیں ہوتا، یا کبھی بے پردہ ہونے پر یہ حرکت سرزد ہوتی ہے، اور یا تو پردہ اپنانے سے پہلے کے تعلقات کی وجہ سے بے حیائی کے واقعات پیش آتے ہیں۔

☆ فتنہ اور محرمیت کی بنیاد پر پردہ واجب ہے، اس لیے رضاعی بہن اور جوان ساس سے بے تکلفی اور تنہائی نہیں اختیار کرنا چاہیے۔

☆ بعض خاص حالات میں عورت کو چہرہ کھولنے کی اجازت ہے، مگر مرد کے لیے نظر اٹھانے کی اجازت پھر بھی نہیں ہے۔

☆ ازواج مطہرات رضی اللہ عنھن سے پردہ واجب ہے (۱) حالاں کہ اس سے گناہ کا خیال اور وہم بھی نہیں ہوسکتا (۲) جیسے حقیقی ماؤں سے نکاح حرام ہے ان سے بھی نکاح حرام ہے (۳) ان سے بات کرنے والے رضی اللہ عنھم کا مقام رکھتے تھے (۴) ان کی باتیں دینی مسائل سے متعلق ہوا کرتی تھیں، جب ان سے پردہ معاف نہیں تو ہم سے کیسے معاف ہوسکتا ہے؟

☆ بے پردگی کھلی نافرمانی ہے، جن کو حدیث پاک میں ''مُجاھدین'' کہا گیا ہے، جن کو معافی کے قابل نہیں سمجھا گیا۔

☆ بدنظری اس لیے حرام ہے کہ (۱) یہ اللہ کا حکم ہے (۲) شیطان کے تیروں میں سے ایک تیر ہے: إِنَّ النَّظْرَ سَهْمٌ مِنْ سِهامِ إِبْلِيْس[۱] (۳) جس نے نظر پھیرا اسے اس تقوی پر ایسی عبادت ملے گی جس کی حلاوت وہ ضرور پائے گا۔ أَخْلَفَ اللّٰهُ لَهُ عِبَادَةً يَجِدُ حَلَاوَتَهَا[۲] (۴)

(۱) کنز العمال، حدیث نمبر: ۱۳۰۶۸

(۲) تفسیر ابن کثیر: ۶/ ۴۳

بدنظری آنکھ کا زنا ہے۔ زِنَا الْعَيْنِ النَّظْرُ(۱)(۵) دل کا میلان گناہوں میں سے ہے اور زنا کی طرف لے جاتا ہے، پھر پہلے نظر، پھر خیالات، پھر قدم اٹھتے ہیں، پھر زنا ہوتا ہے (۶) جنسی اعتبار سے آدمی کمزور ہوجاتا ہے، مختلف قسم کے امراض آدمی میں پیدا ہونے لگتے ہیں۔

نامحرم کو قصداً اور ارادہ سے دیکھنا:

نامحرم پر غیر ارادی طور پر نظر پڑ جائے پھر وہ قصداً دیکھتا رہا۔

غیر ارادہ نظر فوراً ہٹالیا؛ لیکن خیال کو باقی رکھا، یعنی قصداً سوچتا رہا۔

بدون دیکھے ہی غائبانہ ہی نامحرم کا تصور لاکر لذت حاصل کرتا رہا۔

یہ تمام چیزیں اختیاری ہیں اس لیے حرام ہیں۔

☆ اجنبی عورت یا امرد مشتہی سے گانا سننا بھی ایک قسم کی بدکاری ہے، حتی کہ اگر کسی لڑکے کی آواز سننے سے نفس میں شرارت پیدا ہو تو اس سے قرآن سننا بھی جائز نہیں۔

☆ ان سب احکام کا خلاصہ یہ ہے کہ بوڑھی عورتوں پر پہلا درجہ یعنی چہرہ اور ہتھیلیوں کے علاوہ سارا بدن چھپانا واجب ہے، دوسرا اور تیسرا درجہ مستحب ہے، دوسرا درجہ یہ ہے کہ چہرہ اور ہتھیلیوں اور پیروں کو بھی برقع وغیرہ سے چھپایا جائے، تیسرا درجہ یہ ہے کہ دیوار یا پردہ کی آڑ میں اس طرح رہے کہ اس کے کپڑوں پر بھی اجنبی کی نظر نہ پڑے۔

جوان اور ادھیڑ عورتوں کے لیے پہلا درجہ بھی واجب ہے، بہت سخت مجبوری میں اس میں گنجائش ہے، اور دوسرا تیسرا درجہ بھی واجب ہے، بہت سخت مجبوری سے کم درجہ کی مجبوری اور ضرورت کے مواقع پر کچھ سہولت بھی ہے، یعنی اگر مجبوری کا درجہ ہو تو چہرہ اور ہتھیلیوں کو کھولنا اجنبی کے سامنے ان کو بھی جائز ہے، بشرطیکہ فتنہ فساد کے احتمال کی بندش بھی حتی الامکان کر لی جائے، یعنی سر اور کلائی، پنڈلی وغیرہ کھولنا حرام ہوگا، اور زیب وزینت کے ساتھ نامحرم کے سامنے آنا حرام ہوگا، اور اگر سخت مجبوری سے کم درجہ

(۱) کنز العمال، حدیث نمبر: ۱۳۰۵۵

سے کم درجہ کی ضرورت ہوتو اس صورت میں برقع کے ساتھ گھر سے باہر نکلنا جائز ہے، جوان اور ادھیڑ عمر کی عورت کے لیے چہرہ اور ہاتھ کھولنا حرام ہے، اسی طرح زیب وزینت کے کپڑے اور خوشبو لگا کر نکلنا حرام ہوگا۔

عورتیں مردوں کو دیکھ سکتی ہیں یا نہیں؟

عورت کو شہوت سے کسی کی طرف قصداً دیکھنا جائز نہیں سوائے شوہر کے، بلا شہوت نظر کرنے میں تفصیل ہے کہ عورت کا دوسری عورت کے بدن کو ناف سے زانو تک کے علاوہ دیکھنا جائز ہے۔

اور مرد کے بدن کو ناف اور زانو (گھٹنے) کے درمیان دیکھنا بالاتفاق حرام ہے، اس کے علاوہ دیکھنا بلا شہوت جائز ہے، مگر خلاف اولیٰ ہے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام سلمہؓ اور میمونہؓ کو اندھے صحابی عبداللہ ابن ام مکتومؓ سے پردہ کرنے کا حکم دیا۔

نابالغ لڑکوں سے پردہ:

(۱) ایک تو وہ جو بالکل نادان ہیں، جن کو بالکل کسی چیز کی تمیز نہیں ہے، ان کے سامنے برہنہ ہونا اور بالکل بے لباس ہونا بھی جائز ہے، وہ مثل جمادات کے ہیں۔

(۲) ذرا ہوشیار اور تمیز والا تو دکھتا ہے؛ لیکن حد شہوت کو نہیں پہنچا، اس کے روبرو ناف سے گھٹنے تک کھولنا جائز نہیں، باقی جائز ہے۔

(۳) تیسرا وہ جو بلوغ تک پہنچ گیا، اس کا حکم مثل بالغین کے ہے، اس سے عام ستر ڈھانکنا فرض ہے۔(۱)

☆ قبرستان بوڑھی عورتیں عبرت کے لیے جاسکتی ہیں، جوان عورتیں نہیں جاسکتی ہیں۔

☆ پردہ کی وجہ سے عورتیں نماز نہیں قضا کرسکتی ہیں، برقع میں نیچے اتر کر نماز پڑھیں گی، برقع کا پردہ اس وقت کافی ہے۔

---

(۱) امداد الفتاویٰ

☆ جس عضو کو زندگی میں دیکھنا جائز نہیں مرنے کے بعد دیکھنا بھی جائز نہیں، زیر ناف بال، سر کے بال ان کو یونہی نہیں پھینکنا چاہیے۔

☆ مرد کا جھوٹا پینا نامحرم عورت کو اور عورت کا جھوٹا پینا نامحرم مرد کو جب کہ لذت کا احتمال ہو تو مکروہ ہے۔

☆ نامحرموں سے پردہ شادی سے پہلے اور شادی کے بعد ہمیشہ پوری اہمیت کے ساتھ ہونا چاہیے۔

☆ تنہائی میں بیوی شوہر بلاضرورت برہنہ نہ ہوں (اگرچہ جائز ہے) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ستر نہیں دیکھا اور انہوں نے میرا ستر نہیں دیکھا۔

☆ اگر آدمی اپنی بیوی کے پاس ہو اور صحبت کے وقت اجنبیہ عورت کا تصور قصداً کرے تو حرام ہے۔

☆ کالی کلوٹی، بدصورت، سیاہ فام عورت سے بھی پردہ ضروری ہے۔

☆ گھر میں کام کرنے والی نوکرانیوں کا صرف چہرہ کھول کر نامحرموں کے سامنے آنا یہ ادنیٰ درجہ کا پردہ ہے جو ضرورت اور مجبوری کے وقت جائز ہے، مرد انہیں نہ دیکھیں، تنہا نہ رہیں، ایسے فتنے پیدا ہو رہے ہیں کہ الامان والحفیظ، مرد نوکروں سے بھی مالکن کو پردہ کرنا چاہیے، تنہا رہنا، کھلے سر پھرنا ہرگز جائز نہیں ہے۔

☆ پردہ میں غلو نہیں کرنا چاہیے، ایسا پردہ نہ ہو کہ مرد نماز کو جائیں تو تالا لگا کر جائیں، جیسے مرد وحشت ختم کرنے اپنے دوستوں کے پاس جاتا ہے، عورت کو بھی اس کے رشتہ داروں اور سہیلیوں سے ملانا چاہیے، اور اس کو وقت دینا چاہیے، دھوپ میں جانے اور اس کی صحت کی حفاظت کرنے کی فکر بھی رہے۔

تفصیلات دیکھیے:

(۱) احکام پردہ عقل ونقل کی روشنی میں (مفتی زید صاحب مظاہری ندوی)

(۲) شرعی پردہ (قاری محمد طیب صاحبؒ، مہتمم دارالعلوم دیوبند)

(۳) شرعی پردہ کس سے؟ (فقیہ العصر حضرت مولانا رشید احمد صاحبؒ)

☆ بچپن سے پردہ نہ کرنے پر پردہ معاف نہیں ہوتا، جب دونوں بالغ ہوجائیں یا ایک بالغ ہوجائے تو پردہ واجب ہے۔

☆ نامحرم بوڑھوں سے پردہ کرنا زیادہ ضروری ہے۔

☆ مدت تک بے پردہ رہنے سے پردہ معاف نہیں ہوتا۔

چھوٹے گھر میں پردہ:

(۱) چھوٹے گھروں میں عورتیں ہوشیار رہیں، بے پردگی کے مواقع سے حتی الامکان بچیں۔

(۲) لباس میں احتیاط کریں، بالخصوص سر پر ڈوپٹہ رکھیں۔

(۳) مرد (نامحرم) گھر میں داخل ہوتے وقت کھنکھار کر داخل ہوں۔

(۴) نامحرم کے آنے پر عورتیں اپنا چہرہ دوسری طرف پھیر لیں۔

(۵) چہرہ نہ پھیر سکتی ہوں تو ڈوپٹہ چہرہ پر ڈال لیں۔

(۶) بغیر شدید ضرورت کے نامحرم سے بات نہ کریں۔

(۷) نامحرم مردوں کی موجودگی میں عورتیں زور زور سے باتیں نہ کریں۔

☆ منگنی کی وجہ سے منگیتر حقیقی بیوی نہیں بن جاتی ہے، ساتھ رہنا، گھومنا پھرنا، فون پر تنہائیوں میں باتیں کرنا ہرگز جائز نہیں ہے، منگنی نکاح کرنے کے وعدہ کو پختہ کرنے کی ایک رسم ہے۔

☆ اپنی بیوی سے صحبت کے وقت اجنبی عورت کا تصور کر کے لذت حاصل کرنا جائز نہیں ہے، شادی سے پہلے منگیتر کو دیکھنے کے بعد اس کی تصویر یا تصور سے لطف اندوز ہونا بھی درست نہیں ہے۔

تاریخ اسلام میں عورتوں کے علم، عمل، تربیت اور بہادری کے واقعات موجود ہیں، خاندان کی تعمیر کے ساتھ شوہروں سے وفاداری کرتے ہوئے کامیاب زندگی گذارنے کی ہر زمانہ میں ہزاروں لاکھوں مثالیں موجود رہی ہیں، پردہ سے آزاد ہو کر تعلیمی اور کھیل بلکہ ڈانس کے میدان میں ترقی رکھنے کے نتائج

کھلی آنکھوں دیکھ سکتے ہیں۔

تمرینی سوالات

۱) بدنظری کے نقصانات بتلایئے۔

۲) بوڑھی اور جوان عورت کے پردہ کا فرق بتلایئے۔

۳) حضرت عبداللہ ابن ام مکتومؓ اور ام سلمہؓ ومیمونہؓ کا کیا واقعہ پیش آیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں؟

۴) نابالغ لڑکوں سے پردہ کی تفصیلات بتایئے۔

۵) آپ پردہ کرنے کے ساتھ سیاحت اور صحت کی حفاظت کیسے کرتی ہیں؟ کیا دھوپ کا نہیں لگنا آپ کے جسم کو نقصان نہیں پہنچاتا ہے؟

۶) پردہ کے ساتھ خواتین اسلام نے علم وعمل میں کیا کیا کارنامے انجام دئے؟ کچھ واقعات بتلایئے۔

۷) کیا منگیتر سے ملاقات ومصافحہ درست ہے؟

تتمہ

☆ طلاق بائن یا طلاق ثلاث یعنی مکمل تین طلاق دینے سے عورت اجنبی ہوجاتی ہے،اس سے پردہ کرنا واجب ہوجاتا ہے،اس کا سخت اہتمام کرنا چاہیے۔

☆ اپنے اندرونی کپڑے (سینہ بند،ازار کے نیچے اندر پہنے جانے والے کپڑے) نامحرم مردوں کی نگاہوں میں آجائیں اس طور پر سکھانا یا لٹکانا خلافِ حیاء ہے۔

☆ شفقت کی وجہ سے حقیقی سسر بہو کے سر پر اوڑھنی کے اوپر سر پر ہاتھ پھیر سکتا ہے،اگر کسی جگہ کی خاندانی رعایت ہو تو اس پر عمل کی اجازت ہے؛ لیکن سسر کے ساتھ گاڑی پر بیٹھ کر جانا یا کار میں سوار ہوکر جانا فتنہ سے خالی نہیں ہے۔

☆ پردہ کا حکم ضرور زندہ ہونا چاہیے؛ لیکن طریقۂ کار ایسا نہ ہو کہ دیندار اپنے آپ کو بے پردہ لوگوں سے افضل سمجھے (عمل کی نعمت پر شکر کر سکتے ہیں) کبر و گھمنڈ کی کیفیت نہ ہو، بے ادبی کا کوئی انداز نہ پایا جائے، رشتہ داروں کو نظر انداز کرنا مقصود نہ ہو، اپنا امتیاز جتلانے کی کوشش نہ کی جائے، پورے تواضع کے ساتھ مکمل صلہ رحمی اور خدمت کرتے ہوئے بے دین لوگوں سے بھی زیادہ اکرام کرتے ہوئے پردہ کے حکم پر عمل ہونا چاہیے، جو جتنا بیمار ہوتا ہے اس سے اتنی نرمی کی جاتی ہے،حرام جگہوں پر سختی کرنے کے بعد حلال اور مستحب جگہوں میں ان لوگوں کی دلجوئی بھی خوب کرنا چاہیے، دیکھنے والوں کے سامنے جیسے پردہ کا دین آپ کے اندر دکھ رہا ہے، ویسے ہی نرمی،خوش خلقی،ملنساری،حکمت،صلہ رحمی، یک طرفہ صبر کا دین بھی دکھ رہا ہے،خوب دعائیں کریں،علماء کرام سے مشورہ کریں،گھر میں احادیث کی تعلیم کریں، آہستہ آہستہ بدلنے کی کوشش کریں،ساس کا دل پہلے جیتنا پڑے،شوہر کے دل میں جگہ پہلے بنانا ہوگا، مہمان نوازی یا ہدیہ کے لین دین سے راہیں کھولنی پڑتی ہیں،اللہ تعالیٰ ضرور آسان کریں گے۔

کھف الایمان ٹرسٹ

اور ہماری تصنیفات وتالیفات

صوبہ تلنگانہ وآندھرا پردیش میں دس سال سے یہ ادارہ اپنے طریقہ پر ایک حلقہ میں کام کر رہا ہے، اس کے اہم مقاصد میں سے ایک مقصد امت مسلمہ کے لیے ضروری اور اہم عنوانات پر مختصر، آسان، مدلل اور جامع مواد تیار کرنا ہے؛ چنانچہ ادارہ کی نگرانی میں مندرجہ ذیل تحریریں چھپ کر منظر عام پر آچکی ہیں:

(۱) تبلیغی جماعت، کتب فضائل، حقائق غلط فہمیاں:

تبلیغی جماعت اور فضائل اعمال پر اعتراضات کے جواب میں ۴۹۰ رصفحات پر مشتمل یہ کتاب لکھی گئی ہے۔

(۲) مسنون معاشرت:

حقوق وحدود ہر طرح اور ہر قسم کے حقوق، معاشرتی سلگتے ہوئے مسائل پر مدنی معاشرہ کی مکمل عکاسی کرنے کی یہ حقیر کوشش ہے، خطباء، واعظین، مدرسہ کی طالبات، مستورات کی جماعت میں جانے والے بھائی بہنوں اور اہل ذوق کے لیے یہ کتاب قیمتی تحفہ ہے، اس میں فضائل وسیرت کی چاشنی کے ساتھ مسائل کی خشکی بھی ہے، اس کتاب کی دو جلدیں تقریباً ہزار صفحات پر مشتمل ہیں، مزید دو جلدوں پر کام ہو رہا ہے۔

(۳) مسنون اصول تجارت:

شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحب کاندھلویؒ کی ایک غیر معروف کتاب ''فضائل تجارت'' کی تحقیق وتخریج کی گئی، پھر مزید ''مسنون اصول تجارت'' کے عنوان سے تجارت وملازمت کے کامیاب ورہنمایانہ اصول شریعت کی روشنی میں اکابر امت کی تحریروں سے استفادہ کرتے ہوئے اس انداز سے ترتیب دیا گیا کہ فضائل کی چاشنی اور ضروری مسائل کی وضاحت، صحابہ اور اسلاف امت کی مثالی تجارت کی جھلکیاں بھی آگئی ہیں، یہ کتاب ۴۴۴ رصفحات پر مشتمل ہے۔

(۴) مسنون نماز:

احناف کی نماز کو احادیث صحیحہ، آثار صحابہ کی روشنی میں باحوالہ، عصری تقاضوں کے مطابق، معیاری طباعت کے ساتھ ۲۴۰ر صفحات پر مشتمل کئی مرتبہ چھپ چکی ہے، اس کتاب کا بنگلہ دیش کے ایک عالم دین نے بنگلہ میں ترجمہ بھی کیا ہے۔

(۵) عصری علوم:

علماء اور مدارس کی ضرورت کے ساتھ ساتھ عصری اسکول کھولنا شریعت کا تقاضا ہے، انجینئر، ڈاکٹر، وکالت، حکومت کے آئی ایس آئی، آئی پی ایس وغیرہ میں مسلمان حصہ لیں؛ بلکہ قائدانہ اور داعیانہ کردار ادا کریں، اس سلسلہ میں محققین، علماء اسلام کے ملفوظات، تاریخ کے نامور اطباء، انجینئرس، دوا ساز اور سائنسدانوں کا ایسا تذکرہ کیا گیا ہے جس سے ان کے دینی مزاج اور انسانیت نوازی اور خدمت خلق کا پتہ چلتا ہے، یہ اسکول اور کالجز کے لیے جامع مواد ہے، یہ کتاب تقریباً پونے چھ سو صفحات پر مشتمل ہے۔

(۶) جدید طبی مسائل:

ڈاکٹر حضرات کے لیے جائز ناجائز آپریشن، اعضاء کی پیوندکاری، وینٹی لیٹر، مصنوعی بارآوری، ٹسٹوں کے احکام، کمیشن کے مسائل، اسی طرح معذورین کی نماز، روزہ، حج وغیرہ کے مسائل کو اکابر علماء دیوبند اور عالم اسلام کی اکیڈمیوں کے اجتماعی فیصلوں کی روشنی میں کافی وشافی مواد جمع کیا گیا ہے، یہ کتاب ۲۶۳ر صفحات پر مشتمل ہے، الحمدللہ دوسرا تصحیح واضافہ شدہ ایڈیشن مسائل کو مزید منقح ومدلل کر کے ۱۲۹ر صفحات کے اضافہ کے ساتھ چھاپا گیا ہے۔

(۷) مسنون نکاح:

نکاح کے احکام، آداب ولیمہ، مہر ورخصتی کا طریقہ، ساس بہو کے لیے رہنمایانہ خطوط عام فہم انداز میں حوالہ جات کے ساتھ ۳۷۸ر صفحات پر مشتمل یہ کتاب تیار کی گئی ہے، دوسرا تصحیح واضافہ شدہ ایڈیشن شائع ہو چکا۔

(۸) اطاعت والدین کے حقوق:

اس کتاب میں نہایت تحقیق سے قرآن وحدیث اور فقہاء کرام کے کلام کی روشنی میں بتلایا گیا ہے کہ اعتقادات، معاملات، ازدواجی زندگی میں والدین کی اطاعت کی حد کیا ہے؟ دین شکنی نہ ہو اور دل شکنی بھی نہ ہو، ادائیگی کے حق کے ساتھ دوسرے پر ظلم نہ ہوجائے، ادب واکرام کے کون سے طریقے جائز ہیں، بہت سے سماجی اور علمی معرکۃ الآراء مسائل کی گتھی سلجھائی گئی ہے، عوام وخواص، خطباء ومصلحین کے لیے کمیاب علمی تحقیق ہے، اس کا بھی اضافہ وتصحیح شدہ ایڈیشن شائع ہو چکا ہے۔

(۹) واقعہ شہادت، مقام حضرت معاویہ، کردار یزید:

تینوں عناوین حساس اور نازک ہیں، ہمارا مزاج امت مسلمہ کے فروع مسائل سے زیادہ اصولی، بنیادی اور سب کے لیے ضروری مسائل پر کام کرنے کا ہے؛ لیکن اس عنوان پر اکابر کی تحریروں کو طالبین کے لیے یکجا کر دیا گیا، یہ کتاب ۳۴۸ ر صفحات پر مشتمل ہے۔

(۱۰) مستورات کی جماعتیں فقہ وفتاوی کی روشنی میں:

خواتین بھی معاشرہ کا نصف حصہ ہیں، ان کا بھی دیندار ہونا ضروری ہے، جس کی ایک شکل مستورات کی تبلیغی محنت بھی ہے، جس سے صرف نہ وہ خود دیندار ہوسکتی ہیں، بلکہ شوہر، اولاد اور بھائیوں کی دینداری میں بھی معاون بن سکتی ہیں، ۸۰ ر صفحات پر مشتمل یہ کتابچہ پہلے تبلیغی جماعت اور کتب فضائل کے ساتھ شامل تھا، اضافہ اور دیگر اکابر کی تحریروں اور نئے فتاویٰ کے ساتھ علیحدہ شائع کیا گیا ہے۔

(۱۱) منظم مدارس:

حفظ، ناظرہ، عالمیت کے مدارس کو معیاری ومؤثر اکابر کے نہج پر لانا اور تعلیمی سرپرستی کرنا بھی ہمارے مقاصد میں ہے، الحمدللہ اس کے لیے تحریری طور پر تین جلدوں میں دینیات، ناظرہ وحفظ (جلد اول) مالیات وانتظامات (جلد دوم) عالمیت کا نظام (جلد سوم) طبع ہو چکے ہیں، لڑکیوں کا نصاب ونظام (جلد چہارم) تخصصات کا نصاب ونظام (جلد پنجم) زیر ترتیب ہیں، لڑکے اور لڑکیوں کے کئی مدارس کی بازآبادکاری ہو رہی ہے، حفاظ کرام کو تجوید وتصحیح کی طرف متوجہ کیا جارہا ہے۔

(۱۲) رئیل اسٹیٹ، احکام ومسائل:

زمین کے اقسام، فن تعمیر اور شہری منصوبہ بندی سے متعلق مسلمانوں کے کارنامے، مذموم تعمیر، ناجائز قبضے اور جبری معاملے، زمینات ومکانات کی خرید وفروخت، دلالی، ٹھیکیداری، پارٹنرشپ اور اس کے لیے سودی قرض اور ان کی زکاۃ کے احکام کو مفصل ومدلل لکھا گیا، بکثرت پیش آنے والے مسائل، رئیل اسٹیٹ سے جڑی ہوئی قیمتی اہم ہدایات، ظلم سے روکنے والے ترغیبی وترہیبی واقعات کا ایک مستند ذخیرہ بھی ہے جو اس شعبہ کی بدعوانیوں کی روک تھام کا ان شاء اللہ ذریعہ ہوگا۔

(۱۳) تقسیم جائیداد کے اسلامی اصول:

اس کتاب میں اسلامی مالیاتی نظام اور مسلم پرسنل لاء کے تین اہم ابواب، ہبہ، وصیت اور میراث کی اہمیت، قدیم اور جدید ضروری پیش آنے والے مسائل کو ذکر کیا گیا ہے، فضائل واکابر کے واقعات کا تربیتی مواد بھی شامل ہے، جابجا اکیڈمیوں کے فیصلے، اسرار وحکمتوں کے تذکرے نے کتاب کو مستند اور ایمان افروز بنادیا ہے، صحت، مرض اور مابعد موت حقوق اللہ وحقوق العباد میں صفائی، انصاف پیدا کرنے کی ممکنہ شرعی شکلوں کے مفصل بیان نے اردو اسلامی کتب خانہ کی ایک اہم ضرورت کو پورا کیا، اس کا دوسرا اضافہ شدہ ایڈیشن چھپ چکا ہے۔

(۱۴) دعوت وتبلیغ، احکام ومسائل:

اسلام میں شعبۂ دعوت وتبلیغ کے اصول واحکام، غیر مسلموں اور مسلمانوں میں دعوتی کام میں پائے جانے والے غلط افکار واعمال کی اصلاح، پیش آنے والے فقہی مسائل، بہت سے حساس علمی اشکالات کے تشفی بخش جوابات موجود ہیں، یہ سب کچھ قرآن وسنت وسلف صالحین کی تحریرات اور حوالہ جات کی روشنی میں ایک کامیاب داعی بننے کے لیے مفید اور جامع مواد ہے۔

(۱۵) فضائل امت محمدیہ:

میدان دعوت میں درد دل، قوت دعا، مثالی زندگی کے ساتھ صحیح معلومات بھی ہونا ضروری ہے، کم علمی کی وجہ سے غیر معتبر روایات، غیر معتدل افکار ونظریات امت مسلمہ کے لیے نہایت نقصان دہ ہیں، دل

میں بار بار داعیہ پیدا ہورہا تھا کہ دعوت وتبلیغ پر سلسلہ وار رسائل اور کتابیں بھی مرتب کی جائیں جس کو سامنے رکھ کر ایک داعی کی علمی پیاس بجھ سکے اور ہزاروں صفحات کی ورق گردانی سے بچ جائے۔

اس منصوبہ کی پہلی کڑی آپ کے سامنے ہے، مقصد یہ ہے کہ اس امت کو پست ہمتی اور بزدلی سے نکالا جائے، دنیا میں اس کا حقیقی مقام اور کام بتایا جائے، خدا کی طرف سے اس کے لیے عروج وزوال کے ضابطے سنائے جائیں۔

(۱۶) سود،احکام ومسائل:

سود کے بڑے چھوٹے نقصانات، بنک کے سود سے متعلق جزئیات، مصارف سود، مال حرام کو پاک کرنے کا طریقہ، سودی قرض، انشورنس، کرنسی نوٹ کے احکام واقسام، رہن کی مروجہ شکلیں، بٹ کوئن، ملٹی لیول مارکیٹنگ، شیئر مارکیٹنگ، فارن ایکسچینج وغیرہ کے بارے میں بدلتی صورت حال کو سامنے رکھتے ہوئے مختلف آراء کی وضاحت کے ساتھ باحوالہ مفصل کلام کیا گیا ہے۔

(۱۷) خواتین کے مخصوص مسائل:

درسِ نظامی کی فقہی کتابوں کے لئے اور خصوصاً طبقہ نسواں کے لئے حیض کے موضوع پر سہل انداز میں تمرینات کے ساتھ کتابچہ کی ضرورت محسوس ہورہی تھی، رسائل ابن عابدین میں موجود رسالہ اور مفتی احمد ممتاز صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ترتیب کردہ رسالہ بہت قیمتی اور اساس کی حیثیت رکھتا ہے، میں نے اپنے عزیز دوست مفتی محمد منیر صاحب قاسمی سے درخواست کی تھی کہ اس کی مزید تسہیل وترتیب کریں، انہوں پہلے خود مسائل کو سمجھا، حل کیا، مہینوں اور ہفتوں بار بار نظر ثانی کی، اس میں مناسب اضافے کئے، دستیاب اردو ذخیرہ سے بھرپور استفادہ کیا، تحقیقات اکابر کو سامنے رکھا، اب یہ آپ کی خدمت میں پیش ہے۔

(۱۸) مسنون پردہ،احکام ومسائل:

ہر دیندار شخص کے ذہن میں یہ سوال رہتا ہے کہ شرعی پردہ کیسے زندہ کیا جائے اس سلسلے کے تمام مسائل و فضائل، درجات واقسام، احادیث وواقعات، سماج میں پیش آنے والی دشواریاں ساتھ ہی تمرینات لکھی جارہی ہیں تاکہ یہ کتاب بطور نصاب کے استعمال کی جائے اور چند مضامین کے ختم پر دئے جانے والے سوالات پڑھ

کر قارئین و ناظرین مضمون کو ذہن نشین کر سکیں، اور اپنے مطالعہ کی پختگی کا امتحان لیں، امید ہے کہ یہ کتاب طالبات اور دینی تحریکات کے شعبۂ خواتین میں قبولیت کی نظر سے دیکھی جائے گی، عوام الناس کو مختصر کورس کے طور پر پڑھانے میں مدد حاصل کی جائے گی ان شاء اللہ۔

(۱۹) مسنون زیبائش، احکام ومسائل:

لباس، ٹوپی، برقع، ڈاڑھی، خضاب، مہندی، بال، ناخن، دانت، انگوٹھی، پلاسٹک سرجری وغیرہ اور فیشن پرستی کے نقصانات کے ساتھ اسباق اور تمرینات کے انداز میں لکھی گئی ایک جامع، محقق اور مختصر کتاب، جس سے مسلمانوں کو عموماً اور اہل مدارس کو خصوصاً بہت نفع ہونے کی امید ہے۔

(۲۰) نورانی قاعدہ کیسے پڑھائیں؟

قرآن کے معلم کے بارے میں اچھی تصویر اگر بٹھادی جاتی ہے تو وہ طالب علم پوری زندگی دین اور علم دین سے محبت کرنے والا بن جاتا ہے، تجربات سالہا سال اور فکر کا نچوڑ ہوتے ہیں، دوسروں کے تجربات بطور خاص اکابرین کے تجربات بڑی بڑی پیچیدگیاں حل کر دیتے ہیں، پوچھ پوچھ کر پڑھنے پڑھانے سے کم وقت میں زیادہ فائدہ ہوتا ہے، بغیر سیکھے پڑھانا ایک قسم کی خیانت ہے۔

ہمارے دوست (مفتی محمد منیر صاحب، استاذ کہف الایمان ٹرسٹ، حیدرآباد) نے اس کتابچہ کی ترتیب میں کافی مشقت اٹھائی، ہردوئی سے پڑھے ہوئے حضرات سے بار بار رجوع ہوتے رہے، تصحیح وتدریب سے متعلق منعقد ہونے والے اجتماعات میں شرکت کی، دنیا بھر میں اس موضوع پر ہونے والے کاموں کا گہرائی سے مطالعہ کیا، نورانی قاعدہ پڑھانے والوں کی سطح کے مطابق مواد اکٹھا کرتے رہے۔ انہوں نے خود قراتِ حفص اور سبعہ وغیرہ ملک کی مشہور درسگاہ مفتاح العلوم میں پڑھا ہے، سب سے بڑی سعادت مندی یہ ہے کہ ہمارے مربی ومشیر حضرت ہردوئی، حضرت ندوی، حضرت باندوی اور آج کل حکیم کلیم اللہ صاحب علی گڑھی کے صحبت یافتہ، کہنہ مشق عالم دین، صاحب نسبت شخصیت حضرت مولانا احمد عبید الرحمٰن اطہر صاحب قاسمی ندوی دامت برکاتہم نے حرف بحرف نظر ثانی کی ہے، جابجا اضافے بھی کئے ہیں، ادارہ کہف الایمان اس قسم کے بہت سے کاموں کے عزائم رکھتا ہے۔

دعا ہے کہ رب کریم اس محنت کو قبول فرما کر یا نجات کا ذریعہ بنائے۔ (آمین)